عمران سیریز
مادام شی تارا
ظہیر احمد

پیش لفظ

محترم قارئین

سلام علیکم

[illegible] یہ ناول "مادام شی تارا" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مادام شی
تارا [illegible] ایک لیڈی
[illegible] قارئین کا مسلسل اصرار تھا کہ "کرسٹل بلٹ" جیسی
[illegible] کے بعد زیرولینڈ پر مبنی میری دوسری کوئی کہانی سامنے
[illegible] زیرولینڈ اور زیرولینڈ کے بے مثال ایجنٹوں پر مجھے مسلسل
[illegible] لکھنے چاہییں اور ان کرداروں کو نئے انداز میں سامنے لانا
چاہیے۔ [illegible] شیڈول کے مطابق میرا پراسرار ناول "بدروح" کو
آپ کے سامنے لانے کا پروگرام تھا جو اپنی مثال آپ ہے۔ لیکن "بلیک
جینٹ" جیسا شاہکار ناول پڑھنے کے بعد قارئین نے اس حد تک اصرار
[illegible] کہ مجھے "بدروح" کے ساتھ زیرولینڈ کے حوالے سے بھی
[illegible] پڑا۔ ایک ناول سے ان کا دل نہیں بھرتا۔ وہ میرا ہر ماہ ایک
سے زائد ناول پڑھنا چاہتے ہیں۔ آپ سب کی اس قدر پرخلوص محبت،
بے پناہ اصرار اور فرمائش کے سامنے آخر کار مجھے سر تسلیم خم کرنا پڑا اور
[illegible] پبلی کیشنز کے روح رواں جناب محمد ارسلان قریشی صاحب

کے مفید مشوروں سے اور شیڈول سے ہٹ کر آپ کے لئے خصوصی طور پر " مادام شی تارا" کی اشاعت کا اہتمام کرنا پڑا۔ جو آپ کے اعلیٰ معیار پر یقیناً پورا اترے گا۔

جس طرح قارئین میری تحریروں کو اس قدر پذیرائی دے رہے ہیں۔ مبارکباد اور پرخلوص مشوروں سے نوازنے کے لئے مجھے اپنے قیمتی خطوط ارسال کرتے ہیں تو میں ان کی قدر اور پذیرائی نہ کروں یہ کیسے ممکن ہے۔ اس لئے آپ سب کی پرزور فرمائش پر " بدروح " کے ساتھ " مادام شی تارا" اور ایک اور منفرد ناول " ریڈ ماسٹرز" بھی حاضر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مادام شی تارا کا اس قدر حیرت انگیز انوکھا اور زبردست ناول آپ نے پہلے کبھی نہیں پڑھا ہوگا اور آپ سب کی تشنگی دور ہو جائے گی۔ آپ میری اس خوبصورت کاوش پر مجھے یقیناً خط لکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ میں وعدہ تو نہیں کرتا لیکن کوشش ضرور کروں گا کہ آپ کو ہر ماہ دو ناول پڑھنے کو مل سکیں۔

آپ کے پرخلوص محبت اور مشوروں سے بھرپور خطوط میرے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ مجھے خطوط ضرور ارسال کریں تاکہ میں آپ کے لئے ان ناولوں سے بھی زیادہ خوبصورت اور معیاری ناول تحریر کر سکوں۔

آپ کا خیر اندیش
ظہیر احمد

لمبے اور مضبوط جسم کا مالک ٹام ہاک جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا کمرے میں ایک دھیمی مگر مترنم موسیقی کی آواز سنائی دی۔ موسیقی کی آواز سن کر ٹام ہاک بری طرح چونک پڑا۔

ٹام ہاک گریٹ لینڈ کا ایک نامی مجرم تھا جس کے جرائم کے کارنامے ایکریمیا، گریٹ لینڈ اور کئی یورپی ممالک میں پھیلے ہوئے تھے۔ بڑے سے بڑے اور اہم جرم میں اس کا ہاتھ کسی نہ کسی طرح سے ملوث ہوتا تھا جس کی وجہ سے اس کا اور اس کی تنظیم کا نام پوری دنیا میں دہشت کی طرح پھیلا ہوا تھا۔

ٹام ہاک کی تنظیم کا نام سیکرٹ ہینڈز تھا۔ اس تنظیم نے باوسائل ہونے کے سبب پوری دنیا میں اپنا نیٹ ورک قائم کر رکھا تھا۔ وہ نہ صرف پوری دنیا میں ہونے والے جرائم کی تفصیلات سے آگاہ رہتے تھے بلکہ سیکرٹ ہینڈز کے لئے بڑے بڑے کام بھی حاصل

کرتے تھے جن کی نوعیت بڑے اور اہم جرائم ہی ہوتا تھا۔

ٹام ہاک تنظیم کے دس سیکشن تھے جن کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا اور جو انچارج ان سیکشنوں کو کنٹرول کرتے تھے وہ انتہائی زیرک، چالاک، شاطر اور مارشل آرٹ کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد تیز طرار تھے۔ ان سب نے اپنے اپنے طور پر گروپ بندی کر رکھی تھی اور ان کے گروپ کے افراد بھی کسی طرح چالاکی، عیاری اور لڑائی بھڑائی میں کم نہ تھے۔ ٹام ہاک کا ڈائریکٹ ان سے رابطہ تھا۔ وہ انہی کو ہدایات دیتا تھا اور اس کے مطلب کا جب اسے کوئی کام ملتا تو وہ اس کام کو متعلقہ سیکشن کے سپرد کر دیتا تھا اور وہ سیکشن اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے مشن کو ہر ممکن طریقے سے کامیابی سے ہمکنار کرتا تھا۔

سیکرٹ ہینڈز نامی تنظیم چند سال قبل ہی وجود میں آئی تھی مگر اس تنظیم نے جرائم کی دنیا میں آ کر اس تیزی سے اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑے تھے کہ پوری دنیا میں اس تنظیم کا نام گونجنے لگا تھا۔ سیکرٹ ہینڈز کے گروپ لیڈر ٹام ہاک کی اصلیت سے کوئی واقف نہ تھا۔ یہاں تک کہ گروپ انچارج بھی اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کا گرینڈ ماسٹر کون ہے۔ ٹام ہاک ایک نادیدہ ہستی کی طرح اپنے سیکشنوں کی ہر وقت خبر رکھتا تھا جس کے لئے اس نے جدید اور سائنسی انتظامات کر رکھے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سیکرٹ ہینڈز کے ہر سیکشن کا انچارج ٹام ہاک سے جسے گرینڈ ماسٹر کہا جاتا تھا۔ یوں

[illegible] اندام ہو جاتا تھا جیسے اس کے بعد وہ کبھی خود کو نہ دیکھ پائے [illegible]۔

ٹام ہاک کے ایکریمیا، گریٹ لینڈ اور دوسرے بڑے ممالک میں بے شمار ذاتی ہوٹل، کلب اور ریسٹورنٹ تھے جہاں منشیات سے لے [illegible] کا کاروبار ہوتا تھا اور اسمگلروں کی لسٹ میں پوری دنیا میں [illegible] ماسٹر کا نام سرفہرست رہتا تھا۔ ٹام ہاک سیکرٹ ہینڈز [illegible] دن بدن پوری دنیا میں اپنے پنجے گاڑتا جا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا [illegible] جب پوری دنیا پر صرف اور صرف اس کا [illegible] ہو گا اور اس وقت دنیا میں ہونے والا ہر جرم اس کی مرضی [illegible] ہو گا۔ اس کی روز بروز بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ کر بہت سی [illegible] بوکھلا گئی تھیں۔ خاص طور پر سیکرٹ ہینڈز سے سپر پاورز ممالک کو بے پناہ خطرات لاحق ہو گئے تھے اور پھر اس تنظیم کی بیخ کنی کے لئے بہت سی سرکاری ایجنسیاں حرکت میں آ گئیں۔ نامور [illegible] میدان میں اتر آئے مگر سیکرٹ ہینڈز کی شاندار حکمت عملی اور [illegible] سپر نیٹ ورک نے ان تمام ایجنسیوں کو حقیقتاً ناکوں چنے [illegible] دیئے تھے۔

سیکرٹ ہینڈز کے ہاتھوں جب بے شمار ایجنسیوں اور سپر ایجنٹوں کا خاتمہ ہونا شروع ہو گیا تو سپر پاورز کو بھی سیکرٹ ہینڈز کی طاقت اور اس کی برتری کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہونا پڑ گیا۔ اس سے [illegible] کہ ٹام ہاک کی سیکرٹ ہینڈز تنظیم پوری دنیا پر حاوی ہوتی

اچانک ایک طوفان سا اٹھا اور پھر اس طوفان نے جس کا نام ماسٹر گینگ تھا سیکرٹ ہینڈز کا تاروپود بکھیر کر رکھ دیا۔ سیکرٹ ہینڈز کا تمام نیٹ ورک تباہ و برباد ہو گیا۔ سپر سیکشنوں کے انچارج مارے جانے لگے یہاں تک کہ ٹام ہاک کی ذاتی املاک کو بھی ملبے کا ڈھیر بنا دیا گیا۔

ماسٹر گینگ نے اس قدر طوفانی انداز میں کام کیا تھا کہ ٹام ہاک اور اس کے سیکشنوں کے منجھے ہوئے انچارج بھی ماسٹر گینگ کے طوفان کو کسی بھی طرح نہ روک سکے۔ ٹام ہاک جس نے کثیر سرمایہ خرچ کر کے اور انتہائی محنت اور شدید دشواریوں سے گزر کر جس سیکرٹ ہینڈز کی بنیاد ڈالی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے داستان غم بن کر رہ گئی اور ٹام ہاک ہی شاید وہ شخص تھا جو خفیہ ہونے کی وجہ سے ماسٹر گینگ کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بچ گیا تھا۔ اپنی اس تباہی اور بربادی کو دیکھ کر ٹام ہاک کے تمام خواب چکناچور ہو گئے تھے کہ ایک دن پوری دنیا پر اس کا تسلط ہو گا۔ اس نے اپنے طور پر ہر ممکن ذریعے سے ماسٹر گینگ کے بارے میں جاننے کی کوشش کی کہ وہ کون ہیں۔ ان کا تعلق کس ملک یا کس ایجنسی سے ہے اور وہ اس طرح ہاتھ دھو کر صرف سیکرٹ ہینڈز کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہے مگر اس کی ہر کوشش ناکام رہی تھی۔ نہ وہ ماسٹر گینگ کے افراد کے بارے میں کچھ جان سکا تھا اور نہ ہی اس گروپ کا کوئی شخص اس کے ہاتھ لگا تھا جس کی وجہ سے ٹام ہاک اب ہر وقت دل ہی دل میں کھولتا رہتا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک مرتبہ ماسٹر گینگ کے ممبران اس کے سامنے آجائیں اور اسے معلوم ہو جائے کہ ان کا تعلق کس ملک سے ہے تو وہ اس سارے ملک کو ہی تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔

ماسٹر گینگ سیکرٹ ہینڈز کو تباہ و برباد کر کے اور ان کا نام مٹا کر یوں غائب ہو گیا تھا جیسے کبھی اس کا وجود ہی نہ ہو یا جیسے ان کا وجود صرف اور صرف سیکرٹ ہینڈز کے خاتمے کے لئے ہی معرض وجود میں آیا تھا۔ ٹام ہاک نے ایک نئی تنظیم بنا کر اپنی سرکردگی میں ماسٹر گینگ کو تلاش کرنے اور ان تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر اس کی ہر کوشش بے سود اور لاحاصل رہی اور پھر جب اس کی نئی تنظیم کے افراد کا بھی نہایت عجیب اور پراسرار طریقے سے خاتمہ ہونا شروع ہو گیا تو اس بار ٹام ہاک کے پیروں تلے سے سچ مچ زمین ہی نکل گئی۔ اس بار بھی اسے ایسے نشانات ملے تھے جیسے اس نئی تنظیم کا خاتمہ بھی ماسٹر گینگ نے ہی کیا ہو۔

اس نئی تنظیم جس کا نام سپیشل ایجنسی تھا، کے خاتمے کے ساتھ ہی ٹام ہاک نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اب اسے ہر دم یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے ماسٹر گینگ اس کے ارد گرد ہی کہیں موجود ہو اور وہ کسی بھی وقت اور کسی بھی لمحے اس کی گردن دبوچ لیں گے۔ گو ٹام ہاک نے خود کو اپنی طاقتور تنظیم سیکرٹ ہینڈز اور سپیشل ایجنسی کے افراد سے بھی چھپا رکھا تھا مگر اس کے باوجود اسے

یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے ساری کی ساری دنیا اس کی اصل حقیقت سے آشنا ہو۔ ٹام ہاک کو اس بات سے ہول آرہے تھے کہ کسی دن سیکرٹ ہینڈز اور سپیشل ایجنسی کی طرح اس کا نام و نشان بھی مٹا دیا جائے گا اور مرنے سے پہلے وہ یہ بھی نہیں جان سکے گا کہ اس کی پاورفل تنظیموں اور اسے مٹانے والے ماسٹر گینگ کے افراد کون تھے اور ان کا تعلق کس ملک، کس ایجنسی یا کس گروپ سے تھا۔

ظاہری طور پر خود کو چھپائے رکھنے کے لئے وہ اپنے دوسرے بزنس جو امپورٹ ایکسپورٹ کا تھا، کی طرف پوری توجہ دے رہا تھا مگر اندر ہی اندر وہ بے ہراساں اور سہما سہما سا رہتا تھا اور ہر ملنے جلنے والے سے کنی کترانے کی کوشش میں رہنے لگا تھا اور پھر ایک روز اس کے دل و دماغ میں پنپنے والا ممکنہ خطرہ اس کے سامنے آہی گیا۔ اس روز وہ اپنی رہائشی عمارت کے کمرے میں سو رہا تھا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک بدلی ہوئی جگہ پر پایا۔ وہ ایک ہال نما قیمتی ساز و سامان اور فرنیچر سے آراستہ کمرہ تھا جس میں وہ ایک آرام دہ بستر پر موجود تھا۔ خود کو بدلی ہوئی جگہ اور اس قدر خوبصورت کمرے میں پا کر ٹام ہاک حیران ہونے کے ساتھ ساتھ شدید پریشان ہو گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ راتوں رات وہاں کیسے پہنچ گیا۔ اس نے اپنی رہائش گاہ پر سیکورٹی کے خاطر خواہ انتظامات کر رکھے تھے۔ رہائش گاہ کے اندر اور باہر ہر وقت نہ صرف مسلح افراد کا

پہرہ رہتا تھا بلکہ اس نے اپنی حفاظت کے لئے ایسے سائنسی آلات فٹ کر رکھے تھے کہ کسی بھی طرح اس کی رہائش گاہ میں کوئی غلط آدمی داخل ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ ٹام ہاک جس کمرے میں رہتا تھا وہاں بھی اس نے سخت حفاظتی خودکار سسٹم لگا رکھا تھا جہاں تک پہنچنا واقعی کسی کے بس کی بھی بات نہیں تھی۔

لیکن اس جگہ اس کی آنکھ کھلنے کا مطلب تھا کہ جو کوئی بھی اسے یہاں لایا ہے اس نے نہ صرف اس کے تمام پہرے داروں کی آنکھوں میں دھول جھونک دی تھی بلکہ اس کے تمام حفاظتی انتظامات کو بھی ناکارہ کر دیا تھا۔ مگر یہ سب کیسے ہوا تھا۔ وہ کون تھا۔ اس نے اس کے حفاظتی سسٹم کو کیسے ختم کیا ہو گا اور پھر اسے اس کی رہائش گاہ سے نکال لانا بھی کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں ہو سکتی تھی ٹام ہاک اس کے بارے میں جتنا سوچتا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا۔ اس غیر اور نامعلوم جگہ پر ٹام ہاک کو عجیب خوف سا محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اسے ہر طرف اپنی موت کے مہیب سائے ناچتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

پھر ٹام ہاک کے کمرے میں چند سیاہ پوش داخل ہوئے جن کے ہاتھوں میں عجیب ساخت کے نئے جدید پسٹل اور رائفلیں تھیں۔ انہیں دیکھ کر ٹام ہاک گھبرا گیا کیونکہ ان سیاہ پوشوں کے لباسوں پر واضح طور پر ایم جی یعنی ماسٹر گینگ لکھا ہوا تھا۔ یہ وہی افراد تھے جنہوں نے اس کی پاورفل تنظیم سیکرٹ ہینڈز کو سبوتاژ کر دیا تھا۔

ٹام ہاک جو سیکرٹ ہینڈز کا گرینڈ ماسٹر تھا اور وہ اپنے طور پر پوری دنیا سے چھپا ہوا تھا اس وقت ماسٹر گینگ کے سامنے تھے۔ ان کے سامنے شیر جیسا دل رکھنے والے ذہین، طاقتور اور انتہائی سفاک مجرم ٹام ہاک کے بھی پسینے چھوٹ گئے تھے۔ اب اسے واقعی اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی۔

ماسٹر گینگ کے سیاہ پوش ٹام ہاک کو اس کمرے سے اپنے نرغے میں لے کر ایک دوسرے ہال نما کمرے میں لے گئے جہاں ایک بہت بڑی میز موجود تھی۔ اس میز کے گرد بے شمار کرسیاں موجود تھیں مگر ان میں سے صرف ایک کرسی پر ایک لمبے اور گھٹیلے جسم کا مالک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا دکھائی دے رہا تھا اور اس ادھیڑ عمر کے چہرے پر سفاکی اور درندگی دکھائی دے رہی تھی اور اس کی ہلکی نیلی آنکھوں میں اس قدر تیز اور خوفناک چمک تھی جس کی وجہ سے ٹام ہاک اس سے نظریں تک نہ ملا پا رہا تھا۔ ٹام ہاک کو اس پراسرار اور خوفناک شخصیت کے سامنے بیٹھا دیا گیا۔ اس پراسرار شخصیت نے تمام سیاہ پوشوں کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا تو وہ سب اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے کمرے سے باہر چلے گئے۔ لیکن ایک خوبصورت لڑکی جس کے بال سنہری اور آنکھیں نیلی تھیں وہیں بیٹھی رہ گئی۔

خود کو اس پراسرار اور خوفناک شخصیت کے سامنے پا کر ٹام ہاک اندر ہی اندر بری طرح لرز رہا تھا۔ اس شخص نے جب ٹام ہاک کو

بتایا کہ اس کا تعلق زیرو لینڈ سے ہے اور اس کا نام ڈاکٹر شیفرڈ ہے تو ٹام ہاک کے مساموں سے ٹھنڈا پسینہ بہہ نکلا۔ زیرو لینڈ اور ڈاکٹر شیفرڈ جیسی خطرناک اور طاقتور شخصیت کے بارے میں ٹام ہاک نے بہت کچھ سن رکھا تھا۔ ڈاکٹر شیفرڈ واقعی ایک طوفان تھا۔ ایک دہشت کا نام تھا جس سے دنیا کی ہر ایجنسی، ہر حکومت اور ہر سیکرٹ ایجنٹ خوف سے تھراتے تھے۔ ڈاکٹر شیفرڈ جیسا تیز، شاطر، عیار، سفاک، بے رحم اور سنگدل انسان شاید ہی اس روئے زمین پر کوئی ہو۔ اس کے سامنے خود کو پا کر ٹام ہاک کا رنگ خوف سے پیلا پڑ گیا تھا اور اس نے واضح طور پر لرزنا شروع کر دیا تھا۔

ڈاکٹر شیفرڈ نے جب ٹام ہاک کو بتایا کہ ماسٹر گینگ اس کی تنظیم کا نام ہے اور اسی نے ہی ٹام ہاک کی پاور فل تنظیم سیکرٹ ہینڈز کا تارو پود بکھیرا ہے تو ٹام ہاک کو یقین آگیا کہ واقعی یہ کام سوائے ڈاکٹر شیفرڈ کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ زیرو لینڈ کے اس مجرم کے سامنے سیکرٹ ہینڈز واقعی ایک پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔

ڈاکٹر شیفرڈ کے مطابق ساری دنیا پر تسلط جمانے اور ساری دنیا کو اپنے کنٹرول میں لینے کا خواب صرف اور صرف زیرو لینڈ کا ہے۔ زیرو لینڈ کے سوا کوئی اور دنیا پر اپنا رعب اور دبدبہ قائم کر لے یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا اس لئے اس نے فوری طور پر ایکشن میں آ کر ٹام ہاک کی ساری سیکرٹ ہینڈز تنظیم کا تارو پود بکھیر دیا تھا۔ ڈاکٹر شیفرڈ

نے ٹام ہاک کو واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اس دنیا میں اگر کوئی طاقت
ہے تو وہ صرف اور صرف زیرو لینڈ کے پاس ہے ۔ اس نے ٹام ہاک
کو اس کی تنظیم کے تمام سیکشنوں کے انچارج اور ان کے ساتھ کام
کرنے والوں کے بارے میں بتا دیا تھا اور اس نے یہ بھی بتا دیا تھا
کہ اس نے اس کی تنظیم کو کس کس طرح اور کن کن ذرائع سے
ٹریس کر کے کیفر کردار تک پہنچایا تھا۔

ڈاکٹر شیفرڈ نے ٹام ہاک کے سامنے وہ تمام ثبوت پیش کر دیئے
تھے جن کی بنا پر ٹام ہاک کسی بھی طرح اس بات سے انکار نہیں کر
سکا تھا کہ سیکرٹ ہینڈز کا اصل کرتا دھرتا گرینڈ ماسٹر ٹام ہاک ہی ہے
اس کے بعد ڈاکٹر شیفرڈ نے ٹام ہاک کو اپنے کارناموں اور زیرو لینڈ
کی طاقت کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جسے جان کر ٹام ہاک کو
واقعی یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ ڈاکٹر شیفرڈ کے سامنے طفل مکتب
بھی نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیفرڈ نے ٹام ہاک سے کہا کہ اس نے جس آسانی سے اسے
اس کی رہائش گاہ سے اغوا کیا ہے اسے وہیں ہلاک بھی کیا جا سکتا تھا
مگر وہ اور زیرو لینڈ کے اعلیٰ حکام ذہین، چالاک، طاقتور اور زیرک
انسانوں کی قدر کرتے ہیں ۔ اسے اغوا کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ
اس کے سامنے زیرو لینڈ کی برتری ثابت کی جا سکے ۔ پھر ڈاکٹر شیفرڈ
نے کہا کہ اگر ٹام ہاک اپنی تنظیم اور اپنے مرتبے کو پھر سے حاصل
کرنا چاہتا ہے تو اسے اور اس کی تنظیم کو زیرو لینڈ کے اندر رہ

کام کرنا ہو گا ۔ اگر ٹام ہاک زیرو لینڈ کے ساتھ مل کر کام کے لئے
آمادہ ہو جائے تو اس کی تنظیم کو از سر نو تشکیل دے کر اسے پہلے سے
زیادہ فعال اور پاور فل بنایا جا سکتا ہے ۔ ڈاکٹر شیفرڈ نے ٹام ہاک کو
زیرو لینڈ کے وسائل اور سائنسی ترقی کے پس منظر سے آگاہ کیا تو ٹام
ہاک کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

ڈاکٹر شیفرڈ نے کہا کہ ٹام ہاک سیکرٹ ہینڈز کا گرینڈ ماسٹر ہی
رہے گا ۔ وہ اور اس کی تنظیم آزادی سے کام کرے گی بلکہ زیرو لینڈ
اس سے جو کام لے گا اس کے لئے اسے نہ صرف اپنے سائنسی ہتھیار
... ہر ماہ اسے باقاعدگی سے خطیر معاوضہ بھی ملتا رہے گا اور جب
تک ٹام ہاک نہ چاہے کسی کو اس بات کا علم نہیں ہو پائے گا کہ
سیکرٹ ہینڈز کا گرینڈ ماسٹر کون ہے ۔ ایک تو ٹام ہاک زیرو لینڈ،
ڈاکٹر شیفرڈ اور ڈاکٹر شیفرڈ کے ماسٹر گینگ کی کارکردگی پہلے ہی دیکھ
چکا تھا جنہوں نے انتہائی کم وقت میں اور انتہائی کامیابی کے ساتھ اس
کی تنظیم کا شیرازہ بکھیر دیا تھا ۔ پھر زیرو لینڈ کے وسائل اور اس کی
طاقت کے بارے میں جان کر ٹام ہاک ویسے ہی خاصا مرعوب ہو گیا
تھا

ڈاکٹر شیفرڈ نے پھر سے اس کی تنظیم کو تشکیل دینے اور مراعات
دینے کی بات کی تو ٹام ہاک کی آنکھوں میں حقیقتاً مسرت انگیز چمک
ابھر آئی ۔ اس نے فوری فیصلہ کرتے ہوئے ڈاکٹر شیفرڈ کے سامنے
اقرار کر لیا کہ وہ اور اس کی تنظیم زیرو لینڈ کی وفادار رہے گی اور

اس کے ہر احکام کی پابندی کرنا اس کا اولین فرض ہو گا۔ اس کی بات سن کر ڈاکٹر شیفرڈ بے حد خوش ہوا تھا اور پھر ڈاکٹر شیفرڈ نے اس کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کیا۔ اس کے بعد ٹام ہاک کو جس خاموشی سے اس کی رہائش گاہ سے اٹھا کر لایا گیا تھا اسی خاموشی سے واپس اس کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا گیا اور پھر ڈاکٹر شیفرڈ نے واقعی ٹام ہاک کی تنظیم کو منظم کرنے میں اس کی بے پناہ معاونت کی۔

ٹام ہاک نے پہلے جیسے اپنے مخصوص دس سیکشن بنائے جن کے سربراہ ان افراد کو بنایا گیا جو ماسٹر گینگ کے خاص آدمی تھے اور جنہوں نے ٹام ہاک کی سیکرٹ ہینڈز تنظیم کا شیرازہ بکھیرا تھا۔ انتہائی قلیل عرصے میں ٹام ہاک کی سیکرٹ ہینڈز ایکریمیا، گریٹ لینڈ اور دوسرے کئی بڑے اور یورپی ممالک میں حاوی ہو گئی۔ اس بار اس کی تنظیم پہلے سے زیادہ طاقتور اور باوسائل تھی۔ ٹام ہاک نے دنیا کے چیدہ چیدہ اور خطرناک ترین افراد کو اپنی تنظیم میں شامل کیا تھا۔

زیرو لینڈ اور ڈاکٹر شیفرڈ کی وجہ سے اس کی تنظیم کو جو طاقت اور اختیارات ملے تھے اس کی وجہ سے اس بار ٹام ہاک کھل کر ساری دنیا کے سامنے آ گیا تھا اور اس نے پوری دنیا پر عیاں کر دیا تھا کہ وہ زیرو لینڈ کا نمائندہ ہے اور سیکرٹ ہینڈز کا گرینڈ ماسٹر ہے۔

ٹام ہاک نے زیرو لینڈ کے ساتھ واقعی اپنی وفاداری نبھانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھ چھوڑی تھی۔ اس نے زیرو لینڈ کے لئے ایسے

ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ زیرو لینڈ کے اعلیٰ حکام نے ٹام ہاک کو سپر ٹاپ ایجنٹ کا خطاب دے دیا اور اس کی مراعات میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ ٹام ہاک واقعی شاہانہ زندگی بسر کرنے لگا۔

اس وقت ٹام ہاک کسی نجی کام کے سلسلے میں باہر گیا ہوا تھا۔ واپس آ کر وہ جیسے ہی اپنے سپیشل روم میں داخل ہوا اچانک کمرے میں دھیمی مگر انتہائی مترنم موسیقی کی آواز ابھرنے لگی۔ موسیقی کی آواز سن کر ٹام ہاک بری طرح سے چونک اٹھا اور نہایت تیزی سے جنوبی دیوار کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ دیوار پر مختلف تصاویر آویزاں تھیں۔ ٹام ہاک نے ایک خوبصورت نیلی آنکھوں والی لڑکی کی تصویر کے قریب جا کر اس کی دائیں آنکھ پر انگلی رکھ کر دباؤ ڈالا تو اس کی آنکھ اندر کو دھنستی چلی گئی۔ اسی لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار کا درمیانی حصہ شق ہو گیا اور وہاں ایک خلا نمودار ہو گیا۔ نیچے سیڑھیاں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ٹام ہاک نے آگے بڑھ کر جیسے ہی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اسی لمحے نیچے ہر طرف جیسے تیز روشنی پھیلتی چلی گئی اور ٹام ہاک تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے آیا اور وہاں موجود تین کمروں میں سے درمیانی دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔ اس نے دروازے کے قریب لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو دروازہ خودکار طریقے سے کھلتا چلا گیا۔ ٹام ہاک تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے کے وسط میں ایک بڑی میز اور اس کے قریب ایک کرسی پڑی تھی۔ میز بالکل خالی تھی۔

ٹام ہاک آگے بڑھ کر کرسی پر جا بیٹھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ میز
کی سطح پر رکھ دیئے۔
" سپیشل ٹرانسمیٹر۔ کوڈ زیرو زیرو سکس الیون "۔ ٹام ہاک نے
میز کی سطح کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ اسی لمحے
سرر کی آواز کے ساتھ میز کے درمیانی حصے میں ایک خانہ سا نمودار ہوا
اور پھر اس خانے میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر ابھر کر باہر آ
گیا۔ ٹام ہاک نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا گیا تو
ٹرانسمیٹر میں زندگی کی لہر سی دوڑتی چلی گئی اور اس پر لگے مختلف
رنگوں کے بلب سپارک کرنے لگے اور پھر اچانک ٹرانسمیٹر سے تیز
شور کی آواز سنائی دی جیسے بہت سی خلائی مخلوق آپس میں لڑ جھگڑ رہی
ہو۔ پھر سمندر کا شور سنائی دیا جیسے سمندر کی تیز اور خوفناک لہریں
ساحلی چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ اس کے بعد اچانک آوازیں آنا بند
ہو گئیں اور ٹرانسمیٹر پر جلتے بجھتے بلب بھی بجھ گئے۔ جیسے ہی ٹام ہاک
نے سپارک کرتے بلبوں کو بجھتے دیکھا اس نے ہاتھ بڑھا کر جلدی
سے ٹرانسمیٹر کا ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ٹام ہاک کالنگ۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے بٹن پریس
کر کے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

" یس۔ سپیشل ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ سپیشل کوڈ اوور"۔
دوسری طرف سے ایک تیز اور پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔

" سر ٹاپ ایجنٹ ٹام ہاک۔ سپیشل کوڈ ڈبل او الیون۔ اوور"۔
... نے کہا۔

... ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے غراہٹ بھرے لہجے میں
... ٹرانسمیٹر یکلخت بند ہو گیا۔ ٹام ہاک نے کسی رد عمل کا
... کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی وائس اور کوڈ سپر
... میں چیک ہو رہا ہو گا۔ جیسے ہی کمپیوٹر اوکے کی رپورٹ
... کا دوبارہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم ہو جائے گا اور پھر وہی
... ٹرانسمیٹر پر موجود بلب پھر سے سپارک کرنے لگے۔

... ٹاپ ایجنٹ ٹام ہاک سپیشل کمپیوٹر کا کوڈ۔ اوور"۔
... سے سپر ماسٹر کمپیوٹر کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز ابھری۔

... او الیون۔ میرا یہی ماسٹر کوڈ ہے۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے
... اور پرسکون انداز میں کہا۔

... ہیڈ کوارٹر سے بات کرو۔ اوور"۔ ماسٹر کمپیوٹر نے کہا
... کرخت اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی جس نے پہلے ٹام
... مخاطب کیا تھا۔

ٹام ہاک۔ تم پاکیشیا کے بارے میں کیا جانتے ہو۔ اوور"۔
... ایک دوسری تیز اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

... کیشیا۔ ایشیا کا وہ ملک ہے جس نے انتہائی پسماندہ ہونے کے
... ایٹمی ٹیکنالوجی کا اعلان کر کے ساری دنیا کو حیران کر دیا
... ۔ ٹام ہاک نے کہا۔

... پاکیشیا۔ کیا تم کبھی پاکیشیا گئے ہو۔ اوور"۔ دوسری

طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں۔ پاکیشیا جیسے غیر اہم اور پسماندہ ملک میں میرے مط
کا کوئی کام نہیں نکلا تھا اس لئے میں نے وہاں کبھی جانے کی ضرو
محسوس نہیں کی۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے کہا۔ ہیڈ کوارٹر سے
کرتے ہوئے اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیا وہاں تمہارا کوئی نیٹ ورک ہے۔ اوور"۔ ٹرانسمیٹ
غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"فی الحال تو نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں
بھی اپنا نیٹ ورک قائم کر سکتا ہوں۔ شوگران اور کافرستا
میرے نیٹ ورک موجود ہیں جنہیں میں فوری طور پر پاکیشی
کے احکامات دے سکتا ہوں۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے مؤدبانہ
کہا۔

"ٹام ہاک۔ سپیشل ہیڈ کوارٹر نے تمہیں ایک اہم مشن
پاکیشیا بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مشن کے لئے تمہیں خود جا
اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

"او کے۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

"مشن کی تفصیلات اور اس مشن میں استعمال ہو
ضروری سامان تم تک پہنچ جائے گا۔ اس مشن کو تم نے ہر
میں اور ہر حال میں پورا کرنا ہے۔ ناکامی کی صورت میں تم
تمہاری سزا کیا ہو سکتی ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ٹام ہاک ناکامی کے لفظ سے ناآشنا ہے۔ کامیابی کے حصول کے
ٹام ہاک اپنے خون کا آخری قطرہ تک داؤ پر لگا دیتا ہے۔ اوور"۔
ٹام ہاک نے مضبوط اور ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اسی بنیاد پر تمہیں یہ اہم اور سپیشل مشن دیا جا رہا ہے۔
امید کرتا ہے کہ تم اس مشن کی کامیابی کے لئے سر دھڑ کی
دو گے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یقینی بات ہے۔ ٹام ہاک دوسرے مشنز کی طرح اس مشن کے
بھی اپنی جان لڑا دے گا۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

"کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے ہو۔ اوور"۔
طرف سے پوچھا گیا۔

یں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی میں نے بہت دھوم سنی ہے مگر
ان سے کبھی براہ راست سامنا نہیں ہوا۔ ان کے اور خاص طور
علی عمران کے کارناموں کی تمام تر تفصیلات میرے پاس موجود
اوور"۔ ٹام ہاک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس مشن میں تمہارا مقابلہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ
سے بھی ہونے کا امکان ہے۔ کیا تم خود کو ان کے مقابلے کا
سمجھتے ہو۔ اوور"۔ ہیڈ کوارٹر سے پوچھا گیا۔

پاکیشیا جیسے غیر اہم اور پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس اور اس
کے جوکر علی عمران کی ٹام ہاک کے سامنے کیا اوقات ہو
ٹام ہاک ان سب پر اکیلا ہی بھاری ہے۔ اوور"۔ ٹام ہاک

نے نخوت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر پا کیشیا جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مشن تفصیلات اور سامان جیسے ہی تم تک پہنچے تمہیں فوری طور پر پا کی روانہ ہونا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کرخت اور انتہائی سرد میں کہا گیا۔

"میں تیار ہوں۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے جلدی سے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خود بخود آف ہو گیا۔ اس پر سپارک کرنے وا بلب بجھ گئے تھے اور پھر اسی لمحے ٹرانسمیٹر میز میں اترتا چلا گیا۔ ج ہی ٹرانسمیٹر میز کے خانے میں اترا میز کی سطح برابر ہوتی چلی گئی۔ ہاک چند لمحے وہیں بیٹھا سوچتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران ہوٹل التاج کے ڈائننگ ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہال اچھا خاصا بھرا ہوا تھا جہاں لوگ اپنی اپنی پسند کے مطابق کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ اس ہوٹل میں ہر قسم کا کھانا نہایت عمدہ اور لذیذ ہوتا تھا جسے کھانے کے لئے لوگ دور دور سے آتے تھے۔ ہوٹل التاج کی شہرت سن کر آج عمران نے بھی اس ہوٹل کا رخ کیا تھا۔ وہ یہاں لنچ کرنے کے لئے آیا تھا۔ اس نے آنے سے قبل وہاں اپنے نام کی میز ریزرو کروا لی تھی اور ہوٹل آنے سے قبل اس نے جولیا کو خاص طور پر فون کر دیا تھا کہ وہ اس ہوٹل میں آجائے اور آج وہ اکٹھے لنچ کریں گے۔ عمران فون کرے اور جولیا نہ پہنچے یہ کیسے ممکن تھا۔

عمران وہاں وقت سے کافی پہلے پہنچ گیا تھا۔ اس وقت وہ انتہائی نفیس ہلکے نیلے رنگ کے تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا جس کی وجہ

سے اس کی شخصیت میں بے پناہ جاذبیت پیدا ہو گئی تھی ۔ ہال میں بیٹھی ہوئی اکثر خواتین کی نظریں جیسے اس پر چپک سی گئی تھیں مگر عمران نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا گوارا نہ کیا تھا ۔ وہ سیدھا اپنی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا تھا ۔ اس نے ریسٹ واچ دیکھی اور پھر یوں منہ چلانے لگا جیسے جگالی کر رہا ہو ۔ ابھی جولیا کے آنے میں آدھ گھنٹہ باقی تھا ۔

" یس سر "۔ کرسی پر بیٹھتے ہی ایک ویٹر تیر کی طرح اس کے سر پر ان موجود ہوا ۔

" نو سر "۔ عمران نے اس کی طرف دیکھ کر اسی کے انداز میں کہا اس کے چہرے پر حماقتوں کی آبشار بہنے لگی تھی ۔

" آرڈر سر "۔ ویٹر نے خوش اخلاق لہجے میں کہا ۔

" کک ۔ کون سے آرڈر ۔ پیارے بھائی کورٹ کے آرڈر یا سرکاری آرڈر "۔ عمران نے حماقت سے بھرپور لہجے میں کہا ۔ اس کی بات سن کر ارد گرد کی میزوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی ۔

" میرا مطلب ہے آپ کیا لیں گے سر "۔ ویٹر نے اپنی خفت مٹاتے ہوئے بدستور مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میں یہاں کچھ لینے نہیں آیا بھائی ۔ کھانا کھانے کے لئے آیا ہوں اور کھانا کھا کر کچھ دے کر ہی جاؤں گا ۔ بل مع ٹپ ۔ کیوں گھبرا ... "۔ عمران نے اسی کے انداز میں کہا تو ویٹر کا منہ بن گیا ۔

" میں آپ سے کھانے کے بارے میں ہی پوچھ رہا ہوں جناب ۔ کیا لاؤں آپ کے لئے "۔ ویٹر نے جلدی سے کہا ۔ اس کے لہجے میں ... کا عنصر تھا ۔

" اوہ ۔ تو ایسے کہو ناں ۔ میں کچھ اور ہی سمجھا تھا ۔ بہرحال تم ویٹر ... اس لئے تھوڑی دیر ویٹ کرو ۔ میرا فنانسر آ جائے پھر اس کی جیب ... کر ہی تمہیں بتاؤں گا کہ کیا کیا لانا ہے "۔ عمران نے اثبات میں ... ہلاتے ہوئے کہا تو ویٹر منہ بناتا ہوا پلٹ گیا ۔

" ایک منٹ "۔ اسے واپس پلٹتے دیکھ کر عمران نے جلدی سے کہا ۔

" فرمائیے "۔ ویٹر نے دوبارہ اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر قدرے غصہ نظر آ رہا تھا مگر شاید وہ ہوٹل کی ریپوٹیشن کی وجہ سے عمران کا لحاظ کر رہا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ عمران کو اٹھا کر ہال سے باہر پھینک دے ۔

" اگر میں تم سے ایک گلاس ٹھنڈا پانی منگواؤں تو تم مجھ سے اس کے پیسے تو نہیں مانگو گے "۔ عمران نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا ۔

" جی نہیں ۔ یہاں پانی کے پیسے نہیں لئے جاتے ۔ میں ابھی لاتا ہوں "۔ ویٹر نے جلے کٹے لہجے میں کہا ۔

" اللہ تمہارا بھلا کرے میں تو یہاں خالی جیبیں ہی لے کر آیا تھا ۔

سوچ رہا تھا کہ اگر تم نے پانی کے پیسے مانگ لئے تو تمہیں اپنا قیمتی لباس ہی اتار کر نہ دینا پڑ جائے "۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا مگر اس کی بڑبڑاہٹ اتنی تیز تھی جو ارد گرد کے کئی لوگوں کے ساتھ ویٹر نے بھی سن لی تھی ۔ وہ حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ شکل و صورت اور لباس سے اچھا خاصا نظر آنے والا نوجوان خالی جیب وہاں کیسے آسکتا ہے جبکہ دوسرے لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی اور وہ مڑ مڑ کر عمران کی جانب دیکھ رہے تھے ۔ عمران نے ان سے بے پرواہ ہو کر دونوں کہنیاں میز پر ٹکائیں اور دونوں ہاتھ اپنے گالوں پر رکھ لئے ۔ اس وقت وہ اداس الو بنا نظر آ رہا تھا ۔ اس کے چہرے پر زمانے بھر کی بے چارگی اور مفلسی کے ملے جلے آثار نظر آ رہے تھے ۔ اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے کوئی ڈھیٹ عاشق اپنی محبوبہ کے انتظار میں وہاں پڑا پڑا سوکھ رہا ہو ۔

" معاف کیجئے "۔ اچانک عمران ایک مترنم آواز سن کر یوں اچھلا جیسے کسی نے اس کی گدی پر دھول رسید کر دی ہو ۔ اس نے چونک کر مخاطب کرنے والی کی طرف دیکھا ۔ وہ ایک نوجوان اور نہایت حسین لڑکی تھی جس نے فیشن ایبل لباس پہن رکھا تھا جو اس کے رنگ و روپ پر بے پناہ جچ رہا تھا ۔ اس کے بال شانوں تک تراشید تھے اور سنہری مائل تھے ۔

" معاف کیا "۔ عمران نے یوں ہاتھ ہلا کر کہا جیسے مکھی اڑا رہا ہو ۔

" میرا مطلب ہے کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتی ہوں "۔ لڑکی نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے نہایت دلفریب انداز میں مسکرا کر کہا ۔

" مم ۔ میرے پاس ۔ ارے باپ رے ۔ اگر اماں بی کو پتہ چل گیا تو وہ اپنی جوتیاں مار مار کر میرا سر گنجا کر دیں گی اور ڈیڈی کا تو ریوالور ہر وقت مجھ پر ہی خالی ہونے کے لئے بھرا رہتا ہے "۔ عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" کوئی بات نہیں ۔ میں آپ کی اماں بی اور ڈیڈی کو سمجھا دوں گی "۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود ہی کرسی گھسیٹ کر عمران کے سامنے بیٹھ گئی اور عمران اس کی جانب احمقوں کی طرح دیکھنے لگا ۔

" کیا آپ اکیلے ہیں "۔ لڑکی نے عمران کی جانب بغور دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

" جج ۔ جی نہیں ۔ میرے ارد گرد بے شمار لوگ بیٹھے ہیں "۔ عمران نے جلدی سے کہا ۔

" نانی بوائے ۔ میں پوچھ رہی ہوں کیا تم یہاں کسی کے انتظار میں بیٹھے ہو "۔ لڑکی نے دلفریب انداز میں مسکراتے ہوئے کہا ۔

" جی ہاں "۔ عمران نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" کس کے "۔ لڑکی نے بے اختیار پوچھا ۔

" کسی سخی کے "۔ عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے

کہا۔

"سخی کے۔ میں سمجھی نہیں"۔ لڑکی نے حیرت زدہ انداز میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں پچھلے تین دنوں سے بھوکا ہوں۔ جیب خالی ہے۔ ایک دوست سے اس کا قیمتی سوٹ پہن کر یہاں آگیا ہوں کہ شاید یہاں کسی سخی سے پالا پڑ جائے اور مجھے کھانے کو کچھ مل جائے"۔ عمران نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا تو لڑکی کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو"۔ عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی دیکھ کر لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سچ اور جھوٹ کی تمیز کرانے والا ابھی کوئی آلہ ایجاد نہیں ہوا ورنہ میں آپ کو اس کے ذریعے یقین دلا دیتا"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"اوہ۔ حیرت ہے۔ شکل وصورت سے تو تم کسی اچھے اور معزز خاندان سے دکھائی دیتے ہو۔ مگر۔ خیر۔ مجھے مادام ماشاری کہتے ہیں"۔ لڑکی نے کہا اور مصافحے کے لئے عمران کی طرف ہاتھ بڑھا دیا لیکن عمران نے اس سے ہاتھ نہیں ملایا اور اس نے جلدی سے میز پر رکھا ہوا پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا تھا جو اس دوران ویٹر خاموشی سے ان کے سامنے رکھ گیا تھا۔

"کون کہتے ہیں"۔ عمران نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کون کیا کہتے ہیں"۔ لڑکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ شاید اسے عمران کے ہاتھ نہ ملانے پر غصہ آگیا تھا۔

"وہی۔ آپ نے ابھی تو کہا تھا کہ مجھے ماشاری کہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ مادام ماشاری میرا نام ہے"۔ مادام ماشاری نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ غور سے عمران کی جانب دیکھ رہی تھی مگر اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس نوجوان کی ٹائپ نہ سمجھ پا رہی ہو۔

"اچھا۔ اچھا۔ میں سمجھا تھا کہ شاید دوسرے لوگ آپ کو مادام ماشاری کہتے ہیں"۔ عمران نے احمقوں کے سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام علی عمران ہے ناں"۔ مادام ماشاری نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے بھی یہی کہا جاتا ہے"۔ عمران نے مادام ماشاری کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ یہ احمقانہ رویہ چھوڑو اور میری بات غور سے سنو"۔ مادام ماشاری نے اس بار کرانسی کوڈ میں کہا تو عمران واضح طور پر چونک پڑا۔

"ارے۔ تم تو کرانسی زبان میں بول رہی ہو۔ یہ تو میرے کبھی نہ ہونے والے سسر کی زبان ہے۔ تم نے کہاں سے سیکھی"۔ عمران نے اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے جواباً کرانسی زبان

میں کہا۔

"ہاں ۔ میں وہیں سے آئی ہوں جہاں تمہارا نہ ہونے والا سسر رہتا ہے"۔ مادام ماشاری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مطلب"۔ عمران نے پوچھا۔

"زیرو لینڈ"۔ مادام ماشاری نے کہا۔ وہ غور سے عمران کا چہرہ دیکھ رہی تھی جیسے یہ جاننا چاہتی ہو کہ زیرو لینڈ کا نام سن کر عمران کا ری ایکشن کیا ہوتا ہے۔

"ارے باپ رہے ۔ میں تو یہاں حاتم طائی کا انتظار کر رہا تھا ۔ تم تو حاتم کی تائی بن کر میرے سامنے آ گئی ہو"۔ عمران نے بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"بکو مت ۔ یہیں بیٹھ کر بات کرو گے یا میرے ساتھ باہر چلو گے"۔ مادام ماشاری نے دھیمے مگر اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"بب ۔ باہر جا کر تم مجھے مارو گی تو نہیں"۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو میرا تمہیں مارنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن اگر تم نے میرے ساتھ تعاون نہ کیا تو میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گی"۔ مادام ماشاری نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"تم میرے ساتھ تعاون نہیں کر رہی اور مجھ سے تعاون کی توقع رکھتی ہو ۔ ہونہہ"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیسا تعاون"۔ مادام ماشاری نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں پچھلے تین روز سے بھوکا ہوں ۔ میرا ملازم جناب آغا سلیمان پاشا جو اب آل ورلڈ کچنز ایسوسی ایشن کا باقاعدہ رکن ہے نے چولہا چھوڑ ہڑتال کر رکھی ہے ۔ کم بخت اپنے لئے تو حریرے اور طرح طرح کے لوازمات تیار کرتا رہتا ہے مگر مجھے چائے کا ایک کپ بھی بنا کر نہیں دیتا ۔ کہتا ہے جب تک میں اس کی دس سال کی تنخواہ جو مبلغ دس کروڑ چالیس لاکھ اسی ہزار دو سو اسی روپے دس پیسے بنتی ہے ادا نہیں کروں گا وہ مجھے پانی کی ایک بوند بھی نہیں دے گا ۔ تم میری حالت دیکھو ۔ کیا تمہیں لگتا ہے میرے پاس دس پیسے بھی ہوں گے ۔ کمبخت کو لاکھ سمجھایا، ہزاروں منتیں کیں ۔ اس کے سر پر جوتے مار مار کر اس کا سر گنجا کر دیا مگر وہ ہے کہ مانتا ہی نہیں ۔ تب میں مجبور، لاچار اور بے بس ہو کر اس کا سوٹ چوری کر کے پہن کر باہر نکل آیا کہ شاید کوئی سخی مجھے ایک تو کھانا کھلا دے اور دوسرے میرے ساتھ مل کر میرے ملازم کو میری گارنٹی دے دے کہ میں اس کا قرض مع بے سود اسے تیس چالیس سال میں ایک ایک دو دو روپیہ کر کے ادا کر دوں گا ۔ مگر"۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی تو پھر آسانی سے رکنے والی کہاں تھی ۔ مادام ماشاری اس کی جانب غصیلی اور سرد نظروں سے گھور رہی تھی۔

"میں تمہارے بارے میں سب جانتی ہوں عمران ۔ میرے سامنے بننے کی کوشش مت کرنا ۔ تم مادام ماشاری کو نہیں جانتے ۔ اول تو مادام ماشاری کو غصہ نہیں آتا مگر جب آتا ہے تو اس کے غصے سے

زمین و آسمان کانپ اٹھتے ہیں"۔ مادام ماشاری نے غراہٹ بھرے
لہجے میں کہا۔
"فی الحال تو بھوک پیاس سے میری ٹانگیں کانپ رہی ہیں۔ اگر
چند لمحے اور مجھے کچھ نہ ملا تو میں پاگلوں کی طرح چیختا چلانا شروع
دوں گا"۔ عمران نے کہا تو مادام ماشاری اسے گھور کر رہ گئی۔ وہ چ
لمحے عمران کو غصیلی نظروں سے گھورتی رہی پھر اس نے زور سے
جھٹکا اور ویٹر کو اشارہ کیا جو اس کا اشارہ پاتے ہی تیر کی طرح ان
طرف آگیا جیسے وہ اشارے کا ہی منتظر تھا۔
"یس مادام"۔ ویٹر نے اس بار عمران سے پوچھنے کی بجائے ماد
ماشاری سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اپنے مینو کی تمام چیزیں لے آؤ پیارے۔ لیکن ذرا جلدی"۔ ا
سے پہلے کہ مادام ماشاری کچھ کہتی عمران نے جلدی سے کہا تو ویٹر
کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔
"او بھائی میری طرف کیوں گھور رہے ہو۔ یہ حاتم صاحب
تائی ہیں۔ میرا تمام بل یہ ادا کریں گی"۔ عمران نے تیز لہجے میں ک
مادام ماشاری نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ویٹر نے استفہا
نظروں سے مادام ماشاری کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات میں
دیا اور ویٹر حیرت زدہ انداز میں سر ہلاتا اور آرڈر نوٹ کرتا ہوا ا
سے چلا گیا۔
"ویسے مادام شکاری۔ تمہارے پاس پیسے ویسے تو ہیں ناں"۔

۔ جانے کے بعد عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں مادام ماشاری
، نام کی مٹی پلید کرتے ہوئے پوچھا۔
شکاری نہیں۔ میرا نام ماشاری ہے۔ مادام ماشاری اور یہ تم
یوں کا کیوں پوچھ رہے ہو"۔ مادام ماشاری نے اس کی طرف
یلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔
پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک فائیو سٹار ہوٹل ہے۔ دوسری
بات یہ ہے کہ یہاں ایک کپ چائے کا بل پانچ آدمیوں کے کھانے
ے برابر ہوتا ہے۔ میں نے پورے مینو کا آرڈر دیا ہے جس کا مطلب
ے کہ دو سو افراد کے ولیمے کا بل تمہیں چکانا پڑے گا"۔ عمران نے
کہا۔
ہونہہ۔ تو پھر"۔ مادام ماشاری نے کہا۔ اس کے لہجے میں
حقارت تھی۔
ہونہہ مت کرو۔ اگر تمہارے پرس میں لتنے پیسے ہیں تو
ٹھیک ہے ورنہ ہوٹل کے تمام برتنوں کو تمہیں اکیلی ہی مانجھنا ہو گا
میں تو کھانا کھاتے ہی راہ فرار اختیار کر جاؤں گا"۔ عمران نے کہا۔
اس کے لہجے میں شرارت کا عنصر تھا۔
مادام ماشاری کو تم کیا سمجھتے ہو۔ میں چاہوں تو اس جیسے پچاس
ہوٹلوں کو اسی وقت خرید سکتی ہوں"۔ مادام ماشاری نے حقارت
سے لہجے میں کہا۔
ہائیں۔ تم پچاس ہوٹلوں کو خرید سکتی ہو۔ اوہ۔ تم تو واقعی

حاتم کی تائی جیسی باتیں کر رہی ہو ۔ ایک آدھ ہوٹل مجھے ہی خرید دو کم از کم روز کھانا مفت تو مل جایا کرے گا"۔ عمران نے کہا اور اچانک اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا مطلب ۔ کہاں جا رہے ہو تم"۔ مادام ماشاری نے عمران کو اس طرح اچانک اٹھتے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"گھبراؤ نہیں ۔ میں کھائے پیئے بغیر نہیں بھاگوں گا ۔ فی الحال واش روم میں جا رہا ہوں ہاتھ پیر دھونے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مادام ماشاری نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ عمران مسکراتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا ۔ اس نے جولیا کو مین گیٹ سے اندر آتے دیکھ لیا تھا جو اسے ایک غیر لڑکی کے ساتھ دیکھ کر وہیں ٹھٹھک کر رک گئی تھی اور اس کی جانب خونی نظروں سے دیکھ رہی تھی ۔ عمران نے اسے آئی کوڈ سے مختصر اشارہ کیا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا تو جولیا خاموشی سے ایک خالی میز کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔ عمران چند ہی لمحوں میں واپس آ گیا تھا ۔ اس نے مادام ماشاری کے سامنے بیٹھ کر میز پر موجود نیپکین نکال کر ہاتھ صاف کرنے شروع کر دیئے ۔

"مجھے آنے میں دیر تو نہیں ہوئی"۔ عمران نے مسکرا کر مادام ماشاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ مادام ماشاری نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ وہ کسی گہری سوچ میں کھوئی ہوئی تھی ۔ دوسری میز پر موجود جولیا عمران کو نہایت غضبناک نظروں سے مسلسل گھور رہی تھی ۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ وہیں آ کر

اس لڑکی کا منہ نوچ لیتی جو عمران کے سامنے یوں اطمینان سے بیٹھی تھی جیسے وہ عمران کی پرانی شناسا ہو ۔ اسی لمحے ایک ویٹر جولیا کی طرف گیا اور اس نے ایک کاغذ نہایت ادب سے اسے کچھ بتاتے ہوئے دے دیا ۔ جولیا نے ایک نظر کاغذ اور پھر عمران کی جانب دیکھا وہ ویٹر سے کاغذ لے کر اسے پڑھنے لگی ۔ اس نے کاغذ پر لکھی تحریر پڑھ کر غور سے عمران کی طرف دیکھا مگر عمران اس کی طرف متوجہ نہیں تھا ۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کاغذ اپنے پرس میں رکھا اور ویٹر کو کوئی آرڈر دینے لگی ۔

اسی وقت چھ سات ویٹر ہاتھوں میں بڑی بڑی طشتریاں اٹھائے ہال میں داخل ہوئے ۔ ان کا رخ عمران کی میز کی طرف تھا ۔ آگے وہی ویٹر تھا جسے عمران نے اچھا خاصا زچ کیا تھا ۔ وہ خالی ہاتھ تھا جبکہ اس کے پیچھے دوسرے ویٹروں کی قطار تھی جو طشتریاں اٹھائے ہوئے تھے ۔

"صاحب آپ کے آرڈر کے لئے یہ میز ناکافی ہے ۔ اگر آپ کہیں تو آپ کا کھانا سپیشل روم میں لگوا دوں"۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"سپیشل روم میں ۔ کیا وہاں مجھے الگ چارجز ادا کرنے ہوں گے"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

"جی ہاں ۔ نہایت معمولی چارجز ہوں گے ۔ مگر وہاں آپ آرام و سکون سے کھا سکیں گے"۔ ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔یہاں کی بھیڑ بھاڑ میں مجھ سے ویسے بھی کچھ نہیں کھایا جائے گا"۔ عمران نے کہا تو اس ویٹر نے سر ہلا کر اپنے پیچھے موجود ویٹروں کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر دوسری طرف چلے گئے۔

"ارے۔ارے۔وہ سب کچھ لے جا رہے ہیں۔ہمیں پینے کے لئے یہاں کم از کم کافی تو دے دو"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

"تو کیا کافی تم کھانا کھانے سے پہلے پیو گے"۔ مادام ماشاری نے اس کی بات سن کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہیں کافی،کافی ساری پینے کا عادی ہوں"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔ویٹر نے اس ویٹر کو آواز دی جس کے ہاتھ میں کافی کا ٹرے تھا۔وہ پلٹ کر واپس آگیا اور اس نے طشتری سے کافی کا سامان اٹھا کر میز پر سجانا شروع کر دیا۔عمران نے ویٹر کی طرف دیکھ کر اسے اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر دو کپ کافی کے بنانے لگا جبکہ کافی کا سامان لانے والا ویٹر وہاں سے چلا گیا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ عمران نے ویٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شرافت علی جناب"۔ ویٹر نے جواب دیا۔

"بڑا اچھا نام ہے۔ مگر تم ہمارے سروں پر کیوں مسلط ہو بھائی"۔ عمران نے کہا۔

"وہ جناب آپ کو سپیشل روم میں جو لے جانا ہے"۔ شرافت علی نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اچھا"۔ عمران نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کافی پینے میں مصروف ہو گیا۔مادام ماشاری بھی خاموشی سے کافی پینے لگی۔ عمران نے اطمینان سے کافی ختم کی اور ویٹر شرافت علی کی جانب ہونقوں کی طرح دیکھنے لگا۔

"بل لے آؤ"۔ عمران نے کہا تو شرافت علی کے ساتھ مادام ماشاری بھی چونک پڑی۔

"بل۔مگر صاحب وہ کھانا"۔ ویٹر شرافت علی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کھانا اور وہ کھانا بعد میں۔پہلے بل لاؤ"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو ویٹر شرافت علی اسے عجیب سے انداز میں دیکھتا ہوا اثبات میں سر ہلا کر ایک طرف چلا گیا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے۔ تم نے بل کیوں منگوا لیا ہے"۔ مادام ماشاری نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"بل منگوانا بے ہودگی ہے۔ارے۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا"۔ عمران نے جلدی سے کہا۔چند ہی لمحوں میں ویٹر بل لے آیا اور اس نے بل میز پر رکھ دیا۔عمران نے بل اٹھایا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے باپ رے۔ ہم نے ایک ایک کافی پی ہے اور تم آدھے ہال کے کھانے کا بل لے آئے ہو"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ویٹر شرافت علی کا رنگ اڑ گیا۔

"آپ کا کھانا سپیشل روم میں ہے جناب"۔ اس نے جلدی سے

کہا۔

"سپیشل روم میں۔ کون سے سپیشل روم میں۔ ارے ہم یہاں موجود ہیں اور کھانا سپیشل روم میں ہے۔ وہ وہاں کیا کر رہا ہے"۔ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر ویٹر شرافت علی کے چہرے پر شدید غصہ عود کر آیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ غصے میں کچھ کہتا مادام ماشاری نے جلدی سے پرس سے کریڈٹ کارڈ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے چھوڑو اور اس میں سے بل کاٹ لو"۔ مادام ماشاری نے کہا مگر عمران نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے کارڈ اچک لیا۔

"ارے واہ۔ بڑا خوبصورت کارڈ ہے۔ لیکن یہ تو پلاسٹک کا کارڈ ہے۔ اس میں سے بل کیسے کٹ سکتا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس نے جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکالی اور دس نوٹ نکال کر ویٹر شرافت علی کے ہاتھ میں تھما دیئے۔ اتنے بڑے نوٹوں کی گڈی دیکھ کر مادام ماشاری اور ویٹر شرافت علی دونوں چونک پڑے تھے۔

"اس میں سے بل کاٹ کر باقی تم رکھ لو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ سپیشل روم میں جا کر میرے حصے کا تمام کھانا کھا لو"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر ویٹر شرافت علی بھونچکا رہ گیا جبکہ مادام ماشاری برے برے منہ بنانے لگی تھی۔

"جی صاحب۔ ٹھیک ہے صاحب۔ تھینک یو صاحب"۔ ویٹر

اتنے بڑے نوٹوں کو ہاتھ میں دیکھ کر اور کھانا کھانے کی اجازت ملنے جیسے حیرت اور خوشی سے پاگل ہو گیا تھا۔ اس نے جھک جھک کر عمران کو سلام کرنا شروع کر دیا تھا۔

"ارے اتنے صاحب۔ مگر میں تو اکیلا ہوں"۔ عمران نے دوبارہ پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ویٹر شرافت علی نے دانت نکوس دیئے۔ وہ بل لے کر تیزی سے وہاں سے ہٹ گیا تھا جیسے اسے ڈر ہو کہ عمران اس سے نوٹ واپس نہ چھین لے۔

"تم آخر چیز کیا ہو"۔ مادام ماشاری نے عمران کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیز نہیں ناچیز کہو میڈم شکاری بلکہ دودھاری آری"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ اب اٹھو یہاں سے۔ ہمیں چلنا ہے"۔ مادام ماشاری نے اٹھتے ہوئے عمران کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ اتنی جلدی۔ ابھی تو میں نے کھانا کھانا ہے۔ مم۔ میں تین دنوں سے بھوکا ہوں"۔ عمران نے چہرے پر دوبارہ مسکینیت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"عمران شرافت سے اٹھ جاؤ اور میرے ساتھ چلو ورنہ"۔ مادام ماشاری نے اس بار دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔ وہ عمران کو نہایت غصیلی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"شرافت کے ساتھ۔ ارے۔ تو پہلے بتانا تھا۔ وہ تو بل لے کر بھاگ گیا ہے۔ اب اپنے دوستوں کے ساتھ سپیشل روم میں دعوت

اڑا رہا ہو گا ۔ ٹھہرو اسے آلینے دو ۔ وہ آئے گا تو میں اٹھ جاؤں گا"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ ۔ تو تم جان بوجھ کر میرا وقت برباد کر رہے ہو ۔ ٹھیک ہے ۔ ایسے ہی سہی"۔ مادام ماشاری نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں ایک کی چین نظر آئی ۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا عمران نے کی چین میں کوند سی چمکتے دیکھی اور دوسرے ہی لمحے اسے اپنے دائیں کاندھے پر باریک سوئی سی چبھتی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا وجود پتھر کی طرح سخت اور بے جان ہو گیا ہو۔

اسی لمحے اس نے مادام ماشاری کو ایک انگوٹھی کے نگینے کو دو انگلیوں میں گھماتے اور اسے کسی بٹن کی طرح دباتے دیکھا ۔ جیسے ہی مادام ماشاری نے انگوٹھی کے نگینے کو دبایا اسی لمحے ہوٹل کے ہال میں یکلخت تاریکی پھیلتی چلی گئی ۔ عمران نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اس کے جسم میں معمولی سی بھی جنبش نہیں تھی اور نہ ہی اس کے حلق سے آواز نکل رہی تھی ۔ ہال میں چھانے والی تاریکی عمران کے دل و دماغ پر بھی چھاتی جا رہی تھی کیونکہ ہال میں تاریکی چھا جانے کی وجہ سے ہال میں بیٹھے ہوئے جن لوگوں نے اونچی آوازوں میں بولنا شروع کر دیا تھا ان کی آوازیں عمران کو اچانک سنائی دینا بند ہو گئی تھیں اور پھر جیسے واقعی اس کا ذہن مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوب گیا ہو۔

ٹام ہاک پاکیشیا کے دارالحکومت کے ایک فائیو سٹار ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے تفصیلات اور اس کا ضروری سامان ملتے ہی اس نے اپنے ساتھ دس بہترین آدمیوں کو لیا تھا اور ضروری کاغذات بنوا کر مختلف ناموں سے پاکیشیا پہنچ گیا۔

دارالحکومت پہنچ کر اس نے بڑے اور فائیو سٹار ہوٹل کا رخ کیا تھا ۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو دوسرے ہوٹلوں میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا ۔ ان سب کو اس نے بی فائیو ٹرانسمیٹر دے دیئے تھے اور انہیں سختی سے کہہ دیا تھا کہ جب تک وہ انہیں بی فائیو ٹرانسمیٹر پر کال نہ کرے وہ ہوٹلوں سے باہر نہ آئیں ۔ ان کا کام صرف ٹام ہاک کے احکامات کی تعمیل کرنا تھا۔ تین چار دن ٹام ہاک اپنے مشن کے سلسلے میں بھاگ دوڑ کرتا رہا پھر وہ واپس ہوٹل میں آ گیا ۔ اب وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر آرام کر رہا تھا کہ سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کی

گھنٹی بج اٹھی۔ ٹام ہاک نے جلدی سے آنکھیں کھولیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ ٹام ہاک نے سپاٹ لہجے میں اپنا نام بتائے بغیر کہا۔

"اے آر بول رہا ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ میں تمہارے ہی فون کا انتظار کر رہا تھا۔ کام کا کیا ہوا ہے"۔ ٹام ہاک نے اس بار نرم مگر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"آپ کا کام ہو گیا ہے جناب"۔ دوسری طرف سے مختصر مگر مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"گڈ۔ تم کہاں سے بول رہے ہو"۔ ٹام ہاک نے پوچھا۔

"اسی جگہ سے جناب جہاں آپ نے میرے ساتھ ڈیلنگ کی تھی"۔ دوسری طرف سے اے آر نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنا ایک آدمی تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اسے کاغذات دے کر اس سے اپنی رقم لے لینا۔ اس کا نام میں نے تمہیں بتا دیا تھا"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

"یس سر۔ مجھے اس کا نام یاد ہے۔ اوور سر"۔ دوسری طرف سے جلدی سے کہا گیا۔

"ہاں۔ بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

"کچھ نہیں جناب۔ رقم تو پوری ہو گی"۔ دوسری طرف سے اے آر نے جلدی سے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ رقم تمہیں ہر حال میں پوری ملے گی۔ لیکن کاغذات مکمل ہونے چاہئیں"۔ ٹام ہاک نے سخت لہجے میں کہا۔

"کاغذات مکمل ہیں جناب۔ آپ بے فکر رہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم وہیں انتظار کرو۔ میرا آدمی ایک گھنٹے کے اندر اندر تمہارے پاس پہنچ جائے گا"۔ ٹام ہاک نے کہا اور اس نے دوسری طرف کا جواب سنے بغیر فون بند کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور وارڈ روب کی جانب لپکا۔ اس نے وارڈ روب سے ایک بریف کیس نکالا اور اسے کھول کر اس کے خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نما باکس نکال لیا۔ بریف کیس بند کر کے اس نے وارڈ روب میں رکھا اور پھر ٹرانسمیٹر لئے تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔ باتھ روم کا دروازہ بند کر کے اس نے واش بیسن کھول دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹی ایچ کالنگ۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے تیز تیز بولنا شروع کر دیا۔

"یس باس۔ بلیک اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک۔ تم فوراً ریگی بار پہنچ جاؤ۔ وہاں تمہیں سات نمبر میز پر ایک شخص علی رضا سے ملنا ہے۔ وہ کوڈ میں تمہیں اپنا نام اے آر

بتائے گا۔ جواب میں تم اسے اپنا نام بتاؤ گے۔ وہ تمہیں چند
کاغذات دے گا جس کے بدلے تم اسے پانچ ہزار ڈالر دو گے۔ اس
سے کاغذات حاصل کر کے تمہیں بعد میں اس کا خاتمہ بھی کرنا ہے
لیکن اس کا خاتمہ اس انداز میں ہونا چاہئے جیسے وہ اچانک قدرتی اور
ناگہانی موت کا شکار ہوا ہو۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے باس۔ اور کوئی حکم۔ اوور"۔ بلیک نے کوئی سوال کئے
بغیر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کاغذات کو لے کر تم سیدھے میرے پاس آؤ گے۔ اوور"۔
ٹام ہاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے باس۔ اوور"۔ بلیک نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ ٹام ہاک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا
ابھی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ اس میں سے اچانک ہلکی ہلکی
لیکن مترنم آواز نکلنے لگی۔ ٹام ہاک موسیقی کی مترنم آواز سن کر
چونک پڑا۔

"یہ کس کی کال ہو سکتی ہے۔ میں نے تو گروپ کو منع کر رکھا
ہے کہ جب تک میں نہ کہوں وہ مجھے کال نہ کرے"۔ ٹام ہاک نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے
اسے دوبارہ آن کر دیا۔

"یس۔ ٹی ایچ اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے تیز اور سپاٹ
لہجے میں کہا۔

شی تارا بول رہی ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک تیز اور
[illegible]ولی آواز سنائی دی تو ٹام ہاک بری طرح اچھل پڑا۔

شی تارا۔ اوہ۔ میں ٹام ہاک بول رہا ہوں مادام۔ اوور"۔ ٹام
ہاک نے قدرے مؤدب لہجے میں کہا۔ شی تارا کے بارے میں وہ اچھی
طرح جانتا تھا۔ وہ زیرلینڈ کی تیز اور خطرناک ترین ایجنٹ تھی جس کا
دوسرا نام موت تھا۔ زیرو لینڈ میں ڈاکٹر شیفرڈ جب اس کے ساتھ
معاہدات پر دستخط کرانے کے لئے آیا تھا تو اس کے ساتھ شی تارا بھی
تھی اور ڈاکٹر شیفرڈ نے ٹام ہاک کو شی تارا کا جب تعارف کرا کر اس
کے کارناموں کی تفصیل بتائی تو ٹام ہاک جیسا خطرناک، سفاک اور
دہشت پسند انسان بھی کانپ اٹھا تھا۔ حالانکہ دیکھنے میں شی تارا
ایک نوجوان بلا کی حسین اور خوبصورت تھی اور اسے دیکھ کر کسی
کو کسی طور پر یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ زیرو لینڈ کی فعال اور
خطرناک ایجنٹ ہو سکتی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ شی تارا کا نام سن کر ٹام ہاک بری طرح اچھل پڑا
تھا۔ اسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ شی تارا کو اس کے مخصوص
ریڈیو ٹرانسمیٹر کی فریکونسی کیسے معلوم ہو گئی تھی اور اسے اچانک
ٹام ہاک کو کال کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی۔ اس کے علاوہ
یہ ریڈیو ٹرانسمیٹر وسیع رینج کا بھی نہیں تھا جس کا مطلب تھا کہ شی تارا
زیرو لینڈ سے نہیں بلکہ اسے پاکیشیا سے ہی کال کر رہی تھی۔

ٹام ہاک۔ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور"۔ شی تارا نے تیز اور

سرد لہجے میں کہا تو ٹام ہاک نے جلدی سے اسے اپنے ہوٹل کا نام اور روم نمبر بتا دیا۔

"تم اپنے ساتھ کتنے آدمی لائے ہو۔ اوور"۔ شی تارا کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"دس آدمی ہیں مادام۔ فاسٹر گروپ کے۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر سے تمہیں میرے بارے میں کوئی ہدایات ملی تھیں۔ اوور"۔ شی تارا نے پوچھا۔

"نہیں مادام۔ ہیڈ کوارٹر نے مجھے آپ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ کیا آپ پاکیشیا میں ہیں مادام۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے جواب دیا۔

"پاکیشیا میں ہوں تو تمہیں بی فائیو ٹرانسمیٹر پر کال کر رہی ہوں احمق۔ اپنے فاسٹر گروپ کے ممبران کے نام اور ان کے ٹرانسمیٹروں کی فریکونسیاں بتاؤ اور انہیں ہدایات دے دو کہ وہ میری کال پر فوری عمل درآمد کیا کریں۔ میں پاکیشیا میں ایک اہم مشن پر آئی ہوں۔ اس مشن کا تعلق تمہارے مشن سے نہیں ہے مگر پھر بھی اس مشن میں مجھے تمہاری اور تمہارے آدمیوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے اوور"۔ شی تارا نے کہا۔ اس کی آواز میں زہریلی ناگن کی سی پھنکار تھی۔

"یس مادام۔ لیکن"۔ ٹام ہاک کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ تھی جیسے وہ شی تارا سے کچھ پوچھنا چاہتا ہو مگر اس میں

پوچھنے کی ہمت نہ ہو رہی ہو۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔ اوور"۔ شی تارا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مادام۔ میں اور میرے آدمی ہر وقت آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار رہیں گے مگر ہیڈ کوارٹر نے مجھے یہاں جس مشن کے لئے بھیجا ہے اس مشن میں مجھے اور میرے آدمیوں کو ہر وقت متحرک رہنا پڑے گا۔ اس دوران اگر آپ کو ہماری ضرورت پڑ گئی اور ہم میں سے کوئی آپ کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا تو۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ یہ مسئلہ تو واقعی اہم ہے۔ اس صورت میں تو تم لوگ واقعی میرے کچھ کام نہیں آ سکو گے۔ اوور"۔ شی تارا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا تو ٹام ہاک کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ شی تارا جو کچھ بھی تھی اس سے اس کا اور اس کے مشن سے کوئی تعلق نہیں تھا اور ویسے بھی ٹام ہاک آزادانہ کام کرنا پسند کرتا تھا اس لئے اس بات کی اسے زیرو لینڈ سے مکمل آزادی بھی ملی ہوئی تھی۔ اب جس انداز میں شی تارا اس سے بات کر رہی تھی اس سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ماتحت رکھ کر کام لینا چاہتی ہے جو کم از کم ٹام ہاک جیسے انسان کو کسی طور گوارا نہیں تھا۔ اس نے شی تارا سے جو بات کی تھی وہ بھی واقعی اہمیت کی حامل تھی جس کی وجہ سے شاید شی تارا بھی سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی اور اس کے سرد لہجے میں نرمی کا عنصر ابھر آیا تھا۔

" مادام ۔ اگر آپ کہیں تو میں سیکرٹ ہینڈز کے کسی سیکشن کو آپ کی مدد کے لئے بلوا لوں ۔ سیکرٹ ہینڈز کا ہر سیکشن اپنی مثال آپ ہے ۔ آپ ان کی کارکردگی دیکھ کر حیران رہ جائیں گی ۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے جلدی سے کہا۔

" اوہ ۔ کیا ایسا ممکن ہے ۔ گریٹ لینڈ سے تمہارا کوئی سیکشن یہاں کب تک پہنچ سکتا ہے ۔ اوور"۔ شی تارا نے کہا۔

" میں نے سیکرٹ ہینڈز کے نیٹ ورک کا جال پوری دنیا میں پھیلا رکھا ہے مادام جس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ دس بارہ گھنٹوں میں آدھے سیکشن یہاں بلا سکتا ہوں ۔ اوور"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر ٹھیک ہے ۔ تم فوری طور پر اپنے کسی ایک سیکشن کو بلا لو ۔ آٹھ دس افراد کافی رہیں گے ۔ لیکن آدمی ایسے ہونے چاہئیں جو ہر قسم کی سچوئیشن کو ہینڈل کرنے کے اہل ہوں ۔ ہر قسم کا ہتھیار چلانے، نشانہ بازی کرنے اور خاص طور پر مارشل آرٹ کے فن سے پوری طرح آگاہ ہوں ۔ میں جس مقصد کے لئے یہاں آئی ہوں اس کے لئے مجھے ایسے ہی تیز اور فعال آدمیوں کی ضرورت ہے ۔ اوور"۔ شی تارا نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں مادام ۔ سیکرٹ ہینڈز کا ہر سیکشن بے حد فعال اور دنیا کے خطرناک ایجنٹوں پر مشتمل ہے ۔ بہرحال میں سیکرٹ ہینڈز کے ٹاپ سیکشن کو فوری طور پر یہاں بلوا لیتا ہوں ۔ ٹاپ سیکشن ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترے گا ۔ اوور"۔ ٹام ہاک

نے کہا۔

" گڈ ۔ میرے ٹرانسمیٹر کی فریکونسی نوٹ کر لو ۔ جیسے ہی ٹاپ سیکشن یہاں پہنچے مجھے اطلاع کر دینا ۔ اوور"۔ شی تارا نے کہا اور پھر ٹام ہاک کو ایک فریکونسی نوٹ کرانے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ٹام ہاک کا ذہن بری طرح سے قلابازیاں کھا رہا تھا ۔ اسے شی تارا کی یہاں موجودگی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی ۔ زیرو لینڈ والوں نے اسے جب پاکیشیا میں ایک اہم مشن کے لئے بھیجا تھا تو پھر انہیں شی تارا جیسی طاقتور لیڈی ایجنٹ کو یہاں دوسرا مشن دے کر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اور کیا شی تارا واقعی یہاں کسی دوسرے مشن پر آئی تھی۔

پاکیشیا میں زیرو لینڈ کے دو طاقتور ایجنٹ ایک ہی وقت میں دو الگ الگ مشنز پر کام کر رہے تھے ۔ یہ کیسے ممکن تھا ۔ اگر پاکیشیا میں زیرو لینڈ کو دو مختلف مشنز درپیش تھے تو ان مشنز کو ایک ایجنٹ اور اس کا گروپ بھی تو سرانجام دے سکتا تھا ۔ پھر ایک بات اور ٹام ہاک کے ذہن میں کھٹک رہی تھی ۔ اگر شی تارا واقعی پاکیشیا میں کسی دوسرے اہم مشن پر کام کر رہی تھی تو اسے اس طرح اس سے رابطے کی کیا ضرورت آن پڑی تھی اور وہ اس سے آدمیوں کی مدد کیوں طلب کر رہی تھی۔

الگ الگ مشن پر کام کرنے والے اس طرح کبھی کسی دوسرے

کے سامنے اوپن نہیں ہوتے تھے اور سب سے اہم بات یہ کہ شی تا
کو اس کے بی فائیو ٹرانسمیر کی فریکونسی کا علم کیسے ہوا تھا۔ یہ ٹرانسم
وہ صرف اپنی ذات یا پھر اپنے کسی سیکشن کے زیر استعمال رکھتا تھا
زیرو لینڈ والے اس سے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرتے تھے۔ اگر ش
تارا ٹام ہاک سے اس سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کرتی تو شاید ٹام ہاک
کو اس قدر الجھن نہ ہوتی مگر شی تارا نے بی فائیو ٹرانسمیٹر پر اس سے
رابطہ کر کے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

جس طرح اندھیرے میں اچانک جگنو چمکتا ہے بالکل اسی طرح
عمران کے ذہن میں بھی روشنی کا نقطہ سا چمکا تھا اور پھر روشنی کا وہ
نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور عمران نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔
خود کو ایک راڈز والی کرسی پر بندھا پا کر پہلے تو وہ حیران رہ گیا پھر
جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس کے ذہن میں ہوٹل التاج کا منظر کسی
فلمی سین کی طرح گھوم گیا کہ جب وہ کھانا کھانے کی غرض سے
ہوٹل میں گیا تھا اور وہاں بیٹھا جولیا کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کے
پاس مادام ماشاری آ دھمکی تھی۔

مادام ماشاری جو پہلے تو عمران سے عام انداز میں باتیں کرتی رہی
تھی پھر اس نے عمران کو کھل کر اور واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اس کا
تعلق زیرو لینڈ سے ہے اور وہ عمران کو اچھی طرح جانتی ہے۔ وہ
عمران کو اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتی تھی جبکہ عمران جان بوجھ کر

اسے تنگ کر رہا تھا کہ اچانک مادام ماشاری نے کی چین نما آلہ نکا
لیا تھا جس میں سے ایک باریک سی سوئی نکل کر جیسے ہی عمران
لگی اس کا جسم مفلوج ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ کی انگلی میں
موجود ایک موٹے نگینے والی انگوٹھی کے ساتھ نجانے کیا کیا تھا
اچانک پورے ہال میں یکلخت تاریکی چھا گئی اور پھر اس کے دل
دماغ میں بھی جیسے اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس کے بعد اسے اب ہوش
رہا تھا اور وہ اس وقت اس ہوٹل کے ہال کی بجائے ایک تہہ خا
کے کمرے میں موجود تھا۔

تہہ خانہ خاصا بڑا اور لمبا چوڑا تھا جہاں ضرورت کا تقریباً ہر ساما
موجود تھا۔ کمرے کی ایک دیوار کے پاس وہ کرسی تھی جس پر عمرا
بیٹھا ہوا تھا اور اس کے گرد راڈز تھے جس کی وجہ سے عمران اس
کرسی پر جیسے جکڑا ہوا تھا۔ کمرے میں اس کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔

"مادام ماشاری۔ تو مجھے یہاں لانے والی مادام ماشاری ہے"
عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بے اختیار منہ چلانے لگا۔ اس
کے ذہن میں یکلخت بے شمار سوالوں کی یلغار ہو گئی تھی کہ مادا
ماشاری اس طرح کھلے عام اس کے سامنے کیوں آئی تھی۔ زیرو لی
کے ایجنٹ جن میں سنگ ہی، تھریسیا، نانوتہ اور بوغا جیسے بے شم
خطرناک ایجنٹ شامل تھے جو پاکیشیا میں جب بھی کسی مشن
انجام دہی کے لئے آتے تھے عموماً پردے کے پیچھے رہ کر کام کرتے تھ
ان کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی تھی کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ا

خاص طور پر عمران سے ہاتھ پیر بچا کر اپنا کام کریں۔
ان سب کا مقصد صرف اپنے مشن کی کامیابی سے ہوتا تھا۔ اگر
اور ان کے آڑے آجائے تب وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس
کا سامنا کرنے سے بھی نہیں گھبراتے تھے مگر مادام ماشاری نے ایسا
نہیں کیا تھا بلکہ وہ کھلے عام عمران کے سامنے آگئی تھی اور اس نے
عمران کو بتا دیا تھا کہ اس کا تعلق زیرو لینڈ سے ہے۔

مادام ماشاری کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہو سکتا تھا جس کے لئے
اس نے آتے ہی عمران پر ہاتھ ڈال دیا تھا۔ اس کے علاوہ مادام
ماشاری ہوٹل التاج میں کیا کر رہی تھی۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ
عمران وہاں آنے والا ہے۔ کیا وہ پہلے سے ہی وہاں بیٹھی اس کا انتظار
کر رہی تھی۔ اگر وہ عمران کے پیچھے تھی تو اس بات کی خبر عمران کو
کیوں نہیں ہوئی تھی۔ عمران ہر حال میں اور ہر وقت اپنے سائے کی
بھی خبر رکھنے والا انسان تھا۔

مادام ماشاری جس انداز میں عمران سے باتیں کر رہی تھی اس
سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ پاکیشیا میں جس کام کے لئے آئی ہے
اس کا تعلق عمران کی ذات سے ہے اور عمران جہاں تک سمجھ پا رہا تھا
کہ مادام ماشاری اس کے ذریعے صرف سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل
بابک تک پہنچنا چاہتی ہے کیونکہ عمران ہی وہ شخص تھا جس نے ان
تینوں کو اپنے پاس قید کر رکھا تھا۔ وہ ان تینوں کو بین الاقوامی اعلیٰ
عدالتوں میں لے جانا چاہتا تھا جس کے لئے اسے صدر اور وزیراعظم

کے اجازت نامے کی ضرورت تھی اور یہ کام اب جلد ہونے والا تھا۔

عمران جوں جوں سوچتا جا رہا تھا اسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ مادام ماشاری کا یہاں آنے اور عمران کو اس طرح ہوٹل التاج سے اغوا کرنے کا مقصد ان تینوں بڑے مجرموں تک پہنچنے کا ہی ہو سکتا ہے کیونکہ زیرو لینڈ والے یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ان کے خاص ایجنٹ ایک تو پاکیشیا میں قید رہیں دوسرے عمران انہیں بین الاقوامی اعلیٰ عدالتوں میں لے جا کر زیرو لینڈ کے خلاف ثبوت دے کر انہیں بدنام کرنے کی کوشش کرے۔ یہ سوچ کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

عمران کو مادام ماشاری کی جرأت پر البتہ حیرت ہو رہی تھی جس نے عمران پر خود کو ظاہر کرتے ہوئے اسے دن دہاڑے اور بے شمار لوگوں کے درمیان سے اغوا کیا تھا۔ اس نے یقینی طور پر زیرو لینڈ کی کوئی نئی اور حیرت انگیز سائنسی ایجاد کا استعمال کیا تھا جس کی وجہ سے اتنے بڑے ہال میں یکلخت تاریکی چھا گئی تھی اور عمران کو اس تاریکی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

"مقابلہ زور دار رہے گا"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور مادام ماشاری اندر آ گئی۔ اس کے چہرے پر وہی سکون، پراسراریت اور اطمینان تھا جو عمران نے ہال میں دیکھا تھا۔ اس کے جسم پر لباس بھی وہی تھا۔ وہ اکیلی اندر آئی تھی۔ عمران کو ہوش میں دیکھ کر اس کی آنکھوں کی چمک اور زیادہ ہو گئی تھی۔

"تمہیں ہوش آگیا ہے"۔ مادام ماشاری نے تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"تمہارے جیسی حسین اگر اس طرح مجھ پر اپنے حسن کی بجلیاں گراتی رہی تو ہوش میں آنے کے باوجود کس کم بخت کو ہوش رہتا ہے تو دوبارہ بے ہوش ہو جاؤں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا مگر مادام ماشاری کے چہرے پر کوئی تاثر نمودار نہ ہوا۔ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ اس نے ایک طرف پڑی ہوئی کرسی اٹھائی اور اسے لے کر عمران کے سامنے آ گئی۔ کرسی عمران کے سامنے رکھ کر وہ اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"میں سنگ ہی، تھریسیا اور زیرو لینڈ کے دوسرے ایجنٹوں سے مختلف ہوں عمران۔ مجھ پر تمہاری باتوں، چالوں اور چالاکیوں کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ تم سے آج تک جتنے ایجنٹ ٹکرائے ہوں گے اور جن جن کی تم نے اپنے ہاتھوں گردنیں توڑی ہوں گی وہ سب کے سب انتہائی احمق ہوں گے۔ میرا نام مادام ماشاری ہے اور جس کا دوسرا نام موت ہے اور موت کو قطعی کوئی خوف نہیں ہوتا۔ نہ میں تمہاری حماقتوں پر حیران ہونے والوں میں سے ہوں اور نہ تمہاری باتوں میں آنے والی ہوں اور نہ ہی میں تم سے اور تمہاری سیکرٹ سروس سے ڈرنے والی ہوں۔ میں جہاں جاتی ہوں اپنا کام دھڑلے اور کھل کر کرتی ہوں۔ دنیا کی بے شمار سیکرٹ سروسز،

ایجنسیاں اور ایجنٹ میرے پیچھے ہیں مگر وہ آج تک میری گرد کو ب
نہیں پا سکے ۔ نہ ہی ایسا کبھی ہو گا ۔ میں جب بھی اور جس مشن
بھی نکلتی ہوں کامیابیاں خود بخود چل کر میرے قدموں میں آ گر
ہیں"۔ مادام ماشاری نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"بہت خوب ۔ اگر ایسا ہے تو اپنے قدم میرے قدموں کے سا
ملاؤ تاکہ چند کامیابیاں میرے قدموں میں بھی آ گریں ۔ میں تو زند
کے ہر معاملے میں ناکام ہی ہوتا آ رہا ہوں ۔ اب تھریسیا کو ہی دیکھ
ویسے تو دل و جان سے مجھ پر مرتی ہے ۔ میرے بغیر دوسرا سانس تک
لینا گوارا نہیں کرتی مگر جب بھی سامنے آتی ہے اس کا رویہ ہی بدلا
ہوتا ہے ۔ زبان کی بجائے گولی سے بات کرتی ہے اور میں اس ک
فراق میں دن رات آہیں بھرتا رہتا ہوں مگر وہ"۔ عمران کی زبا
ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔

"بس ۔ بس ۔ احمقانہ باتوں سے میرا وقت برباد مت کرو"
مادام ماشاری نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے بیزاری سے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ چلو اگر تمہاری نظر میں یہ احمقانہ بات
ہیں تو تم بتا دو سلجھی ہوئی باتیں کون سی ہو سکتی ہیں ۔ ویسے ایک
بات ہے ۔ میں سمجھتا تھا کہ تھریسیا زیرو لینڈ کے ساتھ ساتھ دنیا
شاید سب سے زیادہ حسین ترین لڑکیوں میں سے ایک ہے
تمہارے حسن کے سامنے تو اس کے حسن کی کوئی اوقات ہی نہیں
وہ تمہاری کنیز ہی معلوم ہوتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ونہہ ۔ تم جانتے ہو میں تمہیں یہاں کیوں لائی ہوں اور یہ
کون سی جگہ ہے"۔ مادام ماشاری نے اس کی باتوں کو نظرانداز کرتے
ہوئے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے شادی کرنے کے لئے اور یہ شاید میرج ہال ہے جو کچھ دیر
میں باراتیوں سے بھر جائے گا"۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے
والا تھا۔

"بکو مت ۔ اپنا یہ منخرہ پن بند کرو اور سنجیدہ ہو جاؤ"۔ مادام
ماشاری نے کہا۔

"سنجیدہ ہونے کے مجھے رنجیدہ ہونا پڑے گا اور رنجیدہ ہونا صرف
مرغیوں کو آتا ہے جو ایک انڈہ دے کر یہ سوچ سوچ کر رنجیدہ ہوتی
رہتی ہیں کہ وہ دن کب آئے گا جب وہ ایک ساتھ ایک وقت میں
اکٹھے دس دس انڈے دیں گی"۔ عمران نے کہا تو مادام ماشاری اسے
گھور کر رہ گئی۔

"عمران ۔ میں اس وقت تم سے بہت ٹھنڈے مزاج سے باتیں
کر رہی ہوں ۔ میرے غصے کو آواز نہ دو ۔ اگر مجھے غصہ آ گیا تو میں
تمہارے ساتھ ساتھ پاکیشیا کو بھی ملیا میٹ کر دوں گی"۔ مادام
ماشاری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے تمہارے غصے کو آوازیں دینے کی کیا ضرورت ہے ۔ میں
تو تمہاری تعریف کر رہا ہوں"۔ عمران نے زیر لب مسکراتے ہوئے
کہا۔

"مجھے کسی تعریف کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔ مادام ماشاری نے منہ بنا کر کہا۔

"تو پھر تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے"۔ عمران نے اسی کے انداز میں کہا۔

"ایس ڈی ہنڈرڈ۔ مجھے ایس ڈی ہنڈرڈ کی ضرورت ہے۔ وہ کہاں ہے اور اسے ایجاد کرنے والا سائنس دان ڈاکٹر صمدانی اس پر کس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے"۔ مادام ماشاری نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اچانک انتہائی پراسرار اور تیز لہجے میں کہا۔

"ایس ڈی ہنڈرڈ۔ یہ کیا بلا ہے۔ کیا یہ کسی چڑیا گھر کے طوطے کا نام ہے اور ڈاکٹر صابن دانی۔ کیا اس طوطے کو ڈاکٹر صابن دانی نے پالا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ مادام ماشاری کے اچانک ایس ڈی ہنڈرڈ اور ڈاکٹر صمدانی کے نام لینے پر اس کے چہرے پر کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوتا تھا جسے دیکھنے کے لئے مادام ماشاری غور سے عمران کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"تم انتہائی قوت ارادی کے مالک ہو عمران۔ ایس ڈی ہنڈرڈ اور ڈاکٹر صمدانی کے نام سے نہ تم چونکے اور نہ ہی تمہارے چہرے پر کسی ردعمل کا اظہار ہوا جس سے پتہ چلتا ہے کہ تم واقعی بے حد چالاک، خطرناک اور عیار ہو۔ مگر تم شاید بھول رہے ہو کہ تمہارے سامنے زیرو لینڈ کی ناگن بیٹھی ہے جس کی نظریں انسان کے اندر تک کو دیکھ لیتی ہیں۔ تمہاری آنکھوں میں، میں نے ایس ڈی ہنڈرڈ اور ڈاکٹر صمدانی کے نام سے گو بے حد ہلکی مگر حیرت اور فوراً پریشانی کی رمق پیدا ہوتے دیکھ لی ہے جس کا مطلب ہے کہ تم جانتے ہو کہ ایس ڈی ہنڈرڈ کیا ہے اور اسے ڈاکٹر صمدانی کہاں تیار کر رہا ہے"۔ مادام ماشاری نے پہلی بار دھیمے مگر انتہائی پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی تیز اور گہری نظروں کی دانائی کا جان کر عمران دل ہی دل میں مادام ماشاری کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

ایس ڈی ہنڈرڈ واقعی ایک ایسی ایجاد تھی جو عمران کے کہنے پر ملک کے ایک نامور اور ذہین سائنس دان ڈاکٹر صمدانی تیار کر رہے تھے۔ ایس ڈی ہنڈرڈ ایک سپر ڈیوائس تھی جسے خاص طور پر ٹرانسمیٹرز کی کال کا فاصلہ ناپنے، اس کال کی لوکیشن معلوم کرنے اور کال کرنے والی جگہ کا مکمل احاطہ کرنے میں پوری پوری مدد مل سکتی تھی۔ عمران اس سپر ڈیوائس کو خصوصی طور پر زیرو لینڈ کی تلاش کے لئے تیار کروا رہا تھا۔ زیرو لینڈ کہاں تھا، اس کی اصل لوکیشن کیا تھی اور وہاں تک پہنچنے کے اصل راستے کون سے تھے یہ بات ہنوز عمران سے چھپی ہوئی تھی حالانکہ زیرو لینڈ کی تلاش میں اس نے دنیا کے جنگل، صحرا، سمندر تک چھان مارے تھے۔ اس نے زیرو لینڈ کے کئی سپر سیکشنز اور سب ہیڈ کوارٹرز کو ٹریس کر کے انہیں ختم کر دیا تھا مگر اپنی ہر ممکن کوشش کے باوجود زیرو لینڈ کی زمین تک پہنچنا اس کے لئے ممکن نہیں ہوا تھا۔

سب ہیڈ کوارٹرز اور سپر سیکشنز کو تباہ کرتے ہوئے اسے وہاں
سے بے شمار میگا پاور سپر ٹرانسمیٹرز ملے تھے جن سے نہایت آسانی
کے ساتھ زیرو لینڈ کے مین ہیڈ کواٹر سے بات کی جا سکتی تھی مگر
عمران ان ٹرانسمیٹرز کی مدد سے بھی زیرو لینڈ کا ہیڈ کوارٹر ٹریس نہیں
کر سکا تھا پھر اس نے ڈاکٹر صمدانی جو ٹرانسمیٹروں کے بہترین انجینئر
ہونے کے ساتھ ساتھ ملک کے بہت بڑے سائنس دان بھی تھے، کے
ساتھ ڈسکس کی تو انہوں نے کہا کہ وہ اگر کسی طرح ایس ڈی ہنڈرڈ
بنالیں تو اسے زیرو لینڈ کے کسی ٹرانسمیٹر میں ایڈجسٹ کر کے اس
سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ زیرو لینڈ کہاں ہے اور اس کی صحیح
لوکیشن کیا ہے۔ ان کی بات سن کر عمران اچھل پڑا تھا اور پھر انہوں
نے سپر ڈیوائس کی خامیوں اور خوبیوں پر کئی روز ڈسکس کی اور پھر
ڈاکٹر صمدانی نے سپر ڈیوائس جس کا انہوں نے کوڈ نام ایس ڈی
ہنڈرڈ تجویز کیا تھا، پر کام شروع کر دیا۔ اس ڈیوائس کو ڈاکٹر صمدانی
اپنی ذاتی لیبارٹری میں تیار کر رہے تھے۔ وہ چونکہ پاکیشیا کی چند بڑی
اور اہم لیبارٹریوں کے انچارج تھے اور زیادہ تر ان کا وقت انہی
لیبارٹریوں میں گزرتا تھا اس لئے وہ کبھی کبھار ہی اپنی ذاتی لیبارٹری
میں آتے تھے اور جب بھی آتے ایس ڈی ہنڈرڈ پر ضرور کام کرتے
تھے۔

ایس ڈی ہنڈرڈ کے بارے میں یا تو ڈاکٹر صمدانی جانتے تھے یا پھر
عمران۔ عمران کے خیال میں تیسرا کوئی اس سپر ڈیوائس کے بارے

میں خبر نہیں رکھتا تھا جبکہ مادام ماشاری اس کے سامنے نہ صرف ایس
ڈی ہنڈرڈ کا نام لے رہی تھی بلکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کے
موجد کا نام ڈاکٹر صمدانی ہے۔ ایس ڈی ہنڈرڈ کی تیاری میں وہ کسی
اسسٹنٹ کی بھی مدد نہیں لیتے تھے۔ اول تو اس پر وہ خود کام کرتے
تھے لیکن جب انہیں ضرورت ہوتی تو وہ عمران کو فون کر کے اپنے
پاس بلا لیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عمران قدرتی طور پر مادام ماشاری
کے منہ سے ایس ڈی ہنڈرڈ کا نام سن کر چونک پڑا تھا حالانکہ اس
نے اپنے چہرے پر کسی رد عمل کا تاثر نہ ابھرنے دیا تھا مگر مادام
ماشاری کی تیز نظروں نے اس کی آنکھوں میں حیرت اور الجھن کی رمق
دیکھ لی تھی۔

"ایس ڈی ہنڈرڈ کا نام عجیب و غریب اور میرے لئے قطعی نیا ہے
جس کا سن کر مجھے حیرت ضرور ہوئی ہے۔ مگر یہ کیا ہے اور اسے
تمہارے کہنے کے مطابق ڈاکٹر صمدانی کس لئے تیار کر رہے ہیں میں
نہیں جانتا۔ اس کے علاوہ یہاں بے شمار ایسے سائنس دان ہیں جن
کے نام ڈاکٹر صمدانی ہیں۔ ایک ڈاکٹر تو میرا قریبی ہمسایہ ہے۔ اس
کا نام بھی ڈاکٹر صمدانی ہے اور وہ ہڈیاں توڑنے اور جوڑنے کا ماہر ہے
ایک ڈاکٹر صمدانی دارالحکومت میں اپنا ذاتی کلینک چلاتے ہیں جو خود
کو ناک، کان اور گلے کا ایکسپرٹ بتاتے ہیں مگر وہ خود اپنا علاج
کرنے سے قاصر ہیں۔ اس کی ناک ہر وقت بہتی رہتی ہے۔ وہ اونچا
بھی سنتا ہے اور اس کا گلا بھی ہر وقت خراب رہتا ہے۔ دن بھر

کھانس کھانس کر مریضوں کی ناک میں دم کئے رکھتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں جانتی ہوں ۔ اس ملک میں اس وقت چار سائنس دان ایسے ہیں جن کے نام ڈاکٹر صمدانی ہیں ۔ یہ شاید اتفاق ہی ہے لیکن بہرحال وہ سب کہاں کہاں کام کرتے ہیں میرے پاس ان سب کی معلومات موجود ہیں ۔ میں چاہوں تو ان سب پر ہاتھ ڈال سکتی ہوں مگر مجھے نہ اپنا وقت برباد کرنے کا شوق ہے اور نہ ہی دوسروں کا اس لئے میں تم سے صرف اس ڈاکٹر صمدانی کا پوچھ رہی ہوں جس کے ساتھ مل کر تم ایس ڈی ہنڈرڈ تیار کر رہے ہو ۔ میں جانتی ہوں کہ تم ایس ڈی ہنڈرڈ صرف زیرو لینڈ تک پہنچنے کے لئے تیار کر رہے ہو ۔ مگر تم نے صرف زیرو لینڈ کا نام سنا ہے علی عمران ۔ زیرو لینڈ تم لوگوں کی سوچ سے بھی کئی سو سال آگے ہے ۔ تم سمجھتے ہو کہ ایس ڈی ہنڈرڈ تم زیرو لینڈ کے کسی ٹرانسمیٹر میں فکس کر کے اس سے زیرو لینڈ کی لوکیشن ٹریس کر لو گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے ۔ ایس ڈی ہنڈرڈ جیسی تم ہزاروں ڈیوائس بھی بنا لو تب بھی تم اس بات کا پتہ نہیں لگا سکتے کہ زیرو لینڈ کہاں موجود ہے"۔ مادام ماشاری نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو زیرو لینڈ والوں کو اس ایس ڈی ہنڈرڈ کی اتنی فکر کیوں پڑ گئی ہے جس کے حصول کے لئے انہوں نے تم جیسی زہریلی ناگن کو یہاں بھیج دیا ہے"۔ عمران نے اس کی جانب مسکرا

[illegible] نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتی ۔ زیرو لینڈ سے مجھے حکم ملا ہے کہ میں نہ صرف ڈاکٹر صمدانی کو ختم کر دوں بلکہ ایس ڈی ہنڈرڈ کو بھی تباہ کر دوں ۔ اس کے لئے مجھے چاہے پورے پاکیشیا کو ہی کیوں نہ نیست و نابود کرنا پڑے"۔ مادام ماشاری نے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ ایس ڈی ہنڈرڈ کے بارے میں واقعی میں نہیں جانتا ۔ اگر جانتا ہوتا تب بھی اس کے بارے میں تمہیں کچھ نہ بتاتا ۔ رہی بات پاکیشیا کو نیست و نابود کرنے کی تو ایسا سوچنے والے خود ہی نیست و نابود ہو جاتے ہیں ۔ میں تمہارے بارے میں نہیں جانتا مگر تمہارا انداز اور تمہاری باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ تم واقعی زیرو لینڈ کی تیز ترین، ذہین اور خطرناک ایجنٹ ہو ۔ مگر تم [illegible] سے بھی ناواقف ہو ۔ میں زیرو لینڈ کا سب سے بڑا دشمن ہوں میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں ۔ تم جس طرح یہاں آئی ہو اسی طرح خاموشی سے واپس چلی جاؤ ورنہ زیرو لینڈ والے شاید اپنی بہترین اور باصلاحیت لیڈی ایجنٹ کو کھو کر صدیوں تک روتے رہیں گے"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"عمران ۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ میں بے حد ٹھنڈے دماغ کی ہوں ۔ مجھے غصہ بہت کم آتا ہے مگر جب آتا ہے تو ہر طرف خوفناک تباہی اور بربادی پھیل جاتی ہے ۔ تم واقعی میرے بارے

میں کچھ نہیں جانتے ۔ میں زیرو لینڈ اور ان کے سپیشل سیکشنوں تک محدود تھی ۔ مجھے پہلی بار زیرو لینڈ سے باہر بھیجا گیا ہے ۔ زیرو لینڈ میں میرا نام دہشت اور خوف کی علامت کے طور پر لیا جاتا ہے ۔ میں دوسرے ایجنٹوں کی طرح چھپ کر اور خاموشی سے کام نہیں کرتی ۔ ایس ڈی ہنڈرڈ کے حصول اور ڈاکٹر صمدانی کو ہلاک کرنے کے لئے میں کھل کر کام کروں گی ۔ میں تمہیں یہ بھی بتا چکی ہوں کہ تمہارے ملک کی مختلف لیبارٹریوں میں چار ڈاکٹر صمدانی نامی سائنس دان کام کر رہے ہیں ۔ وہ چاروں سائنس دان جن کے شعبے بلاشبہ الگ الگ ہیں مگر وہ سب ایس ڈی ہنڈرڈ پر کام کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں ۔ اگر تم مجھے ایس ڈی ہنڈرڈ کے اصل موجد ڈاکٹر صمدانی کے بارے میں نہیں بتاؤ گے تو پھر مجبوراً مجھے ان چاروں سائنس دانوں کے خلاف کام کرنا پڑے گا ۔ تم ان سائنس دانوں کو کہیں بھی لے جا کر چھپا دو، ان کے گرد لاکھ پہرے بٹھا دو، انہیں زمین کی تہوں میں لے جاؤ یا آسمان پر کسی سیارے میں بھیج دو مگر مجھ میں ایسی صلاحیتیں ہیں جن سے کام لے کر میں ان تک پہنچ جاؤں گی اور پھر میں ایک ایک کر کے ان چاروں کو ہلاک کر دوں گی ۔ تم انہیں میرے ہاتھوں مرنے سے کسی بھی طرح نہیں بچا سکو گے" ۔ مادام ماشاری نے کرخت اور انتہائی سرد لہجے میں میں کہا۔

" اور ان میں اگر کوئی اصلی ڈاکٹر صمدانی نہ ہوا تو" ۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر میں تمہارے حلق میں انگلیاں ڈال کر اس سائنس دان کے بارے میں اگلوا لوں گا" ۔ مادام ماشاری غرائی ۔

"یہ تمہارے لئے سب سے آسان ہو گا" ۔ عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں ۔ میں زیرو لینڈ کی ناگن ہوں اور میرا دوسرا نام موت ہے ۔ میں یہاں موت کا ایسا بھیانک کھیل کھیلوں گی جسے دیکھ کر تمہاری روح تک کانپ اٹھے گی" ۔ مادام ماشاری نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری خام خیالی ہے مادام ماشاری ۔ تم یہاں ایسا کچھ نہیں کر سکو گی" ۔ عمران نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

"میں ایسا ہی کروں گی عمران ۔ ٹھیک ہے ۔ میں تمہیں چیلنج کرتی ہوں ۔ جاؤ ان چاروں سائنس دانوں کو جا کر اپنی حفاظت میں لے لو ۔ انہیں لے جا کر کسی ایسی جگہ چھپا دو جہاں سے تمہارے خیال میں روشنی اور ہوا کا بھی گزر نہ ہوتا ہو مگر میں وہاں پہنچ جاؤں گی اور ان چاروں کو ہلاک کر دوں گی ۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے" ۔ مادام ماشاری نے کہا تو عمران اس کی جانب گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"گویا یہ مشن تم چیلنج مشن کے طور پر مکمل کرنا چاہتی ہو" ۔ عمران نے اس کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیلنج مشن ۔ گڈ ۔ اچھا نام ہے ۔ ایسا ہی سمجھ لو" ۔ مادام ماشاری نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ تم نے جن سائنس دانوں کے نام لئے ہیں تم ان سب کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی"۔ عمران نے کہا۔اس کے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی۔

"کامیاب ۔ہونہہ ۔کامیابی مادام ماشاری کی غلام ہے عمران"۔ مادام ماشاری نے فاخرانہ اور غرور بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کہنا ہے کہ میں ان سائنس دانوں کو لے جا کر کہیں بھی چھپا دوں، ان کی حفاظت کا لاکھ بندوبست کر لوں مگر تم ان تک پہنچ جاؤ گی اور ان کو ہلاک بھی کر دو گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں بدستور طنز جھلک رہا تھا۔

"ہاں ۔یہی کہا ہے میں نے ۔ میں تمہیں بے ہوش کر کے وہیں پہنچا دوں گی جہاں سے لائی تھی ۔آج سے تین روز بعد میں کسی بھی وقت اور کسی بھی لمحے اس تک پہنچ جاؤں گی ۔ وہ ایس ڈی ہنڈرڈ کا موجد ہو یا نہ ہو مگر میں اسے ہلاک کر دوں گی ۔ ہر صورت میں اور ہر حال میں"۔ مادام ماشاری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ "۔ عمران نے طنز سے بھرپور انداز میں ہنکارہ بھرا ۔ اسے شاید مادام ماشاری کے غرور پر غصہ آ گیا تھا۔

"تم جتنا چاہے مجھ پر طنز کر لو عمران مگر میں تمہیں ایسا کر کے دکھاؤں گی ۔ میرے پاس ایک ایسی خصوصی اور پراسرار صلاحیت ہے اور اس صلاحیت کے بل پر میں آسانی سے اپنے شکار تک پہنچ بھی جاؤں گی اور اس کا خاتمہ بھی کر دوں گی ۔ مادام ماشاری نے

...اتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کون سی صلاحیت ہے تمہارے پاس"۔ اس کی بات سن کر عمران واضح طور پر چونک پڑا۔

"نہیں ۔ میں نے تمہیں جو بتانا تھا بتا دیا ۔ اپنی صلاحیت کے بارے میں، میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی"۔ مادام ماشاری نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

عمران غور سے مادام ماشاری کی طرف دیکھ رہا تھا مگر مادام ماشاری ایک عام دوشیزہ کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہی تھی ۔ البتہ وہ بلا کی حسین تھی ۔اس کی آنکھوں میں بھی بے پناہ چمک تھی مگر اس سے یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ پراسرار اور حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک ہو سکتی ہے۔

"تو پھر یہ کام تم ابھی کیوں نہیں کر لیتیں"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کون سا کام"۔ مادام ماشاری نے بے اختیار چونک کر کہا۔

"مجھے مجبور کر دو کہ میں ایس ڈی ہنڈرڈ لا کر خود تمہارے حوالے کر دوں ۔ چار بے گناہ اور بے قصور سائنس دانوں کو خواہ مخواہ انہیں ہلاک کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ۔ اب میں یہ کام چیلنج کے طور پر کروں گی ۔ پہلے ان چاروں سائنس دانوں کا قتل ۔اس کے بعد تم یعنی لاسٹ مرڈر میں تمہارا کروں گی اور اس سے پہلے تم مجھے ایس ڈی ہنڈرڈ بھی لا کر دو

گے"۔ مادام ماشاری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تم میرے ساتھ بلف کر رہی ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بلف۔ کیا مطلب۔ کیسا بلف"۔ مادام ماشاری نے حیران ہو کر کہا۔

"تم اصل میں یہاں سنگ ہی اور تھریسیا کے لئے آئی ہو۔ میں نے انہیں کہاں چھپا رکھا ہے اور میں انہیں مع ثبوت کے بہت جلد عالمی عدالت میں لے جانے والا ہوں جو زیرو لینڈ والے کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے تمہیں بھیجا ہے کہ تم یا تو سنگ ہی اور تھریسیا کو آزاد کروا لو یا پھر مجھے کسی طرح انہیں اعلیٰ عدالتوں میں لے جانے سے روک سکو"۔ عمران نے کہا تو اس بار مادام ماشاری بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کی ہنسی میں بھی بے پناہ طنز چھپا ہوا تھا۔

"تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ زیرو لینڈ والوں نے سنگ ہی اور تھریسیا کو لاسٹ وارننگ دے دی تھی کہ اس بار اگر وہ پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل نہ کر سکے تو ان کے لئے زیرو لینڈ کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے جائیں گے۔ وہ مشن میں ناکام ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے ان کا زیرو لینڈ سے تعلق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے۔ اب تم انہیں عالمی عدالت میں لے جاؤ یا ہلاک کر دو زیرو لینڈ کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ چلو میں تم پر ایک

احسان کئے دیتی ہوں۔ تم نے سیکرٹ ہینڈز کا نام سنا ہے"۔ مادام ماشاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ ہینڈز"۔ عمران نے یکلخت چونک کر کہا۔

"ہاں۔ سیکرٹ ہینڈز جس کا سربراہ ٹام ہاک ہے"۔ مادام ماشاری نے کہا۔

"ہاں۔ اس کی تنظیم کا پہلے خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ اس وقت ٹام ہاک خفیہ طور پر سیکرٹ ہینڈز کو کنٹرول کرتا تھا مگر اس نے بہت جلد اپنی تنظیم کو دوبارہ منظم کر لیا تھا اور اس نے پوری دنیا میں اس کا نیٹ ورک پھیلا دیا ہے اور اس بار وہ خود بھی کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ کیوں۔ تم اس کا نام کیوں لے رہی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"ٹام ہاک اپنے سپیشل فاسٹرز سیکشن سمیت پاکیشیا پہنچ چکا ہے اور جانتے ہو اس کا مشن کیا ہے"۔ مادام ماشاری نے عمران کی جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے"۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ سیکرٹ ہینڈز کے سربراہ ٹام ہاک کے پاکیشیا پہنچنے کی خبر سن کر وہ بری طرح چونک اٹھا تھا۔

"اس کا مشن سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کی ہلاکت کا ہے"۔ مادام ماشاری نے ایک ایک لفظ رک رک کر کہا تو عمران کی آنکھوں میں اس بار سچ مچ تشویش کے سائے رینگ گئے تھے۔

"اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو"۔ عمران نے مادام ماشاری کی جانب

دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب تم کیا کرو گے عمران۔ تمہارے ملک میں زیرو لینڈ کی طرف سے ڈبل مشن پر کام ہو رہا ہے۔ تم کس پر توجہ دو گے۔ دونوں مشنز میں نے تم پر اوپن کر دیئے ہیں۔ ایک طرف تم، تمہارے ملک کے چار سائنس دان ہیں جو کسی بھی طرح پاکیشیا کے لئے کم اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ دوسری طرف سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک ہیں جن کو تم زیرو لینڈ کے خلاف ثبوت کے ساتھ عالمی عدالت میں لے جانے کا اعلان کر چکے ہو۔ اگر ٹام ہاک انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پاکیشیا کا کیا ہو گا"۔ مادام ماشاری نے چھبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس بار اس کی بات سن کر عمران واقعی غصے سے بل کھا کر رہ گیا تھا۔

"زیرو لینڈ کے سینکڑوں ایجنٹ بھی یہاں آ جائیں اور وہ ایک ساتھ بیسیوں مشنز پر کام کرنا شروع کر دیں تب بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکیں گے مادام ماشاری۔ تم لوگ پہلے بھی ہر طرح کی شکست سے دوچار ہو چکے ہو اس بار بھی سوائے ناکامی کے تمہارے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"غلط کہہ رہے ہو۔ اس بار میدان میں مادام ماشاری ہے اور مادام ماشاری ناکامی کو کامیابی میں بدلنا اچھی طرح جانتی ہے۔ اس بار ناکامی ہمارے نہیں تمہارے حصے میں آئے گی۔ ناکامی کے ساتھ ساتھ اس بار تمہیں موت کا بھی مزہ چکھنا پڑے گا علی عمران اور میں نہیں اس مرتبہ بتاؤں گی کہ موت کسے کہتے ہیں۔ تیار ہو جاؤ۔ مادام ماشاری اپنا موت کا کھیل شروع کرنے والی ہے اور اس موت کے کھیل کا ایک ایک لمحہ تم پر عیاں ہو گا۔ میرا مشن تمہارے سامنے ہے مگر تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے"۔ مادام ماشاری نے قہقہہ سا لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں واقعی گہری کاٹ تھی۔

"اگر تم نے ان سائنس دانوں میں سے کسی ایک کو بھی چھونے کی کوشش کی تو میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی۔ رہی بات ٹام ہاک کی تو وہ لاکھ ٹکریں مار لے وہ اس جگہ کو تلاش نہیں کر سکے گا جہاں میں نے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو قید کر رکھا ہے"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹام ہاک اپنے مشن میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں اس سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں اپنے مشن پر کام کروں گی۔ میں اپنے مشن میں کیسے کامیاب ہوتی ہوں یہ تم بھی دیکھو گے اور دنیا بھی"۔ مادام ماشاری نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ دیکھا جائے گا"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"دیکھ لینا۔ اب میں تمہیں آزاد کر رہی ہوں۔ تم جاؤ اور جا کر اپنے سائنس دانوں کی حفاظت کا انتظام کر لو۔ انہیں لے جا کر تم کسی ایسی جگہ چھپا دو جہاں تمہارے خیال کے مطابق میرا سایہ بھی نہ پہنچ سکے۔ آج سے ٹھیک تیسرے دن کسی بھی لمحے اور کسی بھی

وقت ان کی موت واقع ہو جائے گی ۔ ان کی لاش پر تمہیں میری
موت کا نشان ضرور ملے گا اور میری موت کا نشان سیاہ ناگن ہو گا۔
مادام ماشاری نے کہا ۔ ساتھ ہی اس نے انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی کا
نگینہ دبا دیا ۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا یکلخت اسے اپنے جسم
سے ایک بار پھر جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اور دوسرے ہی لمحے اس
کے دل و دماغ پر اندھیرے کی دبیز چادر سی پھیلتی چلی گئی جسے روکنا
شاید اس کے بس کی بھی بات نہیں تھی۔

ہال میں تاریکی پھیلتے دیکھ کر جولیا بوکھلا سی گئی تھی ۔ وہاں
یکلخت اس قدر اندھیرا چھا گیا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا
تھا ۔ اس وقت دوپہر کا وقت تھا ۔ ہال میں بڑے پاور کی لائٹس بھی
جل رہی تھیں اور گلاس ڈورز کے ساتھ ساتھ وہاں بے شمار کھڑکیاں
بھی تھیں جن سے اچھی خاصی روشنی اندر آ رہی تھی مگر اچانک ہی نہ
صرف وہاں کی تمام لائٹس آف ہو گئیں بلکہ کھڑکیوں اور دروازوں
سے آنے والی روشنی بھی جیسے اس تاریکی میں ضم ہو گئی تھی۔
ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ تاریکی ہو جانے کی وجہ سے بوکھلا گئے
تھے ۔ جولیا کو عمران اور اس لڑکی کی فکر تھی ۔ وہ لڑکی جو عمران کی
میز پر بیٹھی تھی۔
عمران نے اسے ہوٹل میں لنچ کے لئے بلایا تھا مگر پھر اس نے
ہوٹل میں عمران کو لڑکی کے ساتھ بیٹھے دیکھا تو اسے غصہ آ گیا ۔ اسی

لمحے عمران نے آئی کوڈ میں اسے خود سے دور رہنے کا اشارہ کیا اور
واش روم کی طرف بڑھ گیا تو جولیا ان سے دور ایک خالی میز پر
گئی۔

چند لمحوں کے بعد ایک ویٹر نے کاغذ کا ایک ٹکڑا لا کر اسے د
جولیا اسے پڑھنے لگی۔ عمران کی طرف سے پیغام تھا جس پر لکھ
لڑکی کا نام مادام ماشاری ہے اور وہ مجھے کہیں لے جانا چاہتی ہے۔
تمہیں صرف ہم دونوں کی نگرانی کرنی ہے۔ نگرانی کے سوا تم
نہیں کرو گی یہ چیف کا حکم ہے۔ عمران۔ کاغذ پر لکھے الفاظ پڑھ
جولیا نے منہ بناتے ہوئے کاغذ لپیٹ کر اپنے پرس میں رکھ لیا۔
"کیا چکر ہے۔ کون ہو سکتی ہے یہ لڑکی"۔ جولیا نے حیر
بھرے انداز میں سوچا۔ مادام ماشاری کا نام اس کے ذہن کے
گوشے میں موجود نہیں تھا۔ نہ ہی جولیا کو یاد پڑتا تھا کہ اس نے
کبھی اس لڑکی کو کہیں دیکھا ہو۔
"کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو چیف
اس کیس کے بارے میں مجھے کیوں نہیں بتایا"۔ ہمیشہ کی طرح ج
کے ذہن میں اب بھی وہی پرانا سوال گونج اٹھا تھا۔ ویٹر اسے ک
سرو کر گیا تھا جس کے سپ لیتے ہوئے جولیا غور سے اس لڑکی
عمران کی جانب دیکھ رہی تھی۔ عمران کے چہرے پر حماقتوں کے
کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ اچانک جولیا نے اس لڑکی کو اپنے ہاتھ کی انگلی
موجود ایک بڑے نگینے والی انگوٹھی کو دباتے دیکھا۔ وہ شاید اس

حالت تھی مگر اسی لمحے اچانک ہال میں گہری تاریکی چھا گئی۔
"اوہ۔ یہ کیا ہو گیا"۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
اس نے جلدی سے کافی کا مگ میز پر رکھا اور تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی
اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگی مگر
اس قدر گہرے اندھیرے میں اسے بھلا کیا نظر آ سکتا تھا۔ لوگ چیخ چیخ
کر ویٹروں کو آوازیں دے رہے تھے لیکن اس سے پہلے کہ ہوٹل کی
فوری ایمرجنسی لائٹس آن کرتیں اچانک وہاں روشنی آ گئی۔ نہ
صرف وہاں کی تمام لائٹس آن ہو گئی تھیں بلکہ کھڑکیوں اور
دروازوں سے بھی روشنی اندر آنے لگی تھی جس کی وجہ سے جولیا اور
دوسرے لوگ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے اور
پھر جولیا کی نظر عمران کی میز پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔
عمران والی میز خالی تھی۔ وہاں نہ عمران تھا اور نہ ہی وہ لڑکی نظر آ
رہی تھی۔

"اوہ۔ یہ دونوں کہاں چلے گئے"۔ جولیا کے منہ سے بے اختیار
نکلا۔ اس نے جلدی سے پرس سے ایک نوٹ نکالا اور اسے کافی کے
مگ کے نیچے رکھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی
روشنی کا یوں گل ہو جانا کہ کھڑکیوں اور دروازوں سے آنے والی
روشنی بھی ختم ہو گئی تھی اور پھر وہاں سے عمران کا اور اس لڑکی کا
اس طرح غائب ہو جانا جولیا کو بری طرح کھٹک رہا تھا۔ عمران نے
ہال کے ویٹر کے ذریعے ایک کاغذ پر یہ پیغام لکھ کر بھیجا تھا کہ وہ

اس کی اور لڑکی کی خاص نگرانی کرے۔ پھر اس طرح وہ اندھیرے
فائدہ اٹھا کر کہاں غائب ہو گئے تھے۔

جولیا ہال سے نکل کر باہر آئی اور تیزی سے پارکنگ کی طرف
بڑھتی چلی گئی۔ پارکنگ میں عمران کی کار دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی
اس کا مطلب تھا کہ عمران ابھی ہال میں موجود تھا۔ جولیا نے سو
اور پھر وہ تیزی سے پلٹی اور دوبارہ ہال میں آ گئی۔ اس نے ہال م
چاروں طرف نظریں دوڑائیں مگر عمران اور لڑکی جس کا نام عمرا
نے اسے مادام ماشاری بتایا تھا اسے کہیں نظر نہ آئے۔ جولیا چند
سوچتی رہی پھر تیزی سے کاؤنٹر کی جانب بڑھتی چلی گئی جہاں ایک
خوش پوش کاؤنٹر مین موجود تھا۔

"یہاں میری ایک فرینڈ ٹھہری ہوئی ہے۔ اس کا نام مادا
مارشاری ہے۔ کیا آپ مجھے ان کا روم نمبر بتا سکتے ہیں"۔ جولیا نے
سوچ کر کاؤنٹر مین سے پوچھا۔

"میں دیکھتا ہوں مس۔ کیا نام بتایا ہے آپ نے۔ ماد
ماشاری"۔ کاؤنٹر مین نے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک رجسٹر نکالتے ہو
کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ رجسٹر کھول کر اس ک
صفحات پلٹنے لگا۔

"یس مس۔ مادام ماشاری یہیں موجود ہیں۔ سکس فلور پر ان
روم ہے اور اس کا نمبر چار سو نو ہے"۔ کاؤنٹر مین نے رجسٹر پر ایک
جگہ انگلی رکھ کر نام پڑھتے ہوئے کہا تو جولیا کی آنکھوں میں چمک

گی۔

"تھینک یو"۔ جولیا نے کہا۔

"کیا میں مادام کو آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں"۔ کاؤنٹر مین نے
اپنے مخصوص پیشہ وارانہ مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں اسے اپنی آمد کا سرپرائز دینا چاہتی ہوں"۔ جولیا نے
کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے مس۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں"۔ جولیا کو غیر
ملکی سمجھتے ہوئے کاؤنٹر مین نے اور زیادہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے
ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔ ہال کراس کرتی ہوئی وہ
تیزی سے اس طرف بڑھتی چلی گئی جس طرف لفٹ تھی۔ لفٹ میں آ
کر اس نے لفٹ آپریٹر کو چھٹے فلور کا کہا تو اس نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے کنٹرول پینل کا چھ نمبر پریس کر دیا۔

چھٹے فلور پر آ کر جولیا لفٹ سے باہر آ گئی۔ سامنے ایک راہداری
تھی جس کی دونوں سائیڈوں پر کمرے موجود تھے۔ جولیا کمروں کے
دروازوں پر لکھے نمبروں کو دیکھتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری
بالکل خالی تھی۔ کمروں کے مکین شاید اپنے اپنے کمروں میں آرام کر
رہے تھے یا پھر لنچ کے لئے نیچے ہال میں موجود تھے۔ جولیا کمرہ نمبر چار
سو نو کے قریب آ کر رک گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ
دروازے کے کی ہول پر جھک گئی۔ اندر کمرہ بالکل خالی نظر آ رہا تھا۔
جولیا نے سیدھی ہو کر دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا مگر دروازہ لاک

تھا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے وہ دونوں یہاں نہیں آئے۔ اگر کمرے میں نہیں آئے اور ہوٹل سے بھی باہر نہیں گئے تو پھر کہاں سکتے ہیں"۔ جولیا نے پریشانی کے عالم میں سوچا۔ پھر اس نے ا پرس میں سے ایک ماسٹر کی نکالی اور اسے کی ہول میں ڈال کر ا مخصوص انداز میں گھمانے لگی۔ چند ہی لمحوں میں کلک کی آواز ساتھ لاک کھل گیا۔ جولیا نے ماسٹر کی نکال کر پرس میں ڈال لی۔ عمران کے کہنے پر وہاں لنچ کے لئے آئی تھی اس لئے وہ اپنے ساتھ کو اسلحہ نہیں لائی تھی۔ مگر ہال میں عمران کا یوں غائب ہو جانا ا بری طرح سے کھٹک رہا تھا اس لئے اس نے ہر احتیاط بالائے طا رکھ کر ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آ پیدا ہوئی تھی۔ جولیا نے سن گن لی مگر جب اندر سے اسے کسی قو کی کوئی آواز سنائی نہ دی تو وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

کمرہ بالکل خالی تھا۔ جولیا نے احتیاط سے کمرے کا جائزہ لیا اور اس نے واش روم کو بھی کھول کر دیکھا مگر وہاں کوئی موجود نہ تھا کمرے میں ٹیلی فون دیکھ کر جولیا نے فوری طور پر چیف سے با کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ تیزی سے فون کی طرف بڑھی۔ اس۔ رسیور اٹھا کر اس کی ٹون چیک کی اور پھر مطمئن انداز میں گردن دی۔ فون ڈائریکٹ تھا۔ اس فون کا کسی منی ایکس چینج سے تعل نہیں تھا اس لئے جولیا کو چیف کا نمبر ملانے میں کسی ہچکچاہٹ کا سا

۔ فائیو سٹار ہوٹلوں میں عموماً لوکل کالز فری ہوتی تھیں اس اطمینان بھرے انداز میں ایکسٹو کے نمبر ملانے لگی۔

ایکسٹو"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

لیا بول رہی ہوں چیف"۔ جولیا نے ایکسٹو کی آواز سن کر لہجے میں کہا۔

ں۔ کس لئے فون کیا ہے"۔ ایکسٹو نے کہا تو جولیا نے لڑکی سے ملنے والے عمران کے پیغام کے بارے میں ساری تفصیل ی۔ اس نے ایکسٹو کو یہ نہیں بتایا تھا کہ عمران نے پہلے اسے لنچ ے ہوٹل میں مدعو کیا تھا۔

تمہارا کیا خیال ہے۔ عمران نے میری ہدایات کے بغیر تمہیں ی تھی"۔ ایکسٹو نے غرا کر کہا۔

اوہ۔ نہیں۔ نہیں چیف۔ مم۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا"۔ غراہٹ بھری آواز سن کر جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں

تو پھر کیا مطلب تھا تمہارا۔ عمران کو میں نے ہی وہاں بھیجا تھا نے ہی اسے ہدایات دی تھیں اگر اسے ضرورت ہو تو وہ تمہیں یا ممبر کو کال کر لے"۔ ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا تو جولیا اختیار کانپ گئی۔ ایکسٹو کی سرد اور کرخت آواز نے اسے واقعی طرح دہلا دیا تھا۔

"یس ۔ یس چیف ۔ سوری چیف"۔ جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا
"تم اس وقت کہاں سے بول رہی ہو"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔
"میں نے ان دونوں کو پہلے باہر جا کر تلاش کیا تھا ۔ پارکنگ
میں عمران کی کار دیکھ کر میں واپس ہوٹل میں آ گئی ۔ کاؤنٹر مین
جب میں نے مادام ماشاری کا نام بتایا تو اس نے مجھے اس کا روم نمبر
بتا دیا ۔ وہ لڑکی اس ہوٹل میں اپنے اصل نام سے ٹھہری ہوئی ہے ۔
چیف ۔ میں اس وقت اس کے کمرے سے بات کر رہی ہوں"۔ جولیا
نے جلدی سے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ۔ تم اس کے کمرے کی تلاشی لو میں صفدر
تمہارے پاس بھیجتا ہوں ۔ کوئی اہم بات سامنے آئے تو مجھے کال
کر لینا"۔ ایکسٹو نے کہا۔
"یس چیف"۔ جولیا نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو
گیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔
وہ اٹھی اور کمرے میں موجود چیزوں کا جائزہ لینے لگی اور پھر وہ وارڈ
روب کی جانب بڑھ گئی ۔ اس نے وارڈ روب کھولا تو اس میں
اسے ایک بیگ کے ساتھ ایک بریف کیس نظر آیا۔ جولیا نے بریف
کیس کو وارڈ روب سے نکالا اور اسے لے کر بیڈ پر آ گئی ۔ بریف کیس
کو بیڈ پر رکھ کر اس نے پرس سے ایک پنسل سائز کا قلم نکالا ۔ اس
قلم کی پشت پر اس نے انگوٹھے کا دباؤ ڈالا تو اس کے سرے سے ایک
باریک سی مڑی ہوئی پن نکل کر باہر آ گئی ۔ جولیا نے پن کو بریف

کیس کے لاک میں لگا کر گھمانا شروع کر دیا ۔ ہلکی سی کلک کی آواز
کے ساتھ ہی بریف کیس کا لاک کھل گیا ۔ جولیا نے پن نکال کر بیڈ
پر رکھ دی اور بریف کیس کو کھول لیا لیکن جیسے ہی اس نے بریف
کیس کھولا ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا ۔ بریف کیس سے سبز دھوئیں کا
بھبکا سا نکل کر جولیا کے چہرے سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے جولیا کو
یوں محسوس ہوا جیسے اس نے ناک، منہ اور گلے میں مرچیں سی بھر لی
ہوں ۔ اس نے ایک زور دار چھینک ماری اور پھر اچانک وہ لہرا کر
بیڈ کے نیچے گرتی چلی گئی ۔ اس کے ذہن پر اچانک تاریکی پھیل گئی
تھی ۔

ٹام ہاک نے کار سرسلطان کی کوٹھی کے گیٹ پر روکی تو گیٹ پر
کھڑا مسلح محافظ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ٹام ہاک کے ساتھ
ایک سیاہ رنگ کا لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا نوجوان تھا جس کا سر گنجا
تھا۔ ٹام ہاک نے گیٹ پر کھڑے محافظ کو اشارہ کر کے اپنے پاس
بلایا۔

" فرمائیے "۔ محافظ نے کار کے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ
شاید اس غیر ملکی کی وجاہت بھری شخصیت اور اس کار سے مرعوب ہو
گیا تھا۔

" صاحب ہیں "۔ ٹام ہاک نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔ صاحب ابھی ابھی آئے ہیں "۔ محافظ نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ میرا یہ کارڈ ان تک پہنچا دو "۔ ٹام ہاک نے جو

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر محافظ
کی جانب بڑھا دیا۔

" بہتر جناب "۔ محافظ نے کہا اور کارڈ لے کر گیٹ کی طرف واپس
چلا گیا۔ اس نے گیٹ کی سائیڈ میں موجود چھوٹا دروازہ کھولا اور اندر
چلا گیا۔

" بلیک "۔ محافظ جیسے ہی گیٹ کے اندر داخل ہوا ٹام ہاک نے
اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس "۔ کار میں سوار سیاہ فام گنجے نے جس کا نام بلیک تھا
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کار کا دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل آیا۔
اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے دور نزدیک کوئی آدمی دکھائی نہ دیا۔
اس نے جلدی سے جیب سے سیاہ رنگ کا پسٹل نکالا جس کے آگے
سائیلنسر فٹ تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے گیٹ کے کھلے ہوئے
چھوٹے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد بلیک
نے مین گیٹ کھول کر ٹام ہاک کو اوکے کا اشارہ کر دیا۔ اس کے
چہرے پر سفاکی اور درندگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ ٹام ہاک نے کار
سٹارٹ کی اور اندر لے جا کر پورچ میں کھڑی کر دی۔ بلیک نے
گیٹ بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ٹام ہاک کی طرف آگیا جو کار کا
انجن بند کر کے باہر نکل آیا تھا۔

" اندر چھ مسلح محافظ تھے ۔ میں نے ان سب کا خاتمہ کر دیا ہے
باس "۔ بلیک نے ٹام ہاک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھی طرح چیک کرنا تھا اور بھی محافظ ہو سکتے ہیں"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

"میں نے چاروں طرف دیکھ لیا ہے باس۔ ان کے سوا اور کو موجود نہیں ہے"۔ بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوٹھی کے دوسرے افراد اور ملازمین یقیناً اندر ہوں گے۔ ایکس بی کے دو تین فائر کر دو۔ اگر کسی اور طرف کوئی اور مسلح افر ہوئے تو وہ بے ہوش ہو جائیں گے"۔ ٹام ہاک نے کہا اور اس جیب سے ایک گیس ماسک نکالا اور اپنے چہرے پر چڑھا لیا۔ بلیک نے بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے گیس ماسک نکال کر منہ پر چڑھایا اور جیب سے ایک چھوٹی نال کا دوسرا پسٹل نکال کر اند کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کوٹھی کے اندر چاروں طرف فائر کئے پسٹل سے ایکس بی گیس کے کیپسول نکل کر گرے اور ہلکے ہلکے دھماکوں کے ساتھ پھٹ گئے۔

"کیا تم سر سلطان کو پہچانتے ہو"۔ گیس کیپسول فائر کر کے بلیک واپس آیا تو ٹام ہاک نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس۔ اے آر نے مجھے اس کی تصویر دکھائی تھی اور و میری جیب میں ہے"۔ بلیک نے کہا اور جیب سے سر سلطان کی تصویر نکال کر ٹام ہاک کو دکھا دی۔

"ٹھیک ہے۔ ان کمروں کو چیک کرو۔ سر سلطان جہاں موجو ہو اسے اٹھا کر کسی خالی کمرے میں پہنچا دو"۔ ٹام ہاک نے تحکمانہ

کہا تو بلیک نے اثبات میں سر ہلایا اور رہائشی عمارت کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ ٹام ہاک وہیں رک کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد بلیک واپس آگیا۔

"آیئے باس"۔ بلیک نے ٹام ہاک سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹام ہاک نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے گیس ماسک اتار کر کار میں ڈال دیا تھا۔ بلیک نے بھی اپنا گیس ماسک اتار دیا تھا۔ شاید ایکس بی گیس کا اثر ختم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انہیں زیادہ دیر گیس ماسک پہننے کی ضرورت نہیں تھی۔

بلیک ٹام ہاک کو ایک بڑے اور خوبصورت کمرے میں لے آیا۔ ڈرائنگ روم تھا۔ سامنے ایک کرسی پر ایک بوڑھا شخص موجود تھا جسے بلیک نے رسیوں سے باندھ دیا تھا اور اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا۔

"اسے باندھا کیوں ہے"۔ ٹام ہاک نے بلیک سے مخاطب ہو کر ناگواری سے پوچھا۔

"آپ اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے تھے باس اس لئے میں نے اسے باندھ دیا تاکہ یہ آپ کے سامنے کوئی غلط حرکت نہ کر سکے"۔ بلیک نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ بوڑھا میرے سامنے کیا حرکت کر سکتا ہے۔ کھولو اسے۔ ٹام ہاک کے سامنے پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں پھر اس بوڑھے کی کیا اوقات ہے"۔ ٹام ہاک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ بلیک نے فرمانبردار بچے کی طرح اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر سرسلطان کو کھولنے لگا۔
"اسے ہوش میں لاؤ"۔ ٹام ہاک نے کہا تو بلیک نے اثبات میں
سرہلاتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن
کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ سرسلطان کی ناک سے لگا دیا۔ چند
لمحوں کے بعد سرسلطان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ دوسرے ہی
لمحے انہوں نے ایک زوردار چھینک ماری اور پھر ہوش میں آتے چلے
گئے۔ خود کو سٹنگ روم میں اور اجنبیوں کے درمیان پا کر وہ بے
اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کون ہو تم اور میں یہاں کیسے آگیا۔ میں تو اپنی
فیملی کے ساتھ ڈائننگ روم میں کھانا کھا رہا تھا"۔ سرسلطان نے تیز
لہجے میں کہا اور تیزی سے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک
خوبصورت نوجوان اور دوسرے سیاہ فام کو دیکھ کر ان کی آنکھوں
میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے پناہ غصہ بھی تھا۔

"بیٹھ جاؤ سرسلطان"۔ خوبصورت نوجوان نے بڑے تحمل
بھرے لہجے میں سرسلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کون ہو اور اس طرح میری کوٹھی میں تمہارے آنے کا
مقصد کیا ہے۔ سلمان، کامران، اسد"۔ سرسلطان نے اس کی جانب
غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور زور زور سے کوٹھی کے
محافظوں کو پکارنے لگے۔ ٹام ہاک سرسلطان کے سامنے تھا جبکہ
بلیک دونوں ہاتھ باندھ کر ٹانگیں پھیلائے بڑے خطرناک انداز

میں سرسلطان کے پیچھے کھڑا تھا جیسے اگر سرسلطان نے کوئی بھی غلط
حرکت کرنے کی کوشش کی تو وہ ان کی گردن دبوچ لے گا۔

"اگر یہ نام تمہارے مسلح محافظوں کے ہیں تو انہیں پکارنے کا
کوئی فائدہ نہیں۔ میرے ساتھی نے ان سب کا خاتمہ کر دیا ہے"۔
ٹام ہاک نے کہا جبکہ اس کی بات سن کر سرسلطان بری طرح اچھل
پڑے تھے۔

"خاتمہ کر دیا ہے۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیوں خاتمہ کر دیا ہے تم
نے ان کا۔ تم۔ تم"۔ سرسلطان نے بوکھلائی ہوئی نظروں سے پہلے
ٹام ہاک اور پھر بدشکل سیاہ فام کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جس کے
چہرے پر سفاکی اور درندگی چھائی ہوئی تھی۔

"اس نے میرے حکم پر تمہارے محافظوں کو ہلاک کیا تھا۔ ابھی
تو میں نے تمہارے محافظوں کو ہلاک کرایا ہے لیکن تمہارے گھر
کے افراد اور تمہارے دوسرے ملازم ابھی زندہ ہیں۔ میں نے باقی
سب کو تم سمیت بے ہوش کرنے والی گیس سے بے ہوش کیا تھا۔
اگر تم چاہتے ہو کہ تم اور تمہارے گھر کے افراد زندہ رہیں تو خاموشی
سے بیٹھ جاؤ"۔ ٹام ہاک نے سفاکی سے کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر سرد
تھا کہ سرسلطان جیسے انسان بھی کانپ کر رہ گئے تھے اور پھر جیسے بے
جان بت کی طرح کرسی پر گر گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر تم ہو کون اور مجھ سے کیا چاہتے ہو"۔ سرسلطان
نے ٹام ہاک کی جانب سراسیمہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم کون ہیں تمہیں یہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم سے کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دے دیئے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں اور تمہارے گھر کے دوسرے افراد کو زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ دوسری صورت میں میرا یہ ساتھی تمہارے اہل خانہ اور تمہارے ٹکڑے کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرے گا"۔ ٹام ہاک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو"۔ ٹام ہاک کا سرد اور درندگی سے بھرپور لہجہ سن کر سرسلطان نے جیسے فوراً ہی ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کہاں ہیں"۔ ٹام ہاک نے سرسلطان کی جانب غور سے اور گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کون ہیں یہ لوگ۔ میں تو انہیں نہیں جانتا"۔ سرسلطان نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو سرسلطان۔ میرے سامنے اڑنے کی کوشش مت کرو۔ میں اس سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کی بات کر رہا ہوں جنہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران نے مل کر گرفتار کیا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے پاس زیرو لینڈ کے خلاف چند ایسے ثبوت ہیں جنہیں لے کر تم لوگ سنگ ہی، تھریسیا اور

اور کرنل بلیک کو عالمی عدالت میں لے جانے کا سوچ رہے ہو۔ میں ان ثبوتوں سمیت ان لوگوں کی واپسی چاہتا ہوں"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

"اگر انہیں کسی کیس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا علی عمران نے گرفتار کیا تھا تو وہ اس وقت کسی جیل میں سڑ رہے ہوں گے۔ میرا ان سے کیا تعلق۔ تم ان کے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو"۔ سرسلطان نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے الجھ کر کہا۔

"میں نے وزیر جیل خانہ جات سے لے کر نیچے تک کے تمام اعلیٰ افسران اور جیلوں کو کھنگال لیا ہے مگر ان کے ریکارڈ میں اور کسی جیل میں وہ تینوں موجود نہیں ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ تینوں ابھی تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہیں۔ ان تینوں کو کہاں رکھا گیا ہے یہ تم مجھے بتاؤ گے کیونکہ میری معلومات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے انڈر کام کرتی ہے۔ اس کے علاوہ علی عمران کا ملنا جلنا سب سے زیادہ تمہارے ساتھ ہے اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو عالمی عدالت میں لے جانے کا پرپوزل لے کر تم پاکیشیا کے صدر کے پاس گئے تھے اور اس سلسلے میں جتنی بھی کارروائی ہو رہی ہے اس کی ذمہ داری تم نے لے رکھی ہے اور تم اپنی طرف سے صدر اور وزیراعظم کو پریس کر رہے ہو کہ انہیں جلد

سے جلد عالمی عدالت میں پہنچانے کے احکامات پر دستخط کر د
چاہئیں۔

اس لئے تمہیں یقینی طور پر اس بات کی بھی خبر ہو گی کہ پاکی
سیکرٹ سروس نے ان تینوں کو کہاں قید کر رکھا ہے۔ اب
فیصلہ کر لو کہ تم مجھے اس جگہ کے بارے میں بتاؤ گے یا میں ا
جلاد ساتھی کو حکم دوں کہ وہ تمہارے گھر کے باقی افراد کو ختم
دے"۔ آخری جملہ کہتے ہوئے ٹام ہاک کے لہجے میں بے پناہ سفا
تھی جبکہ اس کی باتیں سن کر سر سلطان کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد
گیا تھا۔

"تم نے جو باتیں بتائی ہیں وہ حرف بہ حرف صحیح ہیں مگر
حقیقت ہے کہ میں واقعی اس جگہ کے بارے میں نہیں جانتا جہا
سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے ان تینوں کو قید کر رکھا ہے"
سر سلطان نے کہا۔

"ایک بار پھر سوچ لو سر سلطان میں تم سے بہت نرم لہجے م
بات کر رہا ہوں"۔ ٹام ہاک نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ اس کا لہجہ سن کر سر سلطان ۔
کانپتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ایکسٹو کہاں ہے"۔ ٹام ہاک نے چند لمحے سر سلطان
جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس کے بارے میں تو ا

ملک کے صدر اور وزیراعظم بھی نہیں جانتے۔ میں بھلا تمہیں کیسے بتا
سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے"۔ سر سلطان نے جلدی سے کہا۔

"پہلے تم نے جو کہا تھا وہ واقعی سچ تھا لیکن ایکسٹو کے سلسلے میں
تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اس بار تمہارے لہجے میں جھوٹ کا عنصر
موجود ہے"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

"میں تم سے جھوٹ نہیں بول رہا"۔ سر سلطان نے کہا۔

"کیا عمران ایکسٹو کو جانتا ہے"۔ ٹام ہاک نے پوچھا۔

"عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام ضرور کرتا ہے لیکن ایکسٹو کی
حقیقت سے وہ واقف ہو یہ ناممکن ہے"۔ سر سلطان نے اپنے لہجے
میں خود اعتمادی پیدا کرتے ہوئے کہا۔ عمران کا نام سن کر ان کے
ذہن میں جیسے زندگی کی لہریں دوڑ گئی تھیں۔

"کیا عمران یہ جانتا ہو گا کہ ایکسٹو نے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل
بلیک کو کہاں رکھا ہے"۔ ٹام ہاک نے بدستور سر سلطان کی جانب
تیز اور گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ضروری نہیں ہے۔ سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک عام مجرم
نہیں ہیں۔ انہیں بین الاقوامی عدالتوں میں پہنچانے کی ذمہ داری
خود ایکسٹو نے اٹھا رکھی ہے اس لئے اس سلسلے میں وہ عمران یا
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر پر شاید ہی بھروسہ کرے"۔
سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو سے رابطہ کرنے کا تمہارے پاس کیا ذریعہ ہے"۔ ٹام

ہاک نے پوچھا۔

" میرے پاس ایکسٹو سے رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ جب اسے ضرورت ہوتی ہے وہ خود ہی فون پر مجھ سے بات کر لیتا ہے"۔ سرسلطان نے کہا۔

" سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کے جرائم کے ثبوت تمہارے پاس ہیں اور جن کی بنیاد پر تم زیرولینڈ کو بدنام کرنا چاہتے ہو۔ وہ کہاں ہیں"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

" میں نے تمام ڈاکومنٹس صدر صاحب کے ریکارڈ میں جمع کرا دیئے ہیں۔ اس قدر اہم کاغذات میں بھلا اپنے پاس کیسے رکھ سکتا ہوں"۔ سرسلطان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے تم میرے لئے قطعی بے کار آدمی ثابت ہوئے ہو"۔ ٹام ہاک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ سرسلطان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" کیا تم مجھے کوئی ایسی ٹپ بھی نہیں دے سکتے جہاں سے معلوم ہو سکے کہ وہ تینوں کہاں ہیں"۔ ٹام ہاک نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

" ٹپ۔ ہاں۔ ایک شخص ایسا ہے جو اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکتا ہے"۔ سرسلطان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو ٹام ہاک بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کون ہے وہ۔ بتاؤ"۔ ٹام ہاک نے جلدی سے کہا۔

"جوزف"۔ سرسلطان نے جواب دیا۔

"جوزف۔ یہ جوزف کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ اس کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایکسٹو نے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو کہاں قید کر رکھا ہے"۔ ٹام ہاک نے جلدی سے کہا۔

"جوزف تمہارے اس آدمی کی طرح ایک سیاہ فام ہے۔ وہ بظاہر تو عمران کا ساتھی ہے مگر حقیقت میں اس کا تعلق ایکسٹو کے ساتھ ہے۔ ایکسٹو نے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو جہاں بھی پہنچایا ہوگا اس کے لئے اس نے یقینی طور پر جوزف کی ہی مدد لی ہو گی۔ ان تینوں خطرناک مجرموں کی حفاظت جوزف جیسا انسان ہی کر سکتا ہے"۔ سرسلطان نے کہا۔

"گڈ۔ اس کا پتہ بتاؤ۔ میں اس کا حلق چیر کر اس سے اگلوا لوں گا"۔ ٹام ہاک نے کہا تو سرسلطان چند لمحے سوچتے رہے جیسے یاد کر رہے ہوں کہ جوزف کہاں رہتا ہے۔ پھر انہوں نے ٹام ہاک کو رانا ہاؤس کا پتہ بتا دیا۔

"کیا جوزف وہیں رہتا ہے"۔ ٹام ہاک نے پوچھا۔

"ہاں"۔ سرسلطان نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے جوزف کا حلیہ بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ جس جگہ وہ رہتا ہے اس کے ساتھ اور کون کون رہتا ہے"۔ ٹام ہاک نے پوچھا۔

"جوزف وہاں اکیلا رہتا ہے"۔ سرسلطان نے کہا اور پھر وہ اسے

جوزف کا حلیہ بتانے لگے۔

"تھینک یو۔ تم نے مجھے جوزف کی ٹپ دے کر اپنی موت آپ بنا لی ہے۔ اب تم چھٹی کرو"۔ ٹام ہاک نے اچانک بدلے ہو لہجے میں کہا تو سر سلطان چونک اٹھے۔

"کک۔ کیا مطلب"۔ سر سلطان نے یکلخت گھبرائے ہوئے میں کہا۔ ٹام ہاک نے سر سلطان کی بات کا جواب دینے کی بجا اچانک جیب سے ایک پسٹل نکال لیا۔ اس سے پہلے کہ سر سلطان کہتے ٹام ہاک کے پسٹل سے یکے بعد دیگرے ٹھک ٹھک کی آواز ساتھ ہی شعلے نکلے اور سر سلطان کے سینے میں گم ہوتے چلے گئے۔ ا سے پہلے کہ سر سلطان کے حلق سے نکلنے والی چیخیں گونج اٹھتیں کے پیچھے موجود بلیک نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر ان منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ سر سلطان اس کے ہاتھوں میں چند لمحے بری ط تڑپتے رہے اور پھر ان کے اعصاب ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ ان کے سے خون فواروں کی طرح ابل رہا تھا۔

"چلو"۔ ٹام ہاک نے پسٹل جیب میں رکھتے ہوئے بلیک سے تو بلیک نے سر سلطان کا منہ چھوڑا اور پھر وہ دونوں نہایت اطمی بھرے انداز میں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران کو گیٹ پر دیکھ کر دانش منزل کے کنٹرول روم میں بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ چند لمحوں کے بعد عمران کنٹرول روم میں داخل ہو رہا تھا۔ جیسے ہی عمران کنٹرول روم میں داخل ہوا بلیک زیرو حسب عادت اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے چہرے پر اس وقت گھمبیر سنجیدگی طاری تھی اور اس کی آنکھوں میں ن کی گہری پرچھائیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

"آپ ہوٹل التاج کے ہال سے اس لڑکی کے ساتھ کہاں غائب ہو گئے تھے"۔ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں لڑکی کے ساتھ نہیں بلکہ لڑکی مجھے لے کر غائب ہوئی تھی"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہی تو پوچھ رہا ہوں۔ کہاں غائب ہو گئے تھے آپ۔ جولیا بتا

رہی تھی کہ ہوٹل التاج کے ہال میں اچانک پراسرار تاریکی پھیل
تھی ۔ پھر جب وہاں روشنی ہوئی تو آپ اس لڑکی سمیت غائب ہو
تھے "۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پراسرار تاریکی سے تمہاری کیا مراد ہے "۔ عمران نے اس
بات سن کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جولیا بتا رہی تھی کہ اچانک ہال میں گہری تاریکی چھا گئی تھ
ہال کی نہ صرف تمام لائٹس آف ہو گئی تھیں بلکہ کھڑکیوں
دروازوں سے آنے والی روشنی بھی اس پراسرار تاریکی میں گم ہو
تھی "۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر عمران کو ساری تفصیل بتاتا چلا

" اوہ ۔ اسی وجہ سے مادام ماشاری مجھے وہاں سے آسانی کے ۔
نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گئی تھی ۔ اس کا مطلب ہے کہ
زیرو لینڈ سے یہاں پوری تیاری سے آئی ہے ۔ اس نے جو دعویٰ
ہے وہ بھی اس نے شاید زیرو لینڈ سے لائی ہوئی سائنسی ایجادات
بنیاد پر کیا ہے کیونکہ سائنسی ترقی میں واقعی ہر لحاظ سے زیرو لینڈ ہ
آگے ہے "۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" زیرو لینڈ ۔ اوہ ۔ کیا مادام ماشاری کا تعلق زیرو لینڈ سے ہے
آپ کس دعوے کی بات کر رہے ہیں ۔ کیا دعویٰ کیا ہے اس نے
بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ساری بات تفصیل سے بتا د

" اوہ ۔ چار قتل ۔ تو کیا وہ "۔ بلیک زیرو نے تشویش بھرے
میں کہا۔

ہاں ۔ وہ زیرو لینڈ کی ناگن ہے ۔ اس نے جس خود اعتمادی اور
اس انداز میں مجھے چیلنج کیا تھا اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعی
ا ۔ ہالاک ، ذہین اور انتہائی خطرناک ناگن ہے اور اس میں واقعی
اس قدر صلاحیتیں ہیں کہ وہ جو کہتی ہے اسے پورا کر سکے "۔ عمران
نے کہا۔

پراسرار صلاحیت ۔ آپ کہہ رہے تھے اس نے کسی پراسرار
صلاحیت کا بھی ذکر کیا تھا "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

صرف ذکر کیا تھا ۔ یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کس پراسرار صلاحیت
کی مالک ہے "۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

آپ کا کیا خیال ہے ۔ اس کے پاس ایسی کون سی صلاحیت ہو
سکتی ہے جس سے کام لے کر وہ ٹائٹ سکیورٹی میں ہونے کے باوجود
ان کو قتل کرنے میں کامیاب ہو سکے "۔ بلیک زیرو نے بدستور
تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

وہ جادوگری جانتی ہو گی اور کیا ہو سکتا ہے ۔ زیرو لینڈ جس قدر
سائنسی میدان میں ترقی کر چکا ہے اسے جادوگری ہی کہا جا سکتا ہے
اور پھر تم یہ کیوں بھولتے ہو کہ زیرو لینڈ کا ہر ایجنٹ اپنی مثال آپ
ہوتا ہے ۔ سنگ ہی ، تھریسیا ، کرنل بلیک اور بوغا یہ سب عجیب و
غریب صلاحیتوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ وہ سائنسی چیزیں
بھی استعمال کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا کے دوسرے
ایجنٹوں سے زیادہ خطرناک ، تیز اور حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک

کہلاتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا
"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تھریسیا اندھیروں کی شہزادی کہلا
ہے۔ سنگ ہی مارشل آرٹس کے ساتھ ساتھ دنیا کے لڑنے کے تقر
تمام گر جانتا ہے۔ فنچ بندر کا روپ دھارنے میں اپنا ثانی نہیں رکھ
اور بوغا جو نجانے کس طرح اپنا قد گھٹا اور بڑھا لیتا ہے۔ واقعی ان
یہ صلاحیتیں جادوگروں کی سی حیثیت رکھتی ہیں"۔ بلیک زیرو نے
تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"جو بھی ہو ہمیں ان سائنس دانوں کو مادام ماشاری کے ہاتھو
سے بچانا ہے۔ اس کے لئے ہمیں ان سائنس دانوں کو چاہے زمین
تہوں میں چھپانا پڑے چاہے انہیں خلا میں لے جانا پڑے یا انہیں
سمندر کی تہہ میں لے جا کر رکھنا پڑے۔ تم ممبران کو کال کرو او
انہیں ٹام ہاک کی تلاش پر لگا دو۔ ٹام ہاک کی تصویر یقیناً کمپیوٹر میں
ہو گی۔ میں سنگ ہی، تھریسیا، کرنل بلیک کے پاس جاتا ہوں۔ و
یقیناً مادام ماشاری کی پراسرار طاقت سے آگاہ ہوں گے۔ ایک بار پتہ
چل جائے کہ مادام ماشاری کس پراسرار طاقت کی مالکہ ہے تو پھر اس
کا شکار آسانی سے کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے
اثبات میں سرہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ بتا رہے تھے کہ مادام ماشاری نے چیلنج
کرنے کے بعد آپ کو دوبارہ اسی بڑے نگینے والی انگوٹھی سے بے
ہوش کر دیا تھا۔ وہ انگوٹھی کیا ہے۔ کیا وہ اس انگوٹھی کو تو اپنی

پراسرار طاقت نہیں کہہ رہی تھی جس کی وجہ سے ہر طرف پراسرار
تاریکی چھا جاتی ہے اور آپ نے کہا تھا کہ اس انگوٹھی کی وجہ سے آپ
کا جسم نہ صرف مفلوج ہو گیا تھا بلکہ آپ کا دل و دماغ پر بھی گہری
تاریکی چھا گئی تھی جسے روکنا آپ کے بس میں بھی نہیں رہا تھا"۔
بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ اس کی طرح اس کی انگوٹھی بھی پراسرار ہو"۔
عمران نے پرخیال انداز میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ انگوٹھی بھی شاید ان کی نئی ایجاد ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی
آنکھوں میں سوچ کی گہری پرچھائیاں تھیں۔

"عمران صاحب آپ نے یہ تو بتایا نہیں کہ جب آپ کو ہوش آیا
تھا تو آپ کہاں تھے۔ میرا مطلب ہے مادام ماشاری آپ کو کہاں لے
گئی تھی"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مادام ماشاری مجھے کہاں لے گئی تھی یہ میں بھی نہیں جانتا۔ مجھے
ہوش آیا تو میں ہوٹل التاج کی پارکنگ میں موجود اپنی کار میں تھا۔
جس طرح مادام ماشاری مجھے وہاں سے نکال کر لے گئی تھی اسی طرح
اس نے مجھے بے ہوشی کے عالم میں واپس پہنچا دیا تھا"۔ عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو
نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے صفدر کی آوا
سنائی دی۔ اس کے لہجے میں قدرے پریشانی کا عنصر تھا۔ بلیک زیر
نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے صفدر کی آواز عمران
بھی سنائی دے رہی تھی۔

"یس صفدر۔ کیا رپورٹ ہے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"چیف۔ میں ہوٹل التاج کی سکس فلور کمرہ نمبر چار سو نو سے
بول رہا ہوں۔ آپ کے حکم کے مطابق میں مس جولیا کی مدد کے لئے
فوراً پہنچ گیا تھا۔ جب میں یہاں پہنچا تو میں سیدھا اوپر آ گیا۔ کمرہ نمبر
چار سو نو کے پاس آکر میں کچھ دیر سن گن لیتا رہا مگر اندر سے مجھے
کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ دروازہ لاکڈ تھا۔ میں نے دستک
دی مگر اندر سے مس جولیا نے دروازہ نہیں کھولا۔ پہلے میں یہی سمجھا
تھا کہ شاید مس جولیا کمرے کی تلاشی لے کر دروازے کو لاک کر کے
باہر نکل گئی ہیں پھر میں نے ماسٹر کی سے کمرے کا دروازہ کھولا تو
کمرے میں فرش پر مس جولیا بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ کمرے میں
ہوٹل کے سامان کے سوا کوئی دوسرا سامان موجود نہیں تھا۔ میں نے
مس جولیا کو ہوش میں لانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر انہیں کسی
طرح ہوش نہیں آ رہا۔ ان کے چہرے کا رنگ ہلکا ہلکا سبزی مائل ہو
رہا ہے جبکہ ان کے ہاتھ پیر بالکل نارمل ہیں۔ میں نے ان کی نبض
بھی چیک کی تھی وہ بھی نارمل ہے مگر"۔ صفدر کہتا چلا گیا تو اس کی
بات سن کر عمران چونک پڑا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے آگے بڑھ

بلیک زیرو کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"کیا جولیا کا رنگ اس کی گردن تک سبز ہے"۔ عمران نے
پوچھا۔

"یس چیف"۔ دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیا۔

"اس کے کان چیک کئے ہیں تم نے۔ ان کا رنگ بھی سبز ہے یا
وہ نارمل ہیں"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو حیرت بھری
نظروں سے عمران کی جانب دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر اسے
چٹانوں کی سی سختی اور پریشانی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"کان۔ نہیں چیف۔ میرا خیال ہے کہ ان کے کانوں کا رنگ
نارمل ہے۔ وہ سبز نہیں ہیں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"مجھے اپنا خیال مت بتاؤ۔ جاؤ دیکھو اور کنفرم کرو اور اس کی
ناخن بھی چیک کرو"۔ عمران نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ
دوسری طرف لائن پر موجود صفدر تو ایک طرف عمران کے قریب
موجود بلیک زیرو بھی ایک لمحے کے لئے کانپ اٹھا تھا۔ اس نے
عمران کو اس قدر غضبناک اور پریشان بہت کم دیکھا تھا۔

"یس۔ یس چیف۔ مم۔ میں دیکھتا ہوں"۔ صفدر نے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے شاید رسیور میز پر رکھ دیا۔
رسیور سے اس کے قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران رسیور
کان سے لگائے پریشانی کے عالم میں ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"یس سر۔ مس جولیا کے کانوں کی لوئیں بھی گرین ہو رہی ہیں

البتہ ان کے کان کے اوپر والے حصے نارمل ہیں اور مس جولیا
آنکھوں کا رنگ بھی بدلا ہوا ہے"۔ صفدر کی پریشانی سے بھرپور آواز
سنائی دی تو عمران نے ہونٹ اور زیادہ بھینچ لئے۔

"اوہ۔ تم جولیا کو لے کر فوراً رانا ہاؤس پہنچو۔ میں عمران کو وہاں
بھیج رہا ہوں۔ جلدی کرو"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور
کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید پریشانی کی جھلکیاں نظر آ
رہی تھیں۔

"کیا ہوا"۔ بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر شدید پریشانی
دیکھ کر پوچھا۔

"جولیا پر گرین وائرس کا حملہ ہوا ہے۔ اگر اس کا جلد سے جلد
علاج نہ کیا گیا تو اس کا جسم گل سڑ کر موم کی طرح پگھل جائے گا"۔
عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"گرین وائرس۔ یہ کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے بدحواسی کے عالم
میں پوچھا۔

"بعد میں بتاؤں گا۔ تم دوسرے ممبران کو مادام ماشاری اور ٹام
ہاک کی تلاش میں لگا دو۔ جولیا کو اس وقت میری اشد ضرورت
ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے آپریشنل روم سے باہر
نکلتا چلا گیا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔

مادام ماشاری نے سگریٹ سلگایا اور اس کے کش لے کر منہ
سے دھوئیں کے مرغولے اڑانے لگی۔ وہ اس وقت ایک نہایت
خوبصورت اور قیمتی ساز و سامان سے آراستہ کمرے میں موجود تھی اور
ایک میز کے سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے میز پر
جدید طرز کا ٹرانسمیٹر پڑا تھا جو آف تھا۔ مادام ماشاری کا انتظار ایسا تھا
جیسے وہ کسی ٹرانسمیٹر کال کا انتظار کر رہی ہو۔

"ہونہہ۔ یہ مارکل کہاں مر گیا۔ کال کیوں نہیں کر رہا مجھے"۔
مادام ماشاری نے سگریٹ پیتے ہوئے پریشانی کے عالم میں سر جھٹک
کر کہا۔ اس نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر لگے کئی
رنگدار بلب روشن ہو گئے اور سپارک کرنے لگے۔ ساتھ ہی ٹرانسمیٹر
سے نہایت مترنم موسیقی کی آواز نکلنے لگی۔ ٹرانسمیٹر کو آن ہوتے
دیکھ کر مادام ماشاری نے سگریٹ ایش ٹرے میں پھینکا اور ہاتھ بڑھا

کر جلدی سے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مارکل سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے ایک مرد مگر تیز آواز سنائی دی۔

"یس۔ زیرو ون ون اٹنڈنگ یو"۔ مادام ماشاری نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں زہریلی ناگن کی سی پھنکار تھی۔ ٹرانسمیٹر جدید اور نئی ساخت کا تھا اور اس میں سپیکر اور مائیک چونکہ ایک ساتھ منسلک تھے اس لئے اس میں بار بار اوور کہنے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی تھی۔

"مادام۔ میں مارکل بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مجھے معلوم ہے احمق۔ کام کے بارے میں بتاؤ اور تم نے کال کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے"۔ مادام ماشاری نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کا سارا کام مکمل کر لیا ہے مادام۔ آپ نے جس وقت ایس ایم ایس کیا تھا اس وقت میں راستے میں تھا۔ ٹھکانے پر پہنچنے میں مجھے کافی وقت لگ گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو کال کرنے میں تاخیر ہو گئی"۔ دوسری طرف سے مارکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ سپر سکس ون تم نے ان لوگوں تک کس طرح پہنچائے ہیں۔ تفصیل بتاؤ"۔ مادام ماشاری نے سر جھٹکتے ہوئے اپنے

مخصوص لہجے میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے جن چار افراد کی لسٹ فراہم کی تھی ان میں تین افراد تو مجھے اپنی رہائش گاہوں میں ہی مل گئے تھے۔ میں ان تینوں سے خود جا کر ملا تھا۔ میرے پاس انٹرنیشنل ڈگریوں سے بھرے ہوئے سپیشل کارڈز تھے جن کو دیکھ کر وہ لوگ خاصے مرعوب ہو گئے تھے اور انہوں نے مجھ سے ملنے میں کوئی عار نہیں سمجھا تھا۔ ان تینوں کے جسموں میں، میں نے سپر سکس ون نیڈل تھرو گن سے فائر کر دیئے تھے۔ باقی ایک کے جسم میں مجھے سپر سکس ون پہنچانے کے لئے خاصی دقت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ وہ شخص لیبارٹری میں مصروف تھا جس تک سپر سکس ون پہنچانے کے لئے اس کے ایک اسسٹنٹ کو مجھے بھاری رقم دینا پڑی تھی۔ اس نے کامیابی کی رپورٹ دے دی ہے۔ اس نے چوتھے آدمی کے جسم میں کھانے کے ذریعے سپر سکس ون داخل کر دیا تھا۔ جی ایس ڈی مشین کے چاروں مانیٹر آن ہو چکے ہیں جن میں، میں نے خود ان فور ٹارگٹس کو دیکھ لیا ہے۔ میں نے اس مشین کا سارا ڈیٹا آپ کے سپیشل سپر ہائی کمپیوٹر میں منتقل کر دیا ہے۔ آپ ان فور ٹارگٹس کو آسانی سے اپنے کمپیوٹر میں چیک کر سکتی ہیں۔ ان سب کے میں نے سپیشل کوڈ بنائے ہیں۔ آپ ان کوڈ کو نوٹ کر لیں"۔ مارکل نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو مادام ماشاری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک قلم اور کاغذ پیڈ نکال لیا۔

"کوڈ نوٹ کراؤ"۔ مادام ماشاری نے پیڈ میز پر رکھتے ہوئے کہا
مارکل اسے کوڈ نوٹ کرانے لگا۔
"گڈ۔ تمہارے باقی آدمی کہاں ہیں"۔ کوڈ نوٹ کرنے کے
مادام ماشاری نے مارکل سے کہا۔
"وہ اپنے مخصوص ٹھکانے پر موجود ہیں مادام۔ وہ اس وقت تک
وہیں رہیں گے جب تک میں یا آپ انہیں کال کر کے باہر نہ
بلاتے"۔ مارکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ تم بھی اسی ٹھکانے پر چلے جاؤ۔ ضرورت پڑنے
میں تمہیں خود کال کر لوں گی"۔ مادام ماشاری نے کہا۔ اس کا
تحکمانہ تھا۔

"اوکے مادام"۔ مارکل نے مؤدب لہجے میں جواب دیا۔
"اوکے"۔ مادام ماشاری نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانس
کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔
"لو عمران۔ اب تم ان فور ٹارگٹس کو لے جا کر کہیں بھی
دو ان کے گرد لاکھ پہرے بٹھا دو یا ان کو جس قدر چاہے سائنٹ
انتظامات، آلات کی حفاظت میں دے دو مگر تم ان میں سے ک
ایک کو بھی میرے ہاتھوں مرنے سے نہیں بچا سکو گے۔ فور ٹارگٹ
کے بعد آخری نمبر تمہارا ہو گا۔ میں تمہارا لاسٹ مرڈر کروں گی
میری زندگی کا سب سے بڑا اور اہم مرڈر ہو گا۔
تمہیں ہلاک کر کے میں ساری دنیا بلکہ زیرو لینڈ پر بھی ثابت

دوں گی کہ شی تارا دنیا کی سب سے عظیم، طاقتور، ذہین اور فعال
لیڈی ایجنٹ ہے جس کا سامنا کرنے اور مقابلہ کرنے والا
انسان اس کرۂ ارض پر کوئی نہیں ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے۔
اس ناقابل شکست علی عمران کو شکست کیسے دی جا سکتی ہے یہ
میں دنیا کو بتاؤں گی۔ مادام ماشاری جو اصل میں شی تارا تھی، نے
خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فخر و انبساط کے آثار نظر
آ رہے تھے۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے میز کا ایک کونہ دبایا
تو میز کے درمیان ایک خانہ کھلتا چلا گیا اور میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اس
خانے میں اترتا چلا گیا۔ جیسے ہی ٹرانسمیٹر خانے میں اترا میز کی سطح
برابر ہو گئی۔ شی تارا اٹھی اور کرسی گھسیٹ کر میز کے پیچھے سے باہر آ
گئی۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے پیڈ سے کاغذ پھاڑ لیا تھا جس پر
مارکل نے اسے کچھ کوڈز نوٹ کروائے تھے۔ وہ کمرے کی ایک دیوار
کی جانب بڑھی۔ اس دیوار کے پاس ایک بڑی سی آہنی الماری موجود
تھی۔

شی تارا نے الماری کے پٹ کھولے تو الماری بالکل خالی تھی۔ شی
تارا نے ایک خفیہ حصے میں ہاتھ ڈال کر ایک بٹن پریس کیا تو
اچانک الماری کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور الماری جیسے پیچھے دیوار میں
دھنستی چلی گئی۔ دیوار کے اندر جاتے ہی وہ دائیں سائیڈ میں ہو گئی اور
دیوار میں ایک بڑا سا خلا نظر آنے لگا۔ سامنے ایک طویل راہداری
تھی۔ شی تارا اندر چلی گئی۔ جیسے ہی وہ دوسری طرف راہداری میں

آئی الماری پھر حرکت میں آئی اور سائیڈ کی دیوار سے نکل کر اس خ
میں سرکتی چلی گئی اور خلا غائب ہو گیا۔

شی تارا راہداری میں آگے بڑھی اور وہاں سائیڈوں میں موجو
تین کمرے چھوڑ کر چوتھے کمرے کے دروازے پر آ کر رک گئی۔ اس
نے دروازے پر رک کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی
اچانک دروازے پر ایک چھوٹا سا خانہ کھلا۔ اس خانے میں سے ز
رنگ کی روشنی سی نکل کر ایک لمحہ کے لئے شی تارا کے چہرے پر پڑ
اور اس کے ساتھ ہی دروازے کا وہ خانہ بند ہو گیا۔ خانے کے ب
ہوتے ہی کلک کی آواز کے ساتھ نہ صرف دروازے کا لاک کھل گ
بلکہ دروازہ بھی خود بخود کھلتا چلا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی شی تارا اندر چلی گئی۔ وہ ایک بہت بڑا ہال نما ک
تھا جو سائنسی آلات اور سامان سے بھرا ہوا تھا۔ دیواروں کے پا
بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ شی تارا ایک بڑی مشین کی طرف
بڑھتی چلی گئی جس پر کئی سکرینیں نصب تھیں۔ مشین بالکل آف
تھی۔

شی تارا نے اس مشین کے چند بٹن پریس کئے تو جیسے مشین م
زندگی کی لہر سی دوڑتی چلی گئی۔ شی تارا مشین کے قریب پڑی ایک
کرسی پر بیٹھ گئی اور مشین پر لگے مختلف بٹن دباتی ہوئی ڈائل گھما
لگی۔ مشین پر نصب چار سکرینیں آن ہو گئی تھیں جن کے رنگ
تھے۔ ان سکرینوں پر شہد کی مکھیوں کے چھتوں جیسے سینکڑو

خانے نظر آ رہے تھے جن کا رنگ سفید تھا۔ ان خانوں میں سرخ
رنگ کی روشنی کا ایک نقطہ سا حرکت کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔
چار سکرینوں پر ایک جیسا ایک ایک نقطہ موجود تھا جو سکرینوں کی
مختلف پوزیشنوں پر نظر آ رہا تھا اور متحرک تھا۔

"گڈ شو۔ سر سکس ون آن ہیں۔ گڈ شو مارکل۔ رئیلی گڈ شو۔
تم واقعی کام کے آدمی ہو"۔ شی تارا نے مارکل کی تعریف کرتے ہوئے
کہا۔ اس نے مشین کا ایک اور بٹن دبایا تو مشین پر لگی پانچویں
سکرین پر بھی شہد کی مکھیوں کے چھتوں جیسے خانے پھیلتے چلے گئے
اور ان خانوں پر بھی ایک سرخ رنگ کا نقطہ حرکت کرتے ہوئے نظر
آنے لگا۔ وہ نقطہ خانوں میں سیدھا ایک طرف بڑھ رہا تھا۔

"عمران کہاں جا رہا ہے"۔ شی تارا نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔ اس نے جلدی سے چند بٹن پریس کئے اور دوسرے ہاتھ سے
ایک ڈائل کو گھمانے لگی۔ اسی لمحے مشین کے ایک حصے سے اسے
ایک کار کے انجن کی آواز کے ساتھ دوسری بہت سی کاروں کی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔ کار کے انجن کی آواز اس قدر تیز تھی جیسے کار چلانے
والا کار کو فل سپڈ پر چلا رہا ہو۔

"عمران کار کو اس قدر تیزی سے کیوں چلا رہا ہے اور جا کہاں
رہا ہے"۔ شی تارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک اور
بٹن دبایا تو نقطے کے گرد خانوں میں ایک سرخ پٹی سی بن گئی۔ اسی
لمحے اس سکرین پر ایک سڑک کا نام ابھر آیا۔ نقطہ جس جس طرف مڑ

رہا تھا سرخ پٹی پر سڑکوں کے نام بدلتے جا رہے تھے۔ پھر ایک نقطہ رک گیا اور سرخ پٹی پر ایک سڑک کا نام مسلسل سپارک شروع ہو گیا۔

"الگیشن روڈ"۔ شی تارا نے روڈ کا نام پڑھتے ہوئے کہا۔ اس جلدی سے چار بٹن اور پریس کئے تو سکرین پر جھماکے ہوئے اور یکلخت سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ اس منظر میں عمران سپورٹس کار میں نظر آرہا تھا جو سرخ رنگ کی تھی اور کار ایک بڑی قلعے نما عمارت کے گیٹ کے سامنے کھڑی تھی۔ عمران کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجا رہا تھا۔

"یہ جوزف کیا کر رہا ہے۔ گیٹ کیوں نہیں کھول رہا"۔ اچانک مشین سے عمران کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس نے دو تیز ہارن بجائے لیکن جب گیٹ نہ کھلا تو عمران جھلائے ہوئے انداز میں کار کا دروازہ کھول کر کار سے باہر آگیا اور بڑے غصیلے انداز میں گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

شی تارا غور سے عمران کی جانب دیکھ رہی تھی۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر عمران نے سائیڈ کی دیوار کے ایک حصے پر ہاتھ رکھ کر دبایا تو ایک اینٹ شی تارا کو دیوار کے اندر دھنستی ہوئی دکھائی دی۔ دوسرے لمحے گیٹ میں لگا ہوا ایک پٹ کھل گیا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مشین پسٹل نکالا اور پھر گیٹ کے کھلے ہوئے پٹ سے اندر چلا گیا۔

جیسے ہی عمران گیٹ کے اندر داخل ہوا کٹک کی آواز کے ساتھ ہی شی تارا نے عمران کے ہاتھ کو جھٹکا لگتے دیکھا اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔ ٹھیک اسی لمحے عمارت میں موجود مختلف حصوں سے مشین گن بردار نقاب پوش نکلے اور انہوں نے عمران کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اسی لمحے ایک برآمدے سے شی تارا نے ایک خوش پوش نوجوان کو عمران کی طرف آتے دیکھا۔ اس نوجوان کو دیکھ کر شی تارا بری طرح چونک پڑی۔

"ٹام ہاک۔ اوہ۔ تو عمران ٹام ہاک کے ٹھکانے تک پہنچ گیا۔ اوہ۔ مگر کیسے۔ عمران کو اتنی جلدی ٹام ہاک کے ٹھکانے کا کیسے پتہ چل گیا"۔ شی تارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سن کر شی تارا اسی طرح چونک پڑی تھی۔

"اوہ۔ اس وقت ہیڈ کوارٹر سے کال۔ کیا مسئلہ ہو سکتا ہے"۔ شی تارا نے کہا اور ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر تیزی سے ایک دوسری چھوٹی مگر جدید مشین کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

جوزف رانا ہاؤس میں گیٹ کے پاس ایک سٹول پر بیٹھا بڑ
اطمینان اور سکون سے معمول کے مطابق ایک افریقی گیت گا رہا تھ
یہ اس کا روز کا معمول بن گیا تھا ۔ عمران نے جب سے اسے شرا
پینے سے منع کیا تھا جوزف نے اس روز سے شراب کو ہاتھ بھی نہ
لگایا تھا ۔ شروع شروع میں شراب نہ ملنے پر اسے بے پناہ دقت
سامنا کرنا پڑا تھا مگر پھر اس نے خود کو سنبھال لیا تھا ۔ جب بھی ا
شراب کی طلب محسوس ہوتی تھی وہ ایسے ہی آنکھیں بند کر کے ا
کے جنگلوں کے قدیم گیت گانا شروع کر دیتا ۔ ان گیتوں میں
کے جنگلوں کی یادیں اور جنگل کے ماحول کا ذکر ہوتا تھا جن میں
کھو کر بے خود سا ہو جاتا تھا ۔ اس بے خودی میں نہ اسے شراب
ہوش رہتا تھا اور نہ کچھ کھانے پینے کا ۔
اس وقت بھی وہ لہک لہک کر قدیمی افریقی گیت گنگنا رہا تھ

ل بیل کی آواز سنائی دی مگر جوزف اپنی گنگناہٹ میں اس قدر
ست تھا کہ اسے جیسے کال بیل کی آواز ہی سنائی نہیں دے رہی تھی
ب کال بیل بجانے والے نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی
ر کال بیل مسلسل بجتی چلی گئی تو جوزف کے حلق سے نکلنے والی
از اس کے حلق میں ہی گھٹ گئی ۔
"کون ہو سکتا ہے اس وقت" ۔ اس کے منہ سے حیرت بھرے
یں نکلا ۔ وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا
۔ اس نے گیٹ پر لگی کھڑکی کھولی اور باہر جھانکنے لگا ۔ کھڑکی
تے ہی اس کی نظر ایک سانڈ کی طرح پلے ہوئے سیاہ فام پر پڑی تو
ری طرح چونک اٹھا ۔ اس کے دماغ میں یکلخت جیسے چیونٹیاں سی
گ گئی ہوں اور اس کی آنکھیں بے پناہ نفرت اور غصے سے پھیلتی
گئیں ۔
"تو شوا ۔ شنگار قبیلے کے سردار گوٹا کا بیٹا ۔ اوہ ۔ یہ یہاں کیا کر رہا
" ۔ جوزف کے منہ سے نکلا ۔ وہ تیزی سے چھوٹے دروازے کی
ف جھپٹا اور اس نے اس کا لاک کھول کر تیزی سے دروازہ کھول
۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اچانک باہر سے ایک لات چلی اور
کے عین سینے پر پڑی ۔ جوزف کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ
ل کر کئی فٹ پیچھے جا گرا ۔ اسی لمحے کھلے ہوئے دروازے سے وہی
یاہ فام اور چند نقاب پوش اندر گھس آئے ۔ سیاہ فام خالی ہاتھ
جبکہ سیاہ نقاب پوشوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں نظر آ رہی

تھیں ۔ ان کی تعداد چھ تھی ۔ انہوں نے بجلی کی سی تیزی کا مظا
کے گرے ہوئے جوزف کو گھیر لیا تھا اور مشین گنوں کا رخ ا
جانب کر دیا تھا ۔ اسی وقت دروازے سے ایک خوش پوش
نہایت خوبصورت نوجوان اندر آگیا۔

" تم کون ہو اور تم ۔ تم توشوا ۔ تم نے جوزف دی گر
لات چلائی ہے ۔ تم میرے دشمن قبیلے کے دشمن سردار کے بیٹے
یہاں کیسے آگئے" ۔ جوزف نے زمین سے اٹھتے ہوئے غضبناک
انتہائی نفرت بھری نظروں سے سیاہ فام بلیک کی جانب دیکھتے
کہا۔

" یہ توشوا نہیں بلیک ہے میرا ساتھی ۔ تم جوزف ہو" ۔
پوش نوجوان نے جوزف کے قریب آتے ہوئے کہا۔

" بلیک ۔ اوہ ۔ تو یہ افریقہ کے جنگلوں کے شنگار قبیلے کے
نگوٹا کا بیٹا توشوا نہیں ہے ۔ مگر" ۔ جوزف نے حیرت بھری نظرو
سیاہ فام کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ اس کا
ہاتھ سینے پر اس جگہ تھا جہاں سیاہ فام گنجے نے لات ماری تھی۔

" نہیں ۔ اس نے کبھی افریقہ کا رخ بھی نہیں کیا ۔ یہ گریٹ
میں ہی پلا بڑھا ہے" ۔ خوش پوش نے جو ٹام ہاک تھا جوزف
کسرتی جسم کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ۔ گو ا
ساتھی بلیک کسی بھی طرح جوزف کے ڈیل ڈول سے کم نہ ت
جوزف جسے عمران نے کسرت کروا کروا کر اس کے وجود کو چ
بنا دیا تھا کے سامنے بلیک کا وجود کچھ بھی نہیں تھا مگر اس کے
باوجود جوزف کو اس نے لات مار کر جس طرح زمین چاٹنے پر مجبور کر
دیا تھا اس سے جوزف کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ وہ خاصا زور دار اور
لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ طاقتور بھی
ہے۔

" تم لوگ کون ہو اور تمہارا اس طرح یہاں آنے کا کیا مقصد
ہے ۔ جوزف نے اچانک ایک خیال کے تحت ٹام ہاک کو تیز
نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" کیا یہیں کھڑے کھڑے باتیں کرو گے ۔ ہمیں اندر جا کر بیٹھنے
کے لئے نہیں کہو گے" ۔ ٹام ہاک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جوزف دی گریٹ ۔ باس اور باس کے مہمانوں کو عزت بخشتا
ہے ۔ تم لوگ جس انداز میں اندر آئے ہو اس سے صاف پتہ چلتا
ہے کہ تمہارے ارادے ٹھیک نہیں ہیں اس لئے تم جیسوں کو
عزت دینا جوزف اپنی توہین سمجھتا ہے" ۔ جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

" خوب ۔ بولنا بھی جانتے ہو" ۔ ٹام ہاک نے مسکراتے ہوئے کہا
اس کے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی۔

" اپنے بارے میں بتاؤ ۔ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو" ۔ جوزف
نے غصے سے سر جھٹکتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

" میرا نام ٹام ہاک ہے ۔ یہ بلیک ہے اور یہ سیاہ پوش میرے
ساتھی ہیں ۔ تم ہمیں موت کے نمائندے سمجھ لو" ۔ ٹام ہاک نے

کہا۔

"موت کے نمائندے۔ ہونہہ۔ اپنی آمد کا مقصد بتاؤ"۔ جوز
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ کینہ توز نظروں سے سیاہ فام بلیـ
کی جانب دیکھ رہا تھا جس نے اس پر حملہ کیا تھا۔ جوزف کا دل چاہ
تھا کہ وہ اس بدبخت سے بھڑ جائے اور اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر وا
پھینک دے جس کی شکل اس کے دشمن قبیلے کے سردار کے۔
توشوا سے ملتی تھی۔

"تم لوگ اندر جاؤ۔ اندر جا کر تلاشی لو اور جو نظر آئے اسے ہلاک
کر دو۔ میں اس سے بات کرتا ہوں"۔ ٹام ہاک نے جوزف کی با
کا جواب دینے کی بجائے مشین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا
نقاب پوشوں نے اثبات میں سر ہلائے اور تیزی سے اندرونی حصے
طرف بڑھتے چلے گئے۔

"رک جاؤ۔ تم جوزف دی گریٹ کی اجازت کے بغیر اندر نہ
جا سکتے"۔ جوزف نے انہیں رہائشی حصے کی طرف بڑھتے دیکھ کر ح
کے بل چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھا جیسے وہ ان کو پکڑ
روکنا چاہتا ہو لیکن اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا اچانک سیاہ
بلیک اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کے تیور بگڑے ہوئے تھے
اس کے چہرے پر بے پناہ سفاک پن اور درندگی نظر آ رہی تھی۔

"ہٹ جاؤ میرے سامنے سے۔ اور تم۔ تم اپنے آدمیوں کو ا
جانے سے روک دو ورنہ میں ان سب کو چیر کر رکھ دوں گا"۔ جوز

نے پہلے بلیک اور پھر مڑ کر ٹام ہاک سے مخاطب ہو کر پھاڑ کھانے
والے لہجے میں کہا۔

"بلیک"۔ ٹام ہاک نے جوزف کی بات ان سنی کرتے ہوئے
کہا۔

"یس باس"۔ بلیک نے مؤدب لہجے میں کہا۔

"جوزف دی گریٹ کو اپنی طاقت پر ضرورت سے زیادہ زعم
معلوم ہوتا ہے۔ کیا کہتے ہو"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

"یہ میرے سامنے حقیر چوہے کی سی حیثیت رکھتا ہے باس۔ اسے
تو میں اپنے پیروں تلے مسل سکتا ہوں"۔ بلیک نے غراہٹ بھرے
لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر جوزف کا چہرہ تانبے کی طرح تپ گیا
اور اس کی آنکھیں جیسے شعلے اگلنے لگیں۔

"حقیر چوہا۔ تم نے مجھے حقیر چوہا کہا ہے۔ جوزف دی گریٹ کو
جس نے افریقہ کے جنگلوں کے سینکڑوں شیروں اور ہاتھیوں کی
گردنیں اپنے ہاتھوں سے توڑی ہیں۔ وہ تمہارے سامنے حقیر چوہا ہے
یہ کہہ کر تم نے اپنی موت یقینی بنا لی ہے گنجے لنگور۔ اب تمہیں
میرے ہاتھوں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا"۔ جوزف نے حلق کے
بل چیختے ہوئے کہا۔ غصے کے مارے اس کے بازوؤں کی مچھلیاں
پھڑکنے لگی تھیں۔

"جن شیروں کی تم بات کر رہے ہو وہ مٹی کے بنے ہوئے
کھلونے ہوں گے"۔ بلیک نے طنز بھرے لہجے میں کہا اور اس کی

بات سن کر جوزف کا جسم غصے کی شدت سے یکلخت کانپنا شروع ہو گیا تھا۔ اس کے حلق سے زخمی درندوں جیسی غراہٹ نکلی تھی اور پھر جس طرح بجلی چمکتی ہے بالکل اسی طرح جوزف بلیک پر جھپٹ پڑا۔

جوزف نے اچانک اچھل کر دونوں ٹانگیں چلائی تھیں۔ بلیک نے اس کی ٹانگوں سے بچنے کے لئے دائیں طرف چھلانگ لگائی مگر یہیں وہ مار کھا گیا۔ جوزف نے اسے ڈاج دیا تھا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے زمین پر آیا اور اس نے دونوں ہاتھ بیک وقت گھما کر بلیک کے سینے پر مار دیئے۔ بلیک کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ بھاری بھرکم وجود ہونے کی وجہ سے وہ گرا تو نہیں مگر لڑکھڑا ضرور گیا تھا مگر اسی لمحے جوزف نے زمین پر گر کر لوٹ لگائی اور اپنی ایک ٹانگ بلیک کے پیروں پر مار دی۔ لڑکھڑاتے ہوئے بلیک کو ایک زبردست جھٹکا لگا اور وہ اس بار اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا جبکہ جوزف اسے گرتے دیکھ کر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"بلیک۔ اگر تم نے جوزف سے شکست کھائی تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا"۔ بلیک کو اس طرح گرتے دیکھ کر ٹام ہاک نے انتہائی خوفناک نظروں سے بلیک کو گھورتے ہوئے کہا۔

بلیک نے اپنے جسم کو پلٹا اور تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جوزف نے جس طرح اسے ڈاج دے کر گرایا تھا اس کی وجہ سے اس کا چہرہ غیض و غضب سے مزید سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں یکلخت یوں سرخ ہو گئی تھیں جیسے ان میں جسم کا سارا خون سمٹ آیا ہو۔

"اس نے مجھے دھوکے سے گرایا تھا باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ... کی گردن میں اپنے ہاتھوں سے توڑ کر دکھاؤں گا"۔ بلیک نے ... بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی اسے ہلاک نہیں کرنا۔ اس کا حال البتہ تم ایسا کر ... کہ یہ میرے سوالوں کے جواب دینے کے لئے آسانی سے تیار ہو ..."۔ ٹام ہاک نے کہا۔ اس کی بات سن کر جوزف چونک اٹھا ...

"... کیسے سوال"۔ اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے وہ ... سی تیزی سے ایک طرف ہو گیا ورنہ بلیک نے جس طرح ... آگے بڑھ کر اس کے جبڑوں پر مکا مارنے کی کوشش کی تھی اس ... یقینی طور پر جوزف کا جبڑا ٹوٹ سکتا تھا۔ جوزف نے نہایت ... پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ دبوچا اور اسے ایک زور دار ... دیتے ہوئے اپنی طرف کھینچا۔ بلیک جیسے ہی آگے بڑھا جوزف کا ... ہاتھ چلا اور بلیک کے سینے پر اس قدر زور دار مکے کی ضرب پڑی ... کسی بھی طرح اپنے حلق سے نکلنے والی چیخ نہ روک سکا۔ جوزف نے اس کا ہاتھ بدستور پکڑ رکھا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو تیزی سے ... اور بلیک کو یکلخت کسی بوری کی طرح اٹھا کر اپنی کمر پر لادتے ... نے اسے پورے زور سے اچھال دیا۔ بلیک، جوزف کے اوپر سے ... ہوا ایک دھماکے سے زمین پر جا گرا۔

"بلیک"۔ اسے زمین پر گرتا دیکھ کر ٹام ہاک حلق کے بل

غزایا۔

"ہونہہ۔ جوزف دی گریٹ کو چوہا کہہ رہا تھا۔ مجھے تو
بلکہ مچھر لگتا ہے"۔ جوزف نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ
اس کی بات سن کر بلیک یکلخت تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا۔
مارے اس کا رواں رواں لرز رہا تھا۔ وہ چند لمحے قہر بھری نظروں
جوزف کو گھورتا رہا اور پھر اس کے قریب آگیا۔ اس کی نظریں
پر جمی ہوئی تھیں جو مطمئن انداز میں کھڑا اس کی جانب مضحکہ
نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اسی لمحے اچانک بلیک نے جوزف پر چھلانگ لگا دی وہ
اڑتا ہوا جوزف کی طرف گیا تھا مگر جوزف اپنی جگہ تنا کھڑا رہا۔
کی دونوں ٹانگیں پوری قوت کے ساتھ جوزف کے سینے سے
تھیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ٹانگوں کی بھرپور ضرب کھا کر جوز
اچھل کر دور جا گرنا چاہئے تھا مگر اس نے اپنے قدم زمین پر جما کر
کو اس قدر سخت کر لیا تھا کہ طاقتور بلیک کی ٹانگیں سینے پر کھا کر
وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا جبکہ بلیک اسے ٹانگیں
خود ہی نیچے گر پڑا تھا۔

اس نے قلابازی کھاتے ہوئے خود کو جوزف سے پیچھے ہٹانے
کوشش کی مگر اسی لمحے جوزف نے لات گھما کر اس کی پسلیوں میں
دی۔ بلیک کا جسم رول ہوتا ہوا ایک بار پھر دور جا گرا۔ وہ ایک
پھر اٹھا اور انتہائی خونخوار انداز میں جوزف کی طرف بڑھا۔ جوزف

لفظوں میں حقارت تھی۔ بلیک نے آگے بڑھ کر اچانک جوزف کو
ڈاج دیا اور بجلی کی سی تیزی سے اس کے عقب میں آگیا۔ اس سے
پہلے کہ جوزف اس کی طرف گھومتا بلیک نے اچانک جوزف کو پیچھے
سے پکڑ لیا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوزف کی گردن کے گرد حائل کئے
تھے۔ جس انداز میں اس نے جوزف کی گردن پکڑی تھی یوں لگتا تھا
جیسے وہ اس کی گردن توڑ دے گا مگر اسی لمحے جوزف نے کمال پھرتی کا
مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جسم کو جھکایا اور پھر اس نے کسی ماہر
کرتب دکھانے والے کی طرح اپنے جسم کو جھکولا دیا اور بلیک کو
ایک بار پھر اپنے اوپر سے اچھال پھینکا۔ اس بار بلیک اس کے
قدموں کے قریب ہی گرا تھا۔

زمین پر گرتے ہی بلیک نے ٹانگیں چلائیں اور اس کے وزنی
جوتے پوری قوت سے جوزف کے گھٹنوں پر پڑے۔ تکلیف کی شدت
سے جوزف کا چہرہ بگڑ گیا۔ وہ لڑکھڑایا مگر اسی لمحے بلیک نے کسی ماہر
بازی گر کی طرح زمین پر ہاتھ لگاتے ہوئے دونوں ٹانگیں جوزف کے
پیٹ پر اس انداز میں ماریں کہ جوزف کسی بھی طرح خود کو گرنے
سے روک نہ سکا۔

"گڈ شو۔ بلیک گڈ شو"۔ ٹام ہاک نے جو خاموشی سے ان دو
دیوؤں کو لڑتے دیکھ رہا تھا بلیک کے وار کی تعریف کرتے ہوئے کہا
اس سے پہلے کہ جوزف زمین سے اٹھتا بلیک نے جو ٹام ہاک سے
اپنے لئے تعریفی کلمات سن کر خوش ہو گیا تھا ایک بار پھر قلابازی

کھائی اور فضا میں گھومتا ہوا عین جوزف کے سینے پر آیا۔ اس نے فضا میں ہی دونوں گھٹنے موڑ لئے تھے۔ وہ شاید دونوں گھٹنے جوزف کے سینے پر مارنا چاہتا تھا مگر جوزف بھلا آسانی سے اس کے داؤ میں کیسے آ سکتا تھا۔ اس نے نہ صرف ایک طرف کروٹ بدل کر تیزی سے خود کو بچایا بلکہ اس نے اپنی کمر کے بل زمین پر گھومتے ہوئے اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر پوری قوت سے بلیک کی پسلیوں میں ماری۔ بلیک کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔

ایک تو وہ ویسے ہی اپنے زور سے گھٹنوں کے بل زمین پر آ ٹکرایا تھا دوسرے جوزف کی پسلیوں پر پڑنے والی ٹانگ نے کام کر دکھایا تھا۔ وہ زمین پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگا۔ جوزف تیزی سے اٹھا اور اس نے اپنا بازو پکڑ کر اپنا بھاری بھرکم وجود بلیک پر گرا دیا۔ اس کی کہنی پوری قوت سے بلیک کی گردن پر پڑی تھی۔ بلیک کا جسم بری طرح سے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"حقیر کیڑا"۔ جوزف نے اسے ساکت ہوتے دیکھ کر اٹھ کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے وہ بوکھلا کر تیزی سے ایک طرف ہو گیا کیونکہ اچانک ٹام ہاک نے چھلانگ لگا کر اس کی پسلیوں پر وار کرنے کی کوشش کی تھی۔ جوزف کے اچانک سائیڈ پر ہو جانے کی وجہ سے ٹام ہاک کا وار خالی گیا۔

"تو اب تمہارا میرے ہاتھوں مرنے کا ارادہ ہے"۔ جوزف نے ٹام ہاک کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے آدمی کو شکست دی ہے۔ ٹام ہاک کے کسی آدمی کو کوئی شکست دے یہ ٹام ہاک برداشت نہیں کر سکتا"۔ ٹام ہاک نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔

"وہ حقیر کیڑا تھا۔ تم اس حقیر کیڑے سے بھی زیادہ بدتر ہو"۔ جوزف نے اسے غصہ دلاتے ہوئے کہا۔

"کون حقیر ہے اور کون کیڑا اس کا فیصلہ ابھی ہو جائے گا"۔ ٹام ہاک غرایا۔ اسی لمحے ٹام ہاک کسی ربڑ کی گیند کی طرح اچھلا اور اس نے توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح جوزف کے پیٹ میں ٹکر ماری۔ جوزف اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا۔

"اٹھو۔ جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"۔ ٹام ہاک نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور جوزف حلق سے غراہٹ نما آوازیں نکالتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے اور نفرت سے یکلخت بگڑ گیا تھا اور اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر انگارے برسنے لگے تھے۔

ٹام ہاک نے ایک بار پھر جوزف کی طرف چھلانگ لگائی۔ اس نے فضا میں قلابازی کھا کر جوزف کے سینے پر ٹانگیں مارنے کی کوشش کی تھی مگر جوزف نے نہایت تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اچانک اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں۔ ٹام ہاک کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ نیچے کی طرف جھکتا چلا گیا۔

جوزف نے گھٹنا موڑ کر یکلخت ٹام ہاک کی کمر پر مار دیا۔ ایک لمحے کے لئے ٹام ہاک کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑتا چلا گیا۔ اس نے

کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو سنبھال لیا تھا۔ اس
پہلے کہ جوزف پھر اس کی کمر پر گھٹنا مارتا ٹام ہاک نے جسم کو مو
ہوئے زور دار مکا جوزف کی ٹانگوں کے عین درمیان میں مار
جوزف کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کی گرفت یکلخ
ہاک کی ٹانگوں پر ڈھیلی پڑ گئی تھی۔

ٹام ہاک بجلی کی طرح تڑپا اور جوزف سے اپنی ٹانگیں چھڑا کر
طرف ہٹتا چلا گیا۔ اس نے زمین پر لوٹنی لگاتے ہوئے اپنے ج
کسی سپرنگ کی طرح اچھالا اور اس کے دونوں پیر یکلخت جوزف
چہرے پر پڑے اور جوزف لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اسی لمـ
ہاک نے ایک بار پھر جوزف کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اس نـ
میں جھپٹا مار کر جوزف کی گردن میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اس
سے پیچھے کی طرف جھٹکا دیا کہ جوزف کے پیر زمین سے اکھڑ گئے
ٹام ہاک سمیت ایک دھماکے سے الٹ کر گر پڑا۔

اس بار جوزف کا سر پوری قوت سے زمین کے ساتھ ٹکرایا۔
جوزف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سر کسی تربوز کی طرح پھ
ہوا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سورج سا روشن ہو گیا تھا۔ یہ
ٹام ہاک کے لئے کافی تھا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر اس کی ٹا
ٹھوکریں مشینی انداز میں چلتے ہوئے جوزف کی پسلیوں، گردا
اس کے سر پر پڑنے لگیں۔ جوزف نے آخری چارہ کار کے طور پر
جسم کو سمیٹنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹام ہاک کی ٹانگیں پکڑ۔

کوشش کی مگر اسی لمحے ٹام ہاک کے بوٹ کی ٹوہ اس کی کنپٹی پر اس
سے پڑی کہ جوزف کے حلق سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ بری
طرح الٹنے پلٹنے لگا۔ ٹام ہاک نے ایک اور ٹھوکر اس کے سر پر ماری
اور جوزف کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ ٹام ہاک آخر اس دیو کو
ڈھا لینے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

جوزف کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر ٹام ہاک کے چہرے پر سکون آ
گیا۔ اسی لمحے اندر گئے ہوئے نقاب پوش مشین گن بردار واپس آ گئے
بلیک اور جوزف جیسے دیوؤں کو زمین پر گرے دیکھ کر ان کی آنکھیں
حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

"ساری عمارت خالی پڑی ہے باس۔ اس عمارت میں شاید اس
کالے دیو کے سوا کوئی نہیں رہتا"۔ ایک نقاب پوش نے ٹام ہاک
سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹام ہاک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اسے اٹھا کر کسی کمرے میں لے جا کر مضبوط رسیوں سے باندھ
دو۔ میں اس سے کچھ ضروری پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم بلیک
کو ہوش دلاؤ"۔ ٹام ہاک نے دو نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
دو نقاب پوش آگے بڑھے اور اپنی مشین گنیں کاندھوں پر لاد کر
جوزف کو اٹھانے کے لئے جھک گئے جبکہ ایک نقاب پوش بلیک کی
طرف بڑھ گیا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔

نقاب پوش جوزف کو اٹھا کر ایک طرف لے گئے۔ ادھر اس
نقاب پوش نے جو بلیک کو ہوش میں لانے کے لئے اس کا ناک اور

منہ دبائے ہوئے تھا بلیک کو ہوش میں آتے دیکھا تو اس نے
سے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لئے ۔ بلیک ہوش میں آتے ہی
بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ وہ کہاں ہے ۔ وہ کالا لنگور کہاں ہے ۔ میں اس
ٹانگیں چیر دوں گا ۔ مم ۔ مم ۔ میں "۔ بلیک نے غصے کی شدت
چیختے ہوئے کہا۔

" بس رہنے دو بلیک ۔ آج معلوم ہو گیا کہ تم کتنے پانی میں ہ
ٹام ہاک نے اس کی جانب قہر انگیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا

" بب ۔ باس ۔ مم ۔ میں ۔ میں "۔ بلیک نے بوکھلائے ہو
لہجے میں کہا۔

" نہیں بلیک ۔ ٹام ہاک سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر
بزدل کا وجود برداشت کرنا اس کی برداشت سے باہر ہے "۔ ٹام
نے کہا اور اس نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکال لیا۔

" نن ۔ نہیں ۔ نہیں باس ۔ مجھے معاف کر دیں ۔ مجھے ایک
دیں میں آپ کے سامنے اس کے ٹکڑے کر دوں گا ۔ مجھ پر رحم ک
باس ۔ میں ۔ میں "۔ بلیک نے ٹام ہاک کو مشین پسٹل نکالتے
کر گڑگڑاتے ہوئے کہا ۔ وہ یکلخت گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا اور
نے دونوں ہاتھ ٹام ہاک کے سامنے جوڑ دیئے تھے ۔ خوف کے با
اس کا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔

" رحم ۔ رحم کی بھیک مانگنے والا میرے نزدیک سب سے بڑا

ہوتا ہے "۔ ٹام ہاک نے سپاٹ لہجے میں کہا ۔ اسی لمحے اس نے مشین
پسٹل کا ٹریگر دبا دیا ۔ مشین پسٹل کے آگے سائیلنسر فٹ تھا ۔ ٹھک
ٹھک کی آواز کے ساتھ کئی شعلے نکلے اور بلیک کے جسم میں گم ہوتے
چلے گئے ۔ بلیک کے حلق سے نکلنے والی چیخیں بے حد دردناک تھیں
وہ الٹ کر کئی فٹ دور جا گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو
گیا۔

" اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے کسی گٹر میں بہا دو "۔ ٹام ہاک
نے بلیک کو ہوش دلانے والے نقاب پوش سے مخاطب ہو کر کہا اور
تیزی سے اس طرف بڑھ گیا جس طرف دوسرے نقاب پوش جوزف
کو اٹھا کر لے گئے تھے ۔ ٹام ہاک کمرے میں داخل ہوا تو اس وقت
تک اس کے ساتھی جوزف کو ایک کرسی کے ساتھ مضبوطی سے
باندھ چکے تھے۔

" تم باہر جا کر خیال رکھو "۔ ٹام ہاک نے کہا تو نقاب پوش سر ہلا
کر کمرے سے نکلتے چلے گئے ۔ ٹام ہاک نے ایک کرسی اٹھائی اور اسے
لا کر بے ہوش جوزف کے سامنے رکھ دیا اور نہایت اطمینان بھرے
انداز میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

وہ چند لمحے غور سے جوزف کی طرف دیکھتا رہا پھر اٹھا اور اس نے
جوزف کے سر کے بال پکڑ کر اس کا ڈھلکا ہوا سر اوپر اٹھا لیا ۔ دوسرے
ہی لمحے اس کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا ۔ کمرے میں چٹاخ چٹاخ کی
تیز آوازیں گونجیں اور چند لمحوں کے بعد جوزف نے کراہتے ہوئے

آنکھیں کھول دیں ۔ ٹام ہاک کے زور دار تھپڑوں نے جوزف کو چند
ہی لمحوں میں ہوش دلا دیا تھا۔
" تت ۔ تم ۔ تم ۔ تم نے مجھے باندھ رکھا ہے ۔ جوزف دی
گریٹ کو"۔ ہوش میں آتے ہی جوزف نے خود کو بندھا ہوا دیکھا تو
غصے کی شدت سے وہ جیسے پاگل ہی ہو گیا ہے ۔ وہ رسیوں سے خود کو
آزاد کرانے کے لئے زور زور سے جھٹکے دینے لگا مگر ایک تو رسیاں
نائیلون کی تھیں دوسرا اسے جس بری طرح سے باندھا گیا تھا خود کو
ان رسیوں سے آزاد کرانا جوزف کے لئے ناممکن ہو گیا تھا۔
"جوزف ۔ میرے سامنے زیادہ چیخنے چلانے کی کوشش مت کرو۔
یہاں تمہاری مدد کے لئے کوئی نہیں آنے والا ۔ میں تم سے یہاں کچھ
پوچھنے کے لئے آیا ہوں ۔ میرے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب
دے دو ۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دے
دیئے تو میں تمہیں نقصان پہنچائے بغیر چپ چاپ واپس چلا جاؤں
گا"۔ ٹام ہاک نے جوزف کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
" اگر میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہ دوں تو پھر"۔ جوزف
نے خونخوار نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
" تو میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جس کا تم تصور بھی
نہیں کر سکتے"۔ ٹام ہاک نے اسی لہجے میں کہا۔
" یہ دھمکیاں کسی اور کو دینا مسٹر۔ تمہارے سامنے کوئی عام
انسان نہیں بلکہ جوزف دی گریٹ موجود ہے ۔ افریقہ کے جنگلوں کا

ہوں ۔ وہ جوزف دی گریٹ جس کی مرضی کے بغیر اس کی زبان
کھلوانا تم جیسے چڑی مار کے بس کی بات نہیں ہے"۔ جوزف نے
غراتے ہوئے کہا۔
"کیا تم ایکسٹو کے ساتھی ہو"۔ ٹام ہاک نے اس کی بات کو
نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔ اس کی بات سن کر جوزف بے اختیار
اچھل پڑا تھا۔
"ایکسٹو ۔ کون ایکسٹو ۔ میں کسی ایکسٹو کو نہیں جانتا"۔ جوزف
نے سر جھٹک کر سخت لہجے میں کہا۔
"ایکسٹو نے پچھلے دنوں عمران اور سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر
ڈاکٹر ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو گرفتار کیا تھا ۔ وہ کہاں ہیں"۔
ٹام ہاک نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔
"تمہارا نام کیا ہے"۔ جوزف نے ٹام ہاک کی بات کا جواب دینے
کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔
"ٹام ہاک ۔ کیوں ۔ نام کیوں پوچھ رہے ہو"۔ ٹام ہاک نے
چونکتے ہوئے کہا۔
"مسٹر ٹام ہاک ۔ تم غلط جگہ اور غلط آدمی کے پاس ایسے سوال
پوچھنے آ گئے ہو ۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم اپنے آدمیوں کو لے کر
چپ چاپ یہاں سے واپس چلے جاؤ ورنہ میں تمہارے اور تمہارے
آدمیوں کے ٹکڑے کتوں کو کھلا دوں گا"۔ جوزف نے کہا۔ اس کا لہجہ
واضح طور پر دھمکی آمیز تھا۔

"ہونہہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم میرے سوالوں کے ج
نہیں دو گے"۔ ٹام ہاک نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"نہیں ۔ تم مجھے اس کے لئے مجبور نہیں کر سکتے"۔ جوزف نے
انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"مجبور ۔ ہونہہ ۔ ٹام ہاک نے تو پتھروں کو بھی بولنے پر مجبو
سکتا ہے ۔ تم کیا چیز ہو ۔ تم بولو گے ۔ سب کچھ بتاؤ گے مجھے"۔
ہاک نے کہا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا
نکال لیا ۔ اس نے چاقو کھولا تو اس کا پھل صرف دو انچ کا تھا ۔ اس
ہاتھ میں اس چھوٹے سے چاقو کو دیکھ کر جوزف کی آنکھوں
حقارت اور مضحکہ خیزی ابھر آئی۔
"اس چڑیا کو کاٹنے والے چاقو سے تم مجھے بولنے پر مجبور
گے"۔ جوزف نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔
"ہاں"۔ ٹام ہاک نے کہا اور جوزف کے سامنے آ گیا ۔ نقا
پوشوں نے جوزف کے دونوں ہاتھ کرسی کے بازوؤں سے باند
رکھے تھے ۔ اس کی کلائیاں البتہ آزاد تھیں ۔ ٹام ہاک نے نزدیک آ
نہایت بے دردی سے جوزف کی ایک کلائی پر تیز دھار چاقو چلا دیا
ایک لمحے کے لئے تکلیف سے جوزف کا چہرہ بگڑ گیا مگر اس نے خو
حیرت انگیز طور پر سنبھال لیا ۔ ٹام ہاک نے اسی طرح جوزف
دوسری کلائی پر بھی کٹ لگا دیا۔
"یہ تم کیا کر رہے ہو"۔ جوزف نے حلق کے بل دھاڑتے ہوئے

کہا۔
"تمہارے دماغ سے وفاداری کا بھوت نکال رہا ہوں ۔ جب
تمہارے جسم سے تمہارے خون کا ایک ایک قطرہ نکل جائے گا تب
میں تمہاری کھوپڑی کے مخصوص حصوں پر ایسی ضربات لگاؤں گا تو تم
خود بخود بول پڑو گے اور تمہارے شعور اور لاشعور میں جو کچھ ہو گا
میرے سامنے آ جائے گا ۔ پھر مجھے تم سے کچھ پوچھنے کی بھی ضرورت
باقی نہیں رہے گی اور یہ کام نہایت اطمینان سے ہو گا ۔ مجھے کوئی
جلدی نہیں ہے"۔ ٹام ہاک نے کہا تو جوزف نے بے اختیار ہونٹ
بھینچ لئے ۔ ٹام ہاک بڑے اطمینان سے دوبارہ اس کے سامنے کرسی پر
جا بیٹھا تھا ۔ اس نے چاقو کا پھل جوزف کے کپڑوں سے صاف کر کے
واپس جیب میں رکھ لیا تھا ۔ جوزف کی دونوں کلائیاں زخمی ہو گئی
تھیں اور خون قطرہ قطرہ نکل کر زمین پر گرنا شروع ہو گیا تھا ۔ جوزف
ہونٹ کاٹتے ہوئے غصے اور نفرت سے ٹام ہاک کو گھور رہا تھا جو
بڑے اطمینان سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند کر بیٹھ
گیا تھا جیسے وہ یہاں آرام کرنے کے لئے آیا ہو ۔ کچھ دیر کے بعد جسم
سے خون نکلنے کی وجہ سے جوزف کو اپنے جسم میں چیونٹیاں سی رینگتی
ہوئی محسوس ہونے لگیں ۔ اسی لمحے ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔
"کیا بات ہے"۔ ٹام ہاک نے اس کے قدموں کی آواز سن کر
آنکھیں کھولیں اور گردن موڑ کر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
"باس ۔ گیٹ کے باہر ایک گاڑی آئی ہے ۔ اس گاڑی میں ایک

نوجوان مرد اور ایک خوبصورت لڑکی ہے ۔ لڑکی بے ہوش معلوم ہوتی ہے اور باس اس کے چہرے کا رنگ سبز ہے"۔ نقاب پوش نے جلدی سے کہا۔

"مرد۔ لڑکی ۔ کون ہیں وہ"۔ ٹام ہاک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں باس ۔ وہ بار بار کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجا رہا ہے"۔ نقاب پوش نے جواب دیا۔

"ہونہہ ۔ ٹھیک ہے ۔ گیٹ کھول کر انہیں اندر آنے دو ۔ جیسے ہی وہ اندر آئیں انہیں چھاپ لینا ۔ اگر وہ کوئی حرکت کریں تو بے شک ان کو گولیاں مار دینا"۔ ٹام ہاک نے کہا ۔ اس کی بات سن کر جوزف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ مرد اور لڑکی کے بارے میں سن کر وہ بھی پریشان ہو گیا تھا۔

اس کا ذہن چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ آنے والوں میں جولیا اور سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر یا پھر اس کا باس عمران ہی ہو سکتا ہے ۔ وہی گیٹ کے پاس آکر مخصوص انداز میں ہارن؛ علاوہ رانا ہاؤس میں اور بھلا کون آسکتا تھا ۔ ٹام ہاَ سے آنے والوں کی ہلاکت کا حکم دیا تھا اسے سر؛ سنسنا اٹھا تھا مگر اس وقت وہ سوائے بے بس پنچھی کے اور کیا کر سکتا تھا ۔ ایک تو وہ بری طرح دوسرے ٹام ہاک نے اس کی دونوں کلائیاں زخمی سے اب مسلسل خون ابل رہا تھا اور مسلسل خو

وجہ سے جوزف پر نقاہت طاری ہوتی چلی جا رہی تھی۔

ٹام ہاک کی بات سن کر آنے والا نقاب پوش اثبات میں سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا تھا اور ٹام ہاک نے ایک بار پھر اطمینان بھرے انداز میں کرسی کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں موند لی تھیں ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جوزف کی موجودگی سے قطعی بے خبر ہو ۔ جوزف کے جسم سے خون تیزی سے نکل رہا تھا جس کی وجہ سے اس کے چہرے کی رنگت بدلتی جا رہی تھی ۔ وہ ہونٹ بھینچے خشمگیں نگاہوں سے ٹام ہاک کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو ورنہ وہ ٹام ہاک کی اپنے ہاتھوں سے بوٹیاں اڑا کر رکھ دے۔

"ہائیں۔ ہائیں۔ تم کون ہو پردہ نشین خواتین۔ مجھے اس طرح گھیرنے کا مطلب"۔ عمران نے بوکھلاہٹ زدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ رانا ہاؤس میں وہ جب داخل ہوا تھا تو اس کے خواب و خیال میں بھی شاید نہیں تھا کہ وہاں کسی اور کا قبضہ ہو سکتا ہے۔ وہ تو جولیا کی حالت کے بارے میں سن کر آندھی اور طوفان کی طرح کار چلاتا ہوا رانا ہاؤس پہنچا تھا۔

رانا ہاؤس کے گیٹ کے قریب کار لا کر اس نے روکی تھی اور مخصوص انداز میں ہارن بجانے لگا تھا مگر جوزف نے شاید اس کے کار کا ہارن نہیں سنا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ ان دنوں جوزف پر افریقی گیت گانے کا جنون طاری ہو گا اور افریقی گیتوں میں وہ بعض اوقات اس قدر محو ہو جاتا تھا کہ اسے کال بیل بجنے کی جیسے آواز ہی سنائی نہیں دیتی تھی۔ اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس نے کار کا ہارن زور سے بجایا تھا لیکن اندر جوزف شاید اپنے گیتوں میں مگن تھا اس لئے عمران جھلائے ہوئے انداز میں کار سے اترا اور اس نے خود ہی خفیہ جگہ سے گیٹ کھول لیا تھا۔

اس کے ذہن میں جولیا کی حالت کے بارے میں تشویش تھی جس کے بارے میں صفدر نے بتایا تھا کہ اس کا چہرہ سبزی مائل ہو چکا ہے اور اسے کسی طرح ہوش نہیں آ رہا۔ صفدر نے جولیا کی جو حالت بتائی تھی اسے سن کر عمران بری طرح چونک پڑا تھا۔ اس کے ذہن میں جو نام فوری طور پر ابھرا تھا وہ گرین وائرس کا ہی تھا۔

گرین وائرس کا نام عمران پہلے بھی سن چکا تھا۔ اس پر ایک مرتبہ پولینڈ کے کیس میں گرین وائرس کا اٹیک بھی کیا گیا تھا اور اس پر تھریسیا نے اس وقت دھویں کا بم پھینکا تھا جب عمران تھریسیا کو پکڑنے کے لئے اس کے ایک عارضی ہیڈ کوارٹر میں جا پہنچا تھا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے تھریسیا کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا اور تھریسیا کے پاس بچ نکلنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی تھی جس کی وجہ سے اس نے عمران پر ایک بم پھینک دیا تھا۔ بم دھویں کا تھا عمران نے گو اپنا سانس روک لیا تھا مگر پھر بھی دھویں کے کچھ اثرات اس کی ناک میں گھس گئے تھے جس کی وجہ سے عمران فوری طور پر بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس وقت جوزف اس کے ساتھ تھا۔

تھریسیا دھویں کا بم پھینک کر اور عمران کو بے ہوش کر کے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ جوزف جب اس کمرے میں داخل ہوا

تو اس نے عمران کو بے ہوش پایا۔ اس وقت تک عمران پر گ
وائرس نے اپنا کام دکھا دیا تھا۔ جوزف شاید پہلے سے ہی اس گ
وائرس کی حقیقت سے واقف تھا۔ اس نے عمران پر اپنا مخصوص
ڈاکٹروں والا علاج آزمایا تھا اور عمران کو یقینی موت سے بچا لیا
اس نے عمران کو ہوش میں آنے کے بعد بتایا تھا کہ عمران پر جنگ
کے سب سے بڑے وچ ڈاکٹر جوشاما جو شیطانوں کا شیطان ہے،
سب سے زہریلے ناگ باناگا نے حملہ کیا تھا اور اس کے جسم میں
زہر منتقل کر دیا تھا جس کی وجہ سے عمران نہ صرف بے ہوش ہو
تھا بلکہ اس کے چہرے کا رنگ بھی بدل کر سبز ہو گیا تھا۔

جوزف کے کہنے کے مطابق عمران کا چہرہ گردن تک سبز ہو گیا
اور سبز رنگ اس کی آنکھوں اور اس کے کان کی لوؤں تک آ گیا
اگر سبز رنگ اس کے دونوں کانوں تک چڑھ جاتا تو عمران کو ہلاک
ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی تھی۔ سبز زہر
طاقت کی وجہ سے اس کا جسم ایک لمحے میں گل سڑ کر موم کی طرح
پگھل جاتا۔

چونکہ سبز زہر کا اثر عمران کے کانوں کی لوؤں تک پہنچا تھا اس
جوزف نے عمران کی ناک اور اس کے کانوں میں فوری طور پر شا
کی بوٹی کے رس کے قطرے ٹپکا دیئے تھے جسے وہ مقدس بوٹی کہتا
اور اس بوٹی کے قطروں کی وجہ سے باناگا ناگ کے زہر کا اثر زائل ہو
تھا۔ اس نے جس بوٹی کے بارے میں عمران کو بتایا تھا وہ گھر

میں عام پیدا ہونے والے پودے گھیکوار کا لیس دار رس تھا۔

عمران نے صفدر کو فوری طور پر جولیا کو رانا ہاؤس میں لانے کا
حکم دیا تھا۔ اسے اس بات کی تسلی تھی کہ ابھی جولیا پر گرین وائرس
کا حملہ ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ گرین وائرس کا اثر اس کی
گردن اور اس کے کانوں کی لوؤں تک محدود تھا۔ اگر مزید دو تین
گھنٹوں تک گھیکوار پودے کا رس جولیا کی ناک اور کانوں میں نہ
ٹپکایا جاتا تو وہ گرین وائرس تیزی سے جولیا کے جسم میں پھیل جاتا
اور جولیا یقینی اور نہایت خوفناک موت کا شکار ہو جاتی۔

عمران کو چونکہ جولیا کی فکر تھی اور وہ مسلسل اس کے بارے
میں سوچ رہا تھا اس لئے وہ ہر قسم کی احتیاط بالائے طاق رکھ کر رانا
ہاؤس میں آ گیا تھا۔ گو گیٹ کھولتے ہوئے اسے ایک انجانے سے
خطرے کا احساس ہوا تھا مگر اس نے احتیاط کے طور پر جیب سے
مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا اور جب وہ اندر داخل ہوا تو
اچانک ایک طرف سے فائر ہوا اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل
نکل گیا تھا اور پھر مختلف کونوں میں چھپے ہوئے چار نقاب پوش جن
کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں نکل کر تیزی سے عمران کے سامنے
آ گئے اور انہوں نے عمران کو گھیرے میں لے لیا۔ اسی لمحے سامنے
برآمدے سے ایک خوش پوش نوجوان نکل کر عمران کے سامنے آ گیا
اسے دیکھ کر عمران نے فوراً پہچان لیا تھا کہ وہ ٹام ہاک ہے۔ عمران
نے جان بوجھ کر وہ فقرہ ادا کیا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ

سرے سے ہی ٹام ہاک کو نہ پہچانتا ہو۔
"عمران۔ علی عمران۔ تم علی عمران ہو ناں"۔ ٹام ہاک نے آ
بڑھ کر عمران کو پہچانتے ہوئے کہا۔
"نن۔ نہیں۔ میں علی عمران نہیں۔ علی عمران ایم ایس
ڈی ایس سی (آکسن) ہوں"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔ اس
چہرے پر حسب عادت پھر سے حماقتوں کا نقاب چڑھ گیا تھا۔
"اچھا ہوا۔ میں یہاں سے فارغ ہو کر تمہاری ہی تلاش میں
والا تھا"۔ ٹام ہاک نے عمران کی جانب تیز اور گہری نگاہوں
دیکھتے ہوئے کہا۔
"مم۔ میری تلاش میں۔ لک۔ کیوں بڑے بھائی"۔ عمران
بدستور حماقت بھرے لہجے میں کہا۔
"اسے اندر لے چلو اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ باندھ دو
ٹام ہاک نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھیو
سے کہا۔ نقاب پوش عمران کو مشین گنوں سے دھکیلتے ہوئے ا
کمرے میں لے گئے۔ اس کمرے میں داخل ہوتے ہی عمران
اختیار چونک پڑا۔ وہاں تین کرسیاں پڑی تھیں جن میں سے ایک
صفدر بندھا ہوا تھا۔ دوسری کرسی پر جولیا تھی جس کا رنگ وا
سبزی مائل ہو رہا تھا اور تیسری کرسی پر جوزف بندھا ہوا پڑا تھا۔ ا
کے سامنے خون کا تالاب سا بنا ہوا تھا۔ اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا اور ا
کی دونوں کلائیاں زخمی تھیں۔ خون کے اخراج کی وجہ سے اس

ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم
جان نکل گئی ہو۔ جولیا تو پہلے ہی بے ہوش تھی۔ صفدر بھی بے
ل نظر آ رہا تھا۔
"جوزف۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ جوزف کو کیا ہوا ہے"۔ عمران نے
میں داخل ہو کر حقیقتاً بے حد گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ
ے جوزف کی طرف بڑھنے لگا تھا کہ ایک نقاب پوش نے اسے
ے پکڑ لیا۔ اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور اس نے
پیچھے موجود نقاب پوش کو نہایت تیزی سے پکڑ کر اس کی مشین
پر ہاتھ ڈالتے ہوئے پوری قوت سے پیچھے دھکیل دیا۔ نقاب پوش
وار جھٹکا لگانے کی وجہ سے بری طرح سے لڑکھڑاتا ہوا پیچھے آنے
لے نقاب پوشوں اور ٹام ہاک سے ٹکرا گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر
انک اور غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ نقاب پوش اور ٹام ہاک کو
پنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔
وہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر گر پڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ
عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو سیدھا کرتے
ے نہایت غضبناک انداز میں فائر کھول دیا۔ کمرہ مشین گن کی
تڑاک ریٹ ریٹ اور نقاب پوشوں کی کربناک چیخوں سے جھنجھنا
ا۔

ٹام ہاک نے جب اپنے ساتھیوں پر اچانک گولیاں چلتے دیکھیں
اس نے ایک لمحے میں زمین پر لیٹے لیٹے لوٹنی لگائی اور پھر اچھل کر

دروازے سے باہر نکل گیا جبکہ نقاب پوش گولیاں کھا کر
خون میں نہاتے ہوئے ساکت ہو گئے تھے۔

"تم نے جوزف کی جو حالت بنائی ہے میں تم سے اس
لوں گا۔ تم میں سے میں کسی ایک کو یہاں سے زندہ نہیں
دوں گا"۔ عمران نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ جوزف
حالت دیکھ کر واقعی اس کا دماغ سنسنا اٹھا تھا اور اس کا چ
غضب سے سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں انگاروں کی طر
لگی تھیں۔

چار نقاب پوشوں کو ہلاک کر کے عمران مشین گن سے
فائرنگ کرتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ سامنے ایک نقاب پو
اسے دیکھ کر فائرنگ کرنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے عم
مشین گن سے نکلتی ہوئی گولیاں اس کے جسم پر پڑیں اور و
طرح گھومتا ہوا زمین پر جا گرا۔ مخالف سمت سے ایک او
پوش نے جو فائرنگ ہوتے دیکھ کر ایک ستون کی آڑ میں ہ
ستون کے پیچھے سے ہاتھ نکال کر دروازے کی طرف فائرنگ ش
دی جہاں عمران کھڑا تھا۔ عمران نے ستون کے پیچھے سے مش
والا ہاتھ نکلتے دیکھا تو اس نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور تق
ہوا باہر جا پڑا۔ اس نے زمین پر لوٹنی لگائی اور گھسٹتا ہوا اس
کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے پیچھے نقاب پوش چھپا ہوا تھا۔

نقاب پوش نے عمران کو اس انداز میں اپنی طرف آتے د

ل سیدھی کر کے اس پر فائرنگ کرنے کی کوشش کی لیکن
پہلے کہ اس کی انگلی ٹریگر پر دبتی عمران کی مشین گن نے
ڈالا اور نقاب پوش بری طرح چیختا ہوا اور ستون سے ٹکراتا ہوا
یا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

ان نے اس نقاب پوش کو نشانہ بناتے ہوئے نہایت تیزی
ستون کی آڑ لے لی تھی کیونکہ اس نے سامنے موجود دوسرے
پیچھے ٹام ہاک کی جھلک دیکھ لی تھی جس کے ہاتھ میں
ل تھا۔ وہ عمران پر مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ اگر عمران
کا مظاہرہ کرتے ہوئے تیزی سے ستون کی آڑ میں نہ ہو
ٹام ہاک کی مشین پسٹل سے نکلی ہوئی گولیاں یقینی طور پر
جاتیں۔

"رے ہاتھ سے بچ کر نہیں جا سکتے ٹام ہاک"۔ عمران نے
سے اس ستون پر فائرنگ کرتے ہوئے چیخ کر کہا جس کے
ہاک چھپا ہوا تھا۔

نے جو حال جوزف کا کیا ہے اس سے بدتر حال میں تمہارا
ان۔ میرا نام ٹام ہاک ہے اور ٹام ہاک نے کسی طور
سے دوچار ہونا نہیں سیکھا"۔ ٹام ہاک نے جواباً عمران کی
لیاں برساتے ہوئے کہا۔ گولیاں ستون پر پڑی تھیں اور
عجیب و غریب نقش بنتے چلے گئے تھے۔

مادام ماشاری یہاں جس مقصد کے لئے آئے ہو میں

تمہیں کسی بھی طرح اس مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دو
عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ٹام ہاک مشین پسٹل سے
فائرنگ میں مصروف تھا۔

" مادام ماشاری یہاں کس مقصد کے لئے آئی ہے یہ مجھے
جانتا۔ میرا مقصد صرف سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک تک
کا ہے۔ تجھے ان کا پتہ بتا دو کہ وہ کہاں ہیں ورنہ میں پورے
کو تہس نہس کر کے رکھ دوں گا"۔ ٹام ہاک نے کہا۔

" وہ تینوں میرے قبضے میں ہیں۔ ان سے اب تم عالم بالا
جا کر مل سکو گے"۔ عمران نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ٹام ہا
ستون کی طرف فائرنگ کر دی تھی۔ فائرنگ کرتے ہوئے
جھکا اور اس نے نہایت پھرتی سے قریب پڑے ہوئے نقاب
لاش کے پاس گری ہوئی اس کی مشین گن اٹھا لی۔ اب
دونوں ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ٹام ہاک عمران کی
جواب دینے کی بجائے مسلسل اس کی طرف گولیاں برسا رہا
جوزف اور جولیا کی حالت بے حد خراب تھی اس پریشانی
سے عمران کا دماغ تیزی سے گھوم رہا تھا۔ وہ جلد سے جلد ٹا
خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اسے دیر ہو گئی تو اسے
جوزف میں سے کسی ایک سے لازماً ہاتھ دھونے پڑیں گے۔
کی طرف سے جیسے ہی ایک لمحے کے لئے گولیاں چلنے کا سلسلہ
ہوا عمران تیزی سے ستون کی آڑ سے نکلا اور دونوں ہاتھوں

مشین گنوں سے مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے اس ستون کی طرف
بڑھنے لگا جس کے پیچھے ٹام ہاک موجود تھا۔ گولیاں ستون سے ٹکرا
ٹکرا کر نیچے گرتی جا رہی تھیں اور ستون کے پرخچے اڑتے جا رہے تھے۔

عمران مسلسل اور اس قدر خوفناک انداز میں فائرنگ کرتا ہوا
ستون کی جانب بڑھ رہا تھا کہ ٹام ہاک کو اس پر جوابی فائرنگ کا
موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ وہ شاید ستون کے ساتھ بری طرح سے
چپک کر کھڑا ہو گیا تھا۔ جس جگہ وہ موجود تھا اس کے ارد گرد کوئی
دوسرا ستون یا ایسی جگہ موجود نہیں تھی جہاں چھلانگ لگا کر ٹام ہاک
عمران کی دسترس سے دور ہو جاتا۔

عمران ستون کے دائیں بائیں دونوں جانب گولیاں برسا رہا تھا
تاکہ ٹام ہاک کسی طرف سے نکل نہ سکے اور نہ ہی اس پر جوابی
فائرنگ کر سکے۔ فائرنگ کرتے ہوئے عمران تیزی سے اس طرف آ
گیا جس طرف ٹام ہاک ستون کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ اسے اچانک
اپنے سامنے آتے دیکھ کر ٹام ہاک نے بوکھلا کر اپنی گن سیدھی کی
لیکن اس سے پہلے کہ ٹام ہاک مشین پسٹل کا ٹریگر دباتا عمران کی
گن چلی اور ٹام ہاک کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔

" بس۔ اب اگر کوئی حرکت کی تو"۔ عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ
ٹام ہاک نے مشین گنوں کی پرواہ کئے بغیر اچانک اچھل کر اس پر
انتہائی خوفناک انداز میں حملہ کر دیا۔ اس نے نہایت پھرتی سے
اپنے آپ کو جھکاتے ہوئے اپنے سر کی ٹکر پوری قوت سے عمران کے

پیٹ میں مار دی۔ عمران کو ٹام ہاک سے شاید اس قدر پھرتی کی ا
نہ تھی۔ وہ ٹام ہاک کے سر کی ٹکر کھا کر ہوا میں اچھلا اور پشت
بل زمین پر جا گرا۔ اس کے ہاتھوں سے مشین گنیں چھوٹ کر دو
گری تھیں۔ جیسے ہی وہ زمین پر گرا ٹام ہاک نے زمین پر لوٹنی لگا
ہوئے اپنی دونوں ٹانگیں جوڑ کر عمران کی پسلیوں میں مارنے
کوشش کی مگر عمران نے تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور ساتھ
اس نے الٹی قلابازی کھائی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اس سے پہلے کہ ٹام ہاک اٹھتا عمران نے بجلی کی سی تیزی
اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور اس نے اپنے جسم
لٹو کی طرح گھمایا جس سے ٹام ہاک کا جسم بھی اس کے ساتھ
گھومتا چلا گیا۔ عمران شاید ٹام ہاک کو اس طرح گھما کر ستون
ساتھ مار کر اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنانا چاہتا تھا مگر ٹام ہاک بھی
فائٹر تھا۔ جیسے ہی عمران کے ساتھ اس کا جسم گھوما ٹام ہاک نے
جسم کو زور دار جھٹکا دیتے ہوئے اپنی دوسری لات اٹھا کر عمرا
پسلیوں میں مار دی۔ عمران اچھل کر اور الٹ کر گر پڑا۔ اس
ہاتھ سے ٹام ہاک کی ٹانگ چھوٹ گئی تھی اور ان دونوں نے
میں ذرا بھی دیر نہیں لگائی تھی۔

عمران نے یکلخت قلابازی کھائی اور اس کی دونوں ٹانگیں ٹا
اور ٹام ہاک جو اس پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے ہی لگا
عمران کی دونوں ٹانگیں اس کی گردن میں قینچی کی طرح پھنس

اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم برق رفتاری سے ہاتھوں کے بل فرش
تیزی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا اور ٹام ہاک بھی اس کے ساتھ بری
طرح گھومتا چلا گیا۔ ٹام ہاک کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل رہی
تھیں۔ اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے اچانک اپنے جسم کو اٹھایا اور
اپنے دائیں ہاتھ کا مکا پوری قوت سے عمران کی بائیں پنڈلی پر مارا۔
عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے آہنی مکے نے اس کے پنڈلی کی
ہڈی کو چور چور کر دیا ہو۔ ایک لمحے کے لئے عمران کا وجود بری طرح
لرز گیا تھا۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹام ہاک نے عمران
کے بائیں پہلو پر زوردار لات ماری اور عمران پلٹ کر ستون سے جا
ٹکرایا۔

ٹام ہاک نے اس پر چھلانگ لگا دی مگر عمران تیزی سے لٹو کی
طرح گھوم کر دوسری طرف ہو گیا اور ٹام ہاک پوری قوت سے ستون
کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اس نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے
تھے ورنہ اگر اس کا سر ستون سے ٹکرا جاتا تو شاید پاش پاش ہو جاتا۔
وہ تیزی سے پلٹا مگر اسی وقت عمران اس پر جھپٹا اور اس نے اچانک
ٹام ہاک کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا۔ اس کا ایک بازو
ٹام ہاک کی گردن کے اور دوسرا اس کی ٹانگوں کے گرد تھا۔ اس سے
پہلے کہ ٹام ہاک تڑپ کر عمران کے بازوؤں سے نکلنے کی کوشش کرتا
عمران نے اپنا ایک پیر اونچا کر کے ٹام ہاک کی کمر پر پوری قوت سے
اپنے گھٹنے کی ضرب لگا دی۔ ٹام ہاک کے حلق سے تیز اور انتہائی

کربناک چیخ نکل گئی۔

کڑک کی زور دار آواز کے ساتھ ہی ٹام ہاک کی ریڑھ کی
ٹوٹ گئی تھی اور وہ عمران کے ہاتھوں میں بری طرح سے تڑپ
عمران نے اس کے تڑپتے ہوئے جسم کو حقارت سے ایک
اچھال کر پھینک دیا۔ ٹام ہاک زمین پر گر کر بری طرح اینٹھ رہا
تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ عمران نے اس کی
کی ہڈی توڑ کر اسے ہمیشہ کے لئے بے کار کر دیا تھا۔ وہ چند لمحے
رہا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔

شی تارا نے آگے بڑھ کر مشین کو آن کیا جس سے مسلسل سیٹی
کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"۔ مشین آن
ہوتے ہی دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی کمپیوٹرائزڈ
مشین چیخ رہی ہو۔

"یس۔ شی تارا اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ شی تارا نے جلدی سے چند
بٹن پریس کئے اور مشین کے ایک خانے سے ایک مائیک نکال کر
ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"کوڈ بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے وہی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز
سنائی دی۔

"زیرو ون سیون ہنڈرڈ۔ اوور"۔ شی تارا نے کہا۔

"سیکنڈ کوڈ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"زیرو زیرو سیون ون زیرو۔ اوور"۔ شی تارا نے پہلے کوڈ کو الٹا
ہوئے جواب دیا۔

"اوکے۔ سپریم کمانڈر سے بات کرو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے
مشین کی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ چند لمحے دوسری طرف گھر
گھرر کی آوازیں سنائی دیتی رہیں جیسے ایک ساتھ کئی مشینیں چل
رہی ہوں اور پھر اچانک ایک تیز اور سرد انسانی آواز شی تارا کی مشین
سے ابھری جسے سن کر شی تارا کے چہرے پر بے پناہ سراسیمگی طاری ہو
گئی تھی۔

"سپریم کمانڈر بول رہا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے اچانک
ایک دہشت ناک آواز سنائی دی۔ آواز میں بے پناہ کرختگی تھی۔
جیسے بولنے والا بولنے کی بجائے چیر پھاڑ کرنے والے درندے کی طرح
غرا رہا ہو۔

"یس کمانڈر۔ شی تارا۔ اوور"۔ شی تارا نے جلدی سے کہا۔ اس
کی آواز میں واضح لرزش تھی۔ سپریم کمانڈر کی آواز سن کر اس پر بے
پناہ خوف طاری ہو گیا تھا۔

"شی تارا۔ تم نے ہیڈ کوارٹر کو ابھی تک رپورٹ کیوں نہیں دی
پاکیشیا میں تم کیا کرتی پھر رہی ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے سپریم
کمانڈر کی درندگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"کمانڈر۔ میں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ بہت جلد میں ایس ڈی
ہنڈرڈ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ اوور"۔ شی تارا نے

جلدی سے کہا۔

"کیا تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ وہ ایجاد کس کی ہے اور اس ایجاد کا
موجد اس ڈیوائس کو بنانے میں کس حد تک کامیاب ہو گیا ہے۔
اوور"۔ سپریم کمانڈر نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس کمانڈر۔ میں نے اس سائنس دان کے بارے میں پوری
معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس کا نام ڈاکٹر صمدانی ہے۔ وہ یہاں
کے سپر ایجنٹ علی عمران کے ساتھ مل کر اور اس کے کہنے پر ایس ڈی
ہنڈرڈ بنا رہا ہے۔ اب تک وہ تین چوتھائی کام مکمل کر چکا ہے۔ میں
نے ڈاکٹر صمدانی کے بارے میں تمام بنیادی معلومات حاصل کر لی
ہیں۔ وہ اس دنیا میں چونکہ اکیلا ہے اور دور نزدیک اس کا کوئی عزیز
رشتہ دار نہیں ہے اس لئے وہ یہاں کی کئی لیبارٹریوں کو کنٹرول کرتا
ہے۔ میں نے ہر طرف اپنے خاص آدمیوں کا جال پھیلا رکھا ہے مگر
مجھے ابھی تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ پاکیشیا کی کس لیبارٹری میں
اور کہاں کام کرتا ہے۔ اس لئے مجھے ابھی تک ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ
دینے میں تاخیر کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ جیسے ہی مجھے اس کا کلیو ملے گا
میں اپنا مشن مکمل کر لوں گی۔ اوور"۔ شی تارا نے مسلسل بولتے
ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اسے جلد سے جلد تلاش کرو۔ ایس ڈی ہنڈرڈ کے ساتھ
ساتھ اس کا بھی خاتمہ ہونا ضروری ہے۔ ہیڈ کوارٹر ایس ڈی ہنڈرڈ کی
وجہ سے پریشان ہے کیونکہ ایس ڈی ہنڈرڈ ڈیوائس ایک ایسا پرزہ

ہے جس کی مدد سے وقتی وہ لوگ زیرو لینڈ کی لوکیشن کا آسانی سے
پتہ لگا سکتے ہیں۔ گو ان لوگوں کا زیرو لینڈ تک پہنچنا ناممکنات میں
سے ہے لیکن اس کے باوجود ہیڈ کوارٹر نہیں چاہتا کہ کسی پر زیرو لینڈ
کی لوکیشن آشکار ہو۔ زیرو لینڈ پوری دنیا پر کنٹرول کرنے کے لئے کام
کر رہا ہے۔ جب تک زیرو لینڈ اپنا کام مکمل نہیں کرتا اس وقت تک
زیرو لینڈ کا دنیا کی نظروں سے چھپا رہنا بے حد ضروری ہے۔ تم
بھی کرو جیسے بھی ممکن ہو اس ایجاد اور اس کے موجد تک پہنچنے کی
کوشش کرو۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر تمہارے ہاتھوں پاکیشیا
سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس علی عمران کا خاتمہ بھی ہو جائے تو
زیرو لینڈ کا آدھا سر درد ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ دنیا میں اگر
زیرو لینڈ کے لئے کوئی خطرہ بن سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف علی
عمران ہے جو انسان کم اور شیطان زیادہ ہے۔ اوور"۔ سپریم کمانڈر
نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں کمانڈر۔ اس علی عمران کے دن پورے ہو چکے
ہیں۔ میں نے اس کو ہلاک کرنے کی پوری تیاری کر لی ہے۔ ایس
ڈی ہنڈرڈ کے ہاتھ آتے ہی میرا پہلا کام علی عمران کا شکار ہی ہو گا۔
اوور"۔ شی تارا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر پورا بھروسہ ہے۔ تم میں وہ تمام
خوبیاں موجود ہیں جو علی عمران جیسے انسان سے ٹکرانے اور اسے
موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے ضروری ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم
اپنے دونوں مقاصد میں ہمیشہ کی طرح کامیاب رہو گی۔ تمہاری یہ
کامیابی زیرو لینڈ کی سب سے بڑی کامیابی ہو گی۔ جب تم ایس ڈی
ہنڈرڈ حاصل کرنے کے بعد اس کے موجد ڈاکٹر صمدانی اور علی عمران
کا خاتمہ کر کے واپس زیرو لینڈ پہنچو گی تو تمہارا شایان شان استقبال
کیا جائے گا اور زیرو لینڈ کا سپریم کمانڈر ہونے کی حیثیت سے میں
تمہیں نہ صرف زیرو لینڈ کی کوئین کا خطاب دوں گا بلکہ تمہارے سر پر
اپنے ہاتھوں سے گولڈن ڈائمنڈ کا تاج پہناؤں گا۔ اوور"۔ سپریم کمانڈر
نے کہا تو سپریم کمانڈر کی بات سن کر شی تارا کی آنکھیں ہیروں کی
طرح جگمگا اٹھیں اور اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلتا چلا گیا۔

"اوہ۔ اتنا بڑا اعزاز۔ کمانڈر کیا آپ واقعی مجھے زیرو لینڈ کی کوئین
کا خطاب دیں گے۔ اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی آپ میرے سر پر اپنے ہاتھوں
سے گولڈن ڈائمنڈ کا تاج رکھیں گے۔ اوور"۔ شی تارا نے خوشی اور
مسرت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سپریم کمانڈر کے الفاظ پتھر کی لکیر ہوتے ہیں شی تارا۔ تمہیں یہ
بات دوہرانے کی جرأت کیسے ہوئی ہے۔ اوور"۔ سپریم کمانڈر کی
غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو شی تارا یکباری پوری جان سے لرز گئی۔

"اوہ۔ سس۔ سوری۔ مم۔ میں معافی چاہتی ہوں کمانڈر۔
اوور"۔ شی تارا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ آئندہ احتیاط کرنا۔ اوور"۔ سپریم کمانڈر نے غراتے
ہوئے کہا۔

"یس کمانڈر۔آئندہ مجھ سے ایسی غلطی نہیں ہو گی۔اوور"۔ تارا نے جلدی سے کہا۔

"اور سنو۔ہیڈ کوارٹر نے سیکرٹ ہینڈز کے سربراہ ٹام ہاک بھی ایک مشن کے لئے پاکیشیا بھیجا ہے۔اس کے بارے میں ت پہلے ہی بریف کر دیا گیا تھا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ٹام ہاک پاکیشیا میں کس مشن پر بھیجا گیا ہے۔اوور"۔سپریم کمانڈر نے ک

"یس کمانڈر۔میں جانتی ہوں کمانڈر۔اوور"۔شی تارا نے کہا۔

"یوں تو ٹام ہاک بے حد فعال اور اپنے کام میں ماہر ہے مگر کا سابقہ شاید پہلے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں پڑا۔ نہ ہو وہ اپنی کسی غلطی کی وجہ سے مار کھا جائے اس لئے میں تم حکم دیتا ہوں تم اپنے مشن سے فارغ ہو کر ٹام ہاک کی مدد کرو۔ ہیڈ کوارٹر نے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کے بلیک وار جاری کر دیئے ہیں۔انہیں ٹام ہاک اور تم نے ہر صورت میں پا سے زندہ یا مردہ نکالنا ہے۔ان تینوں کا وجود اب زیرولینڈ کے وبال خطرہ ہے۔ہیڈ کوارٹر یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اس کا ایجنٹ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں رہے۔ تم میری بات سمجھ رہی ہو۔اوور"۔سپریم کمانڈر نے کہا۔

"یس کمانڈر۔اچھی طرح سمجھ رہی ہوں۔آپ بے فکر رہیں۔ ہاک اپنا کام کر رہا ہے۔اگر وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا تو اس کو بھی میں مکمل کروں گی۔میں پاکیشیا سے یا تو سنگ ہی، تھ

اور کرنل بلیک کو واپس زیرولینڈ لے کر آؤں گی یا پھر ان تینوں کو میں ہلاک کر دوں گی۔اوور"۔شی تارا نے کہا۔

"کوشش کرنا کہ وہ تینوں زیرولینڈ زندہ واپس آ جائیں۔گو ہیڈ کوارٹر نے ان کے لئے زیرولینڈ میں واپسی پر پابندی عائد کر رکھی ہے مگر وہ زیرولینڈ کے بہترین دماغ رکھنے والے ایجنٹ ہیں جن کو ہم کھونا نہیں چاہتے۔عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے ان کی نہیں چلتی ورنہ دوسرے مشنوں میں انہیں کبھی ناکامی سے دوچار نہیں ہونا پڑا تھا۔میں ہائی کمان سے بات کر کے انہیں کسی اور جگہ ایڈجسٹ کر دوں گا۔اوور"۔سپریم کمانڈر نے کہا۔

"ٹھیک ہے کمانڈر۔میں کوشش کروں گی کہ وہ کسی طرح زندہ یہاں سے نکل جائیں۔اوور"۔شی تارا نے مبہم سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔وش یو گڈ لک۔اوور اینڈ آل"۔سپریم کمانڈر نے کہا اور پھر شی تارا کے سامنے موجود مشین خود بخود آف ہوتی چلی گئی۔ مشین آف ہوتے ہی شی تارا نے سکون کا سانس لیا اور اپنے ماتھے پر آئے ہوئے پسینے کے قطروں کو صاف کرنے لگی۔سپریم کمانڈر کے سامنے اس کی حالت نجانے کیوں اس قدر غیر ہو جاتی تھی ورنہ اس نے کسی اور سے ڈرنا اور خوفزدہ ہونا جیسے سیکھا ہی نہیں تھا۔

شی تارا نے مشین کے دوسرے بٹن آف کئے اور پھر واپس اس مشین کی طرف پلٹ آئی جہاں پر سکرینیں آن تھیں اور پھر اس کی

نظر جیسے ہی اس سکرین پر پڑی جس پر وہ علی عمران کو دیکھ ر
تو وہ بے اختیار اچھل پڑی اور اس کی آنکھیں مارے حیرت کے
چلی گئیں۔
سکرین پر پہلے ٹام ہاک اور اس کے ساتھی عمران کو گ
کھڑے تھے اب وہاں ہر طرف ٹام ہاک کے ساتھیوں کی
بکھری پڑی تھیں اور ٹام ہاک عمران کے سامنے پڑا اس بری طر
تڑپ رہا تھا جیسے عمران نے اس کی ساری ہڈیاں توڑ دی ہ
عمران کے چہرے پر شدید غضب اور نفرت کے آثار دکھائی دے
تھے۔ ٹام ہاک چند لمحے تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔
"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ عمران۔ اس نے ٹام ہاک
ہلاک کر دیا ہے۔ اوہ۔ اوہ"۔ شی تارا کے منہ سے نکلا اور وہ دھ
کرسی پر بیٹھ گئی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ساکت ہونے والے ٹام
کو دیکھتی چلی گئی جس کے بارے میں اس نے سن رکھا تھا
مارشل آرٹس اور لڑائی بھڑائی کے دوسرے فنون میں اپنا ثانی
رکھتا اور بڑے سے بڑے فائٹر کو وہ چند ہی لمحوں میں زیرو کر ڈالا
مگر اس وقت وہی فائٹر عمران کے قدموں میں پڑا تھا جیسے اس کی
قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہو۔

ٹام ہاک کو ساکت ہوتے دیکھ کر عمران تیزی سے پلٹا اور تقریباً
اڑتا ہوا اس کمرے میں آ گیا جہاں جولیا، صفدر اور جوزف بندھے
ے تھے۔
"جوزف۔ جوزف"۔ عمران نے جوزف کے قریب آ کر اس کا سر
ہلاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ جوزف کے جسم سے نکلنے والا خون
ک گیا تھا اور وہ ہوش میں بھی تھا مگر اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس
نے ڈرم کے ڈرم شراب پی لئے ہوں۔ اس کی آنکھیں چڑھی ہوئی تھی
اس کا جسم واضح طور پر کانپ رہا تھا۔
"یس۔ باس"۔ جوزف نے عمران کی آواز سن کر لرزتے ہوئے
میں کہا۔
"ہوش میں آؤ جوزف۔ آنکھیں کھولو"۔ عمران نے بری طرح سے
چیختے ہوئے کہا۔ وہ جلدی سے جوزف کے گرد لپٹی ہوئی رسیاں کھولنے

لگا تھا۔ رسیاں کھول کر اس نے ایک طرف پھینکیں اور پھر ا
جوزف جیسے دیو ہیکل اور بھاری بھرکم وجود رکھنے والے کو جلد
دونوں ہاتھوں سے اٹھا لیا۔

جوزف کو اٹھا کر وہ ایک طرف پڑے ہوئے پلنگ کی طرف
اور اس نے جوزف کو اس پلنگ پر لٹا دیا۔ پھر وہ تیزی سے
بھاگتا ہوا اس کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا
کے ہاتھ میں میڈیکل باکس تھا۔ عمران کرسی گھسیٹ کر پلنگ
پاس بیٹھ گیا اور اس نے میڈیکل باکس کھول لیا۔ سب سے
عمران نے جوزف کی کلائیوں پر موجود زخموں کی بینڈیج کی جہا
ابھی تک خون رس رہا تھا۔ پھر عمران نے تین انجکشن نکا
انہیں باری باری جوزف کو لگاتا چلا گیا۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا جوزف۔ ہوش میں رہو"۔ عمران نے
جوزف نے اس کی آواز سن کر آنکھیں کھولنے کی کوشش
کامیاب نہ ہو سکا۔ جسم سے خاصا خون نکل جانے کی وجہ سے ا
حالت ابتر ہو گئی تھی۔ عمران چند لمحے ہونٹ بھینچے ہوئے ا
جانب دیکھتا رہا پھر اس نے میڈیکل باکس سے ایک اور انجکشن
کر جوزف کو لگا دیا۔ اس انجکشن کے لگتے ہی جوزف کے چہ
چھائی ہوئی مردنی قدرے کم ہو گئی۔ یہ دیکھ کر عمران نے اطمی
سانس لیا اور تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران نے جولیا اور صفدر کی رسیاں کھول کر انہیں بھی آ

یالی رنگت دیکھنے لگا۔ سبز رنگ جولیا کے کانوں پر چڑھنا شروع
گیا تھا اور اس کی گردن سے نیچے آ رہا تھا۔ عمران جلدی سے اٹھا اور
ے پاس آ گیا۔ عمران نے صفدر کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ
صفدر کا دم گھٹا تو اس کے جسم کو زوردار جھٹکا لگا۔ دوسرے
ے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے ہوش میں آتا دیکھ کر عمران
اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لئے تھے۔

اوہ۔ عمران صاحب آپ"۔ صفدر نے ہوش میں آتے ہوئے
ی سے کہا۔

یران بعد میں ہوتے رہنا۔ جلدی سے اٹھو اور جوزف کو اٹھا کر
وتی ہسپتال لے جاؤ۔ اس کی حالت بے حد مخدوش ہے"۔ عمران
نجیدگی سے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

وزف کی حالت مخدوش ہے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے جوزف
۔ صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا اور پھر اس کی نظریں زمین پر
یلے ہوئے خون اور بستر پر ہلدی کی طرح زرد نظر آنے والے جوزف
یں تو اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

اوہ۔ جوزف۔ یہ خون جوزف کا ہے"۔ صفدر کے منہ سے بے
یار نکلا۔ جوزف کی دونوں کلائیوں پر ڈریسنگ اور اس کے لباس کو
ن آلود دیکھ کر صفدر کو سچوئیشن سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی۔

ہاں۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اسے جلد سے جلد فاروقی
پتال لے جاؤ۔ میں نے اسے طاقت کے انجکشن تو لگا دیئے ہیں مگر

اس کے جسم سے خاصا خون نکل چکا ہے۔ اگر جلد سے جلد اسے مہیا نہ کیا گیا تو مشکل ہو جائے گی۔ میں ڈاکٹر فاروقی کو فون کر ہدایات دے دیتا ہوں تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسے ہس پہنچا دو۔ میں اس اثناء میں جولیا کو دیکھ لوں گا کیونکہ اس کی بھی خطرناک ہوتی جا رہی ہے"۔ عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا

" لیکن عمران صاحب۔ یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ آپ نے نہیں۔ مس جولیا کی حالت ایسی کیوں ہوئی ہے اور جوزف کو اس تک کس نے زخمی کیا ہے اور وہ لوگ کون تھے جنہوں نے رانا میں داخل ہوتے ہی اچانک پیچھے سے میرے سر پر وار کر کے مجھے ہوش کر دیا تھا۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"۔ صفدر ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے تھے۔

" صفدر۔ میں نے کہا ہے ناں کہ پہلے جوزف کو فاروقی ہسپ پہنچاؤ۔ اس کی حالت خراب ہے۔ واپس آؤ گے تو میں تمہیں تفصیل بتا دوں گا"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا تو صفدر حیرت اس کی شکل دیکھنے لگا۔ اس وقت عمران کے چہرے پر چٹانوں کی سختی نظر آ رہی تھی۔

" ٹھیک ہے۔ آپ جوزف کو اٹھوا کر میرے ساتھ کار تک دیں۔ اس کا بھاری بھرکم وجود مجھ اکیلے سے نہیں اٹھایا جائے صفدر نے کہا۔

" ارے۔ اس کا خاصا خون تو نکل گیا ہے۔ اب اس کا

بھاری کہاں رہ گیا ہے۔ شراب ملا خون نکل جانے کے بعد اس کا وجود اس کاغذ کی طرح ہلکا پھلکا ہو گیا ہے۔ یقین نہیں آتا تو خود ہی چیک کر لو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسے اس طرح مسکراتے دیکھ کر صفدر حیران رہ گیا۔ ابھی عمران کے چہرے پر اس قدر سختی اور سنجیدگی تھی اور اب اس کے چہرے پر وہی حماقتوں کی آبشار بہنا شروع ہو گئی تھی۔ عمران کب اور کس طرح اچانک اپنا رنگ بدل دیتا تھا اسے سمجھنا واقعی مشکل تھا۔

" اس نے شراب کافی عرصے سے چھوڑ رکھی ہے۔ اب اس کے خون میں شراب کہاں تھی"۔ صفدر نے عمران کو موڈ میں آتے دیکھ خود بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس نے آج کل افریقہ کے جو قدیم گیت گانے شروع کر رکھے ہیں ان گیتوں کا نشہ شراب سے بھی زیادہ گہرا اور تیز ہوتا ہے۔ [illegible] آؤ۔ اس کی حالت واقعی خراب ہے۔ آؤ۔ اس سے پہلے کہ اس کی روح اس کی منوں وزنی لاش یہیں چھوڑ جائے اسے ہسپتال لے جاؤ ورنہ اس کے کفن دفن کے لئے مجھے شاید پورے پاکیشیا کے بینک لوٹنے پڑ جائیں گے"۔ عمران نے صفدر کے ساتھ جوزف کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" بینک لوٹنے پڑ جائیں گے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔ صفدر نے عمران کی بات سن کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" یار۔ تمہارا کیا خیال ہے اس کالے دیو کی موت میرے لئے

آسان ثابت ہو گی ۔ ارے ۔ یہ مر گیا تو مجھے افریقہ سے اس
پورے قبیلے کو یہاں بلانا پڑے گا جن کی تعداد لاکھوں میں ہے ا
کے یہاں آنے جانے کا خرچہ اور پھر وہ یہاں آکر جوزف کے مر
جو رسمیں ادا کریں گے اس کے لئے شاید پاکیشیا کے تمام بینکوں
دولت بھی کم پڑ جائے گی"۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس
مگر پھر اس نے جوزف کی حالت دیکھ کر اپنی ہنسی روک لی ۔ ع
اور صفدر نے مل کر جوزف کو اٹھایا اور اسے کمرے سے باہر لے
وہاں موجود ایک کار میں انہوں نے جوزف کو ڈال دیا ۔ صفدر
موجود لاشوں کو دیکھ کر ایک بار پھر چونک پڑا تھا۔

"جاؤ"۔ عمران نے کہا تو صفدر سر ہلا کر کار کی ڈرائیونگ سیٹ
آ بیٹھا۔ عمران نے گیٹ کھولا تو صفدر کار سٹارٹ کر کے اسے بیک
کرتا ہوا رانا ہاؤس سے باہر نکل گیا اور کار موڑ کر اس نے مین سڑک
کی طرف بڑھا دی۔

صفدر کی کار گیٹ سے نکلی تو عمران نے گیٹ بند کر دیا اور پھر
تیزی سے رانا ہاؤس کے پچھلے حصے میں موجود گارڈن کی طرف بڑھتا
گیا ۔ رانا ہاؤس کا باغ خاصا وسیع تھا جہاں ہر طرح کے پھول موجود
تھے ۔ باغ کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے جوزف نے وہاں مختلف
اقسام کے پھولوں اور پودوں کے گملے بھی سجا رکھے تھے۔

عمران گھیکوار گملے کی طرف بڑھا اور اس نے اس پودے پر
کانٹوں سے خود کو بچاتے ہوئے اس کا ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ پودے م

لیس دار مادہ بھرا ہوا تھا۔ جیسے ہی عمران نے اس پودے کو توڑا اسے
عجیب ناگوار سی بو محسوس ہوئی مگر عمران نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی
اور وہ اس ٹکڑے کو لئے واپس کمرے میں آگیا۔ اس نے اس ٹکڑے
کو ایک میز پر رکھا اور پھر جولیا کو کرسی سے اٹھا کر اس پلنگ پر لٹا دیا
جس پر اس نے پہلے جوزف کو لٹایا تھا۔ پھر اس نے واپس آکر اس
لیس دار مادے سے بھرے ہوئے ٹکڑے کو اٹھایا اور اسے لئے ہوئے
جولیا کی طرف آگیا۔ اس نے جولیا کے دائیں کان میں اس لیس دار
مادے کے چند قطرے ٹپکائے اور پھر اس کا چہرہ دوسری طرف کر کے
اس کے بائیں کان میں قطرے ٹپکانے لگا۔ اس کے بعد عمران نے
جولیا کا سر اونچا کیا اور اس کے نتھنوں میں پودے کا رس ٹپکانے لگا۔

اس کام سے فارغ ہو کر عمران نے میڈیکل باکس جو وہیں پڑا تھا،
میں سے ایک دوسری سرنج نکالی اور باکس میں سے ایک انجکشن
نکال کر بھرنے لگا۔ سرنج بھر کر عمران نے جولیا کا سر اونچا کیا اور پھر وہ
انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے جولیا کی گردن کی ایک چھوٹی رگ
تلاش کرنے لگا۔ اس مخصوص رگ کو تلاش کر کے عمران نے اسے
خاص انداز میں دبایا تو رگ باہر کو ابھر آئی ۔ عمران نے اس رگ
میں انجکشن لگانا شروع کر دیا۔ سرنج خالی ہوتے ہی اس نے رگ سے
سوئی کھینچ کر باہر نکالی اور سرنج پلنگ کے نیچے موجود ڈسٹ بن میں
پھینک دی۔

چند لمحے وہ غور سے جولیا کو دیکھتا رہا پھر جولیا کے چہرے پر چھائی

ہوئی سبز رنگت کو کم ہوتے دیکھ کر اس نے مطمئن انداز میں
اور جولیا کے پاس سے ہٹ گیا۔ میڈیکل باکس میں تمام چ
اس نے جوزف اور جولیا کی ٹریٹمنٹ کے لئے نکالی تھیں با ک
ڈال کر اس نے باکس بند کیا اور اسے اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ
پھر عمران نے ڈاکٹر فاروقی کو فون کیا اور انہیں جوزف کی حالت
بارے میں بتانے لگا۔ ڈاکٹر فاروقی سے بات کر کے اس نے
فون بند ہی کیا تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک

"یس"۔ عمران نے اپنے اصلی لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخ
لہجے میں کہا۔ عمران نے چونکہ اس کے سامنے صفدر کو حکم دیا
وہ جولیا کو لے کر رانا ہاؤس پہنچ جائے اس لئے اس نے جان بو
ایکسٹو کا انداز اختیار کیا تھا تاکہ صفدر اور جولیا عمران کے قریب
تو انہیں کوئی شک نہ پڑے۔

"کون ایکسٹو۔ میں کسی ایکسٹو کو نہیں جانتا"۔ عمران نے
مخصوص لہجے میں کہا۔ جوزف کو ہسپتال پہنچا کر اور جولیا کی
بہتر ہوتے دیکھ کر وہ پرسکون ہو گیا تھا اس لئے اس کے چہر
کھنچاؤ اور سختی دور ہو گئی تھی۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ میں نے آپ کو ایک ضروری بات
کے لئے فون کیا ہے"۔ عمران کو اس انداز میں بولتے دیکھ کر
زیرو نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"وہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ تم بغیر کسی ضروری بات کرنے کے
مجھے بھلا کیوں فون کرو گے۔ آخر ایکسٹو جو ٹھہرے۔ تمہارے سامنے
میری بھلا کیا اوقات ہو سکتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ سر سلطان کی رہائش گاہ پر حملہ کیا گیا ہے۔ ان
کے تمام محافظوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور سر سلطان صاحب کو بھی
گولیاں ماری گئی ہیں"۔ بلیک زیرو نے عمران کے مزاحیہ جملوں کو
نظر انداز کرتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بری طرح
چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت تشویش کے گہرے سائے پھیل
گئے۔

"اوہ۔ یہ کب کی بات ہے۔ اور سر سلطان۔ کیا وہ زندہ ہیں"۔
عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو وہ زندہ ہیں مگر ان کی حالت خاصی مخدوش ہے۔ ان
کے سینے میں دو گولیاں لگی تھیں۔ انہوں نے خود مجھے فون کیا تھا۔
مجرم شاید انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔ انہوں نے تکلیف اور
نقاہت زدہ لہجے میں بتایا تھا کہ جس جگہ وہ گرے تھے فون ان کے
بالکل قریب ہی تھا۔ ان کو ہوش آیا تو انہوں نے تکلیف میں ہونے
کے باوجود مجھے فون کر دیا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ انہوں نے کوئی تفصیل نہیں بتائی۔ کون لوگ تھے وہ"۔
عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ان کی حالت ایسی نہیں تھی۔ انہوں نے مجھ سے بڑی

مشکل سے بات کی تھی ۔ البتہ وہ ٹام ہاک کا نام لے رہے تھے
بلیک زیرو نے کہا۔

" ٹام ہاک ۔ اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کارروائی بھی ٹام ہاک
نے کی تھی "۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں نے نعمانی اور تنویر کو کال کر کے ان کی طرف روانہ کر دیا
ہے اور انہیں ہدایات بھی دے دی ہیں کہ وہ جلد سے جلد سر سلطان
کو ہسپتال لے جائیں "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ٹھیک ہے "۔ عمران نے کہا۔

" جولیا اور صفدر رانا ہاؤس پہنچ گئے ہوں گے ۔ اب جولیا کی حالت
کیسی ہے "۔ بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل سے
ساتھ ساری بات بتا دی۔

" اوہ ۔ ٹام ہاک خاصا تیز ثابت ہو رہا ہے ۔ اب وہ کہاں ہے "
بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

" باہر بے ہوش پڑا ہے ۔ میں نے اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی
ہے ۔ تم خاور کو کال کرو اور اسے فوراً رانا ہاؤس پہنچنے کی ہدایات
دے دو ۔ میں نے جولیا کا علاج کر دیا ہے ۔ ایک گھنٹے تک اسے بھی
ہوش آ جائے گا ۔ خاور آ کر اسے سنبھالے اور یہاں پڑی ہوئی لاشوں
کو بھی ٹھکانے لگا دے ۔ میں ٹام ہاک کو بلیک روم میں بند کر کے
سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک سے ملنے جا رہا ہوں ۔ واپس آ کر
اس سے دو دو باتیں کروں گا "۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اور کوئی حکم "۔ بلیک زیرو نے عمران کو سنجیدہ
دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" نہیں بس "۔ عمران نے اسی انداز میں کہا اور فون بند کر دیا ۔
اس نے ایک بار پھر جولیا کے قریب جا کر اس کا جائزہ لیا ۔ جولیا کی سبز
رنگت کم پڑتی جا رہی تھی ۔ عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر
ہلایا اور پھر کمرے سے باہر آ گیا ۔ جہاں ٹام ہاک اسی طرح بے ہوش
پڑا تھا۔

عمران نے ٹام ہاک کو اٹھایا اور اسے لے جا کر بلیک روم میں
بند کر دیا ۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کی پرچھائیاں نظر آ رہی تھیں
ٹام ہاک تو اس کے قابو میں آ گیا تھا مگر مادام ماشاری ابھی تک آزاد
تھی اور وہ نجانے اس وقت کہاں تھی ۔ اس تک پہنچنا بھی بہت
ضروری تھا کیونکہ اس نے جس انداز میں عمران کو چیلنج کیا تھا اس
سے صاف پتہ چلتا تھا کہ وہ کس قدر خطرناک، تیز اور نڈر ہے ۔ کچھ
دیر عمران سوچتا رہا پھر وہ کمرے سے باہر آ کر اپنی کار میں آ بیٹھا جو
نقاب پوش گیٹ کے باہر سے اندر لے آئے تھے ۔ عمران نے گیٹ
کھولا اور پھر کار کو لئے ہوئے رانا ہاؤس سے باہر آ گیا۔

ذیلی سڑک سے گزر کر اس نے اپنی کار مین سڑک پر ڈالتے ہوئے
فل سپیڈ پر چھوڑ دی ۔ دو گھنٹے مسلسل کار دوڑاتے ہوئے وہ شہر سے
باہر جانے والی ایک سڑک پر آ گیا اور اس سڑک پر آگے بڑھتا چلا گیا
اور پھر مزید اڑھائی گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک پہاڑی علاقے

میں آن پہنچا۔ ٹیلوں کے درمیان بنے ہوئے راستوں پر موڑ کاٹتا ہوا وہ کار کو ایک پہاڑی کے قریب لے آیا۔ اس نے کار کو ایک جگہ روکا اور پھر کار کا انجن بند کئے بغیر کار سے باہر آگیا اور سیدھا اس پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا جو سخت اور ٹھوس چٹانوں کی بنی ہوئی تھی۔

عمران نے پہاڑی کے قریب آکر ایک جگہ چٹان پر ابھرے ہوئے ایک پتھر پر پیر رکھ کر دبایا تو اچانک گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ پہاڑی کی ایک چٹان کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ وہاں ایک بہت بڑا خلا نمودار ہو گیا تھا۔ خلا اتنا بڑا تھا کہ اس میں دو کاریں ایک ساتھ آسانی سے چل سکتی تھیں۔

عمران واپس کار میں آیا اور کار کو موڑ کر اس خلا کی طرف لے آیا اور پھر وہ کار سمیت اس خلا میں داخل ہو گیا۔ جیسے ہی عمران کی کار خلا میں داخل ہوئی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھی ہوئی چٹان خود بخود بند ہوتی چلی گئی۔ سامنے ایک طویل مگر موڑ کھاتی ہوئی سرنگ تھی۔ اس سرنگ میں خاصا اندھیرا تھا۔ عمران نے کار کی ہیڈ لائٹس آن کر لی تھیں اور اس کی روشنی میں کار کو سرنگ میں لے جا رہا تھا۔ سرنگ نشیبی انداز میں بنی ہوئی تھی۔ اس سرنگ کی بناوٹ انسانی ہاتھ کی کارگری کا بہترین نمونہ تھی۔

تین چار موڑ کاٹ کر عمران نے ایک جگہ کار روک دی کیونکہ اس کے سامنے اچانک ایک پتھریلی دیوار آگئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس جگہ آکر سرنگ بند ہو گئی ہو۔ عمران ایک بار پھر کار سے اترا اور

اس سنگی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے سرنگ کی چھت سے [illegible] رنگ کی تیز روشنی نکلی اور عمران پوری طرح اس روشنی میں نہا گیا۔ چند لمحے روشنی اس پر پڑتی رہی اور پھر اس روشنی کا رنگ سبز ہو گیا اور پھر اچانک روشنی ختم ہو گئی۔

عمران نے روشنی ختم ہوتے ہی آگے بڑھ کر سنگی دیوار پر ایک سائیڈ میں موجود ایک پتھر پر دباؤ ڈال دیا۔ پتھر اندر دھنس گیا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ سامنے موجود سنگی دیوار درمیان سے ہٹ کر سائیڈوں کی دیواروں میں گھستی چلی گئی۔ سامنے پتھروں کا بنا ہوا ایک بہت بڑا ہال نظر آرہا تھا۔ جہاں چاروں طرف چھوٹی بڑی چٹانیں ستونوں کی طرح کھڑی تھیں۔ عمران ہال میں داخل ہو کر ان ستون نما چٹانوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ایک دیوار کے پاس آ گیا۔ اس دیوار میں ایک آہنی دروازہ نظر آرہا تھا۔ عمران نے پہلے کی طرح اس دروازے کی سائیڈ میں موجود ایک پتھر کو دبایا تو آہنی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں تین عجیب ساخت کی مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ ان میں سے دو مشینیں چل رہی تھیں جبکہ ایک مشین آف تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس مشین کو آن کیا اور اس کے قریب پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

مشین پر ایک سکرین نصب تھی۔ عمران نے سکرین کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین ایک جھماکے سے آن ہو گئی اور اس میں ایک منظر ابھر آیا۔ یہ ایک بڑے کمرے کا منظر تھا جس میں

سنگ ہی موٹی موٹی اور لمبی زنجیروں میں بندھا ہوا تھا۔ زنجیروں کے کڑے اس کی گردن، دونوں بازوؤں، ہاتھوں اور دونوں پیروں میں موجود تھے اور زنجیریں اس قدر لمبی تھیں کہ وہ آسانی سے پورے کمرے میں گھوم پھر سکتا تھا جبکہ زنجیروں کے دوسرے سرے عقبی دیوار میں گم ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔

سنگ ہی ایک جگہ دیوار کے ساتھ پشت لگائے زمین پر اکڑوں بیٹھا تھا۔ اس کی داڑھی، مونچھیں بے حد بڑھی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے کئی روز سے شیو نہ بنائی ہو۔ کمرے میں انسانی ضرورت کا ہر سامان موجود تھا۔ پلنگ، کرسیاں، میز اور اس جیسی بے شمار چیزیں وہاں نظر آ رہی تھیں۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ خشک کھانے کے بے شمار ڈبے ایک ترتیب سے رکھے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف خالی ڈبوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے جنہیں استعمال کرنے کے بعد سنگ ہی نے پھینک دیا تھا۔

عمران نے سنگ ہی کو زندہ رکھنے کے لئے اس کی ضرورت کا ہر تمام انتظام کر رکھا تھا اس طرح کا سامان اس نے تھریسیا اور کرنل بلیک کے قید خانوں میں بھی مہیا کر رکھا تھا۔ جس جگہ عمران نے ان تینوں کو قید کر رکھا تھا اسے عمران نے سٹرانگ روم کا نام دے رکھا تھا۔ یہ پرانے دور کے کسی بادشاہ کا بنا ہوا سٹرانگ روم تھا جو عمران کو ان علاقوں میں ایک مجرم سے ایک معرکے کے دوران اچانک دریافت ہوا تھا۔ اس سٹرانگ روم میں شاید پرانے دور کے آدمیوں کو رکھا جاتا تھا۔ انہیں وہاں اذیتیں دینے کے ساتھ ساتھ بھوکا پیاسا رکھ کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہونے کے لئے مجبور ہونا پڑتا تھا۔

پہاڑی کی چٹان کا ڈھکن کی طرح کھلنا اور دوسرے تمام دروازوں کے ساتھ ساتھ عمران نے اس جگہ بے شمار سائنسی انتظامات کروائے تھے۔ اس جگہ کو وہ عموماً سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک جیسے مجرموں کو لا کر قید کرتا تھا تاکہ وہ کسی بھی طرح وہاں سے فرار نہ ہو سکیں۔ اس خاص جگہ کے بارے میں سوائے عمران، جوزف اور بلیک زیرو کے کسی کو معلوم نہیں تھا۔ عمران چونکہ سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو عالمی عدالتوں میں لے جانا چاہتا تھا اس لئے اس نے ان تینوں کو حکومت کے حوالے کرنے کی بجائے اس جگہ لا کر قید کر دیا تھا اور ان کو زندہ رکھنے کے لئے ان کی ضرورت کا ہر سامان مہیا کر دیا تھا۔

جن کمروں میں سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک قید تھے وہ جگہ تہہ خانے میں تھی جن کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ عمران جس جگہ موجود تھا وہ کنٹرول روم تھا جہاں سے ان قید خانوں میں نہ صرف روشنی پہنچانے کا انتظام تھا بلکہ ان مجرموں کو سانس لینے کے لئے آکسیجن بھی مشینوں کے ذریعے مہیا کی جاتی تھی۔ سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک لاکھ کوشش کرتے مگر ان قید خانوں سے نکلنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ ان قید خانوں کو کھولنے کا سارا میکنزم

عمران نے باہر سے رکھا ہوا تھا اس کے باوجود عمران نے ان تی
کو سپیشل میٹل کی بنی ہوئی زنجیروں میں باندھ رکھا تھا جن کو ت
ان کیلئے ناممکنات میں سے تھا۔

اس جگہ کوئی غیر متعلق انسان بھی نہیں آ سکتا تھا جس جگہ عم
پر زرد روشنی کی پھوار پڑی تھی اور سبز ہو گئی تھی۔ وہ اصل میں ا
کمپیوٹرائزڈ مشین سے نکلنے والی ریز تھی جس نے عمران کے
جسمانی نظام کو شناخت کیا تھا اور پھر سنگی دروازہ کھلا تھا۔ اگر عم
کی جگہ کوئی اور ہوتا تو روشنی سبز ہونے کی بجائے سرخ ہو جاتی او
انسان یکلخت جل کر کوئلہ بن جاتا۔ اس کے علاوہ وہ ہال نما کم
میں موجود جن ستونوں کے پاس سے گزرا تھا وہ ایک مخصوص را
تھا جو گھوم کر کنٹرول روم کے آہنی دروازے تک جاتا تھا۔ وہاں
بھی راستے بنے ہوئے تھے جہاں عمران نے چند سائنسی انتظام
ساتھ زمین میں ایسے آلات بھی بچھا رکھے تھے جن پر پیر پڑتے
دھماکہ ہوتا تھا اور اس پیر رکھنے والے انسان کے پرخچے اڑ سکتے تھ
عمران نے مسکراتے ہوئے سنگ ہی کو دیکھا اور پھر اس نے سکر
کے نیچے موجود دوسرا بٹن دبایا تو سکرین کا منظر بدل گیا۔ ا
سکرین پر تھریسیا نظر آ رہی تھی۔ اس کا کمرہ بھی سنگ ہی کے کم
جتنا تھا اور وہاں بھی تقریباً ویسی ہی ضرورت کی چیزیں نظر آ رہی تھ
تھریسیا بھی زنجیروں میں بندھی ہوئی تھی۔ وہ البتہ پلنگ پر پڑی آ
کر رہی تھی۔ عمران نے تیسرا بٹن پریس کیا تو سکرین پر کرنل بلی

قید خانے کا منظر ابھر آیا۔ کرنل بلیک کی حالت بھی سنگ ہی
مختلف نہیں تھی۔ اس کی داڑھی مونچھیں بھی جھاڑ جھنکار کی
بڑھی نظر آ رہی تھیں۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھا گہری سوچ میں
ہوا تھا۔ عمران نے سب سے پہلے مادام ماشاری کے بارے میں
ل بلیک سے پوچھنے کا فیصلہ کیا اور مشین پر لگا ایک بٹن پریس
تے ہوئے مشین کے ایک خانے سے ایک مائیک نکال کر ہاتھ
اٹھا لیا۔

"ہیلو کرنل بلیک"۔ عمران نے سکرین پر نظریں گاڑتے ہوئے
لہجے میں کہا۔ اس کی آواز کرنل بلیک کے کمرے میں گونجی تو
ل بلیک بری طرح سے اچھل پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر
نے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے کمرے میں اندھیرا ہو اور
نکھیں پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش رہا ہو۔

"کک۔ کون۔ کون"۔ کرنل بلیک کے حلق سے ڈری ڈری
نکلی۔

"تمہاری کرسٹل بلٹ کا پہلا شکار"۔ عمران نے بدستور
راتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ عمران۔ تم۔ یہ تم ہو۔ اوہ۔ تم کہاں ہو۔ میرے سامنے
کرنل بلیک نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ نہایت
زدہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

"یوں۔ سامنے آؤں گا تو تم میرا کیا کرو گے"۔ عمران نے کہا۔

" میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا"
کرنل بلیک نے غراتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ قید خانے میں پڑے ہوئے تم آدم خور
ہو۔ میں تو تمہیں یہاں اچھلا بھلا چھوڑ کر گیا تھا"۔ عمران نے ک

" عمران۔ مجھے اس قید خانے سے نکالو ورنہ"۔ کرنل بلیک
غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" ورنہ۔ ورنہ کیا"۔ عمران نے اس کا مذاق اڑانے وا
میں کہا۔

" اگر میں تمہارے اس قید خانے سے نکل جانے میں کامیا
گیا تو یاد رکھنا میں تمہیں اور تمہارے اس پورے پاکیشیا کو
دوں گا"۔ کرنل بلیک نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ارے تو اب تک انتظار کیوں کر رہے ہو۔ فرار ہو
عمران نے کہا۔

" ہونہہ۔ تم نے مجھے آخر اس طرح یہاں تنہا کیوں قید
ہے۔ تم مجھے حکومت کے حوالے کیوں نہیں کر دیتے۔ ا
خانے میں میرا دم گھٹ رہا ہے۔ میں اکتا گیا ہوں۔ عرصہ
نے سورج کا منہ نہیں دیکھا۔ تم۔ تم یا تو مجھے اس قید خا
نکالو یا پھر مجھے ہلاک کر دو"۔ کرنل بلیک نے چیختے ہوئے۔
کہا۔

" گھبراؤ نہیں۔ میں بہت جلد تمہاری یہ خواہش بھی پو

ں گا"۔ عمران نے کہا۔

"کون سی خواہش"۔ کرنل بلیک نے چونک کر پوچھا۔

" تمہیں اس قید خانے سے آزاد کرنے کی۔ میں تمہیں، سنگ ہی
، تھریسیا کو عالمی عدالت میں لے جانے کی تیاری کر رہا ہوں۔ تم
ب کے جرائم کے ثبوت میرے پاس موجود ہیں۔ وہیں تمہارا
ہ چلے گا اور وہی اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ تمہیں ہلاک
نا چاہئے یا اس سے بھی زیادہ کسی تنگ اور تاریک کوٹھڑی میں
گی بسر کرنی ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" عالمی عدالت۔ ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تم ہمیں عالمی
الت میں لے جانے میں کامیاب ہو جاؤ گے"۔ کرنل بلیک نے
ت سے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کون روکے گا مجھے"۔ اس کی بات سن کر عمران
چونکتے ہوئے کہا۔

" زیرو لینڈ والے تمہیں ایسا کبھی نہیں کرنے دیں گے علی عمران
یا بدیر وہ یہاں اپنے ایسے ایجنٹ بھیجیں گے جو ہمیں تمہاری قید
نکالنے کے لئے پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ ہمیں
عدالت میں لے جانے کا خیال اپنے دل سے نکال دو"۔ کرنل
ب نے کہا۔

" ہونہہ۔ زیرو لینڈ والے کسی بھی طرح میرا راستہ نہیں روک
۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو"۔ کرنل بلیک نے کہا۔
"سیکرٹ ہینڈز کے ٹام ہاک کو جانتے ہو"۔ عمران نے کہا
"ٹام ہاک۔ اوہ۔ گریٹ لینڈ کا ہوا جس نے زیرو ل
ایجنٹوں کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا تھا"۔ کرنل بلیک نے کہا۔
"ہاں۔ وہ تمہاری، سنگ ہی اور تھریسیا کی رہائی کے لئے
کے نمائندے کی حیثیت سے یہاں آیا تھا۔ مگر"۔ عمران ۔
بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔
"مگر۔ مگر کیا"۔ کرنل بلیک نے چونک کر پوچھا۔
"عمران سے ٹکرانے والے کا کیا حشر ہوتا ہے یہ تم جا
ہو"۔ عمران نے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ کیا تم نے ٹام ہاک کو ہلاک کر دیا ہے"۔
بلیک نے اچھلتے ہوئے اور ہکلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔
"نہ صرف ٹام ہاک بلکہ زیرو لینڈ کی ٹاپ ایجنٹ مادام
بھی یہاں آ چکی ہے اور اس مادام ماشاری کا میں نے جو حش
اسے دیکھ کر زیرو لینڈ والے بھی کانپ اٹھیں گے۔ اس کا
کر ان میں دوبارہ جرأت نہیں ہو گی کہ وہ پاکیشیا میں ل
ایجنٹ کو بھیجیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل
چہرہ زرد پڑ گیا۔
"مادام ماشاری۔ کون مادام ماشاری"۔ کرنل بلیک ۔
زدہ لہجے میں کہا۔

وہی تاریکیوں کی رانی جسے اپنی پراسرار قوتوں پر بے حد ناز
تھا"۔ عمران نے کہا تو اس بار کرنل بلیک اس طرح اچھلا جیسے اس
کے قدموں میں سچ مچ کوئی بم آ پھٹا ہو۔ اس کا چہرہ یکلخت تاریک
ہوتا چلا گیا تھا۔
"شی تارا۔ تت۔ تم شی تارا کی بات کر رہے ہو"۔ کرنل بلیک
نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے منہ سے شی تارا کا نام سن کر
عمران بھی چونک پڑا۔
"شی تارا۔ اوہ تو وہ شی تارا ہے"۔ عمران کے منہ سے بے اختیار
نکلا۔ اس کے چہرے پر یکلخت گہری سنجیدگی طاری ہو گئی تھی اور اس
کی آنکھوں میں بے پناہ تشویش کے سائے لہرانے لگے تھے۔
"ہاں۔ تاریکیوں کی رانی شی تارا ہی ہے۔ کیا وہ پاکیشیا میں
ہے"۔ کرنل بلیک نے کہا۔
"اس وقت اس کی لاش ضرور پاکیشیا میں موجود ہے مگر اس کی
روح اب تک عالم بالا میں پہنچ چکی ہو گی"۔ عمران نے کہا۔
"اوہ۔ تم نے شی تارا کو ہلاک کر دیا۔ اوہ۔ اوہ"۔ عمران کی
بات سن کر کرنل بلیک نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ کیوں۔ اس کی تم سے رشتہ داری تھی۔ اسے ہلاک کر
کے میں نے کوئی گناہ کیا ہے کیا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"نہیں عمران۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم شی تارا کو ہلاک
نہیں کر سکتے۔ شی تارا تم جیسوں سے ہلاک ہونے والی نہیں۔ میں

تمہاری ہر بات مان سکتا ہوں۔ تم نے ٹام ہاک کو ضرور ہلاک کر
ہو گا مگر شی تارا۔ نہیں۔ میں یہ مر کر بھی نہیں مان سکتا کہ تم
شی تارا کو ہلاک کر دیا ہے"۔ کرنل بلیک نے سر جھٹکتے ہوئے کہا
"کیوں۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے"۔ عمران نے چونک
پوچھا۔
"بس میں نے کہہ دیا کہ تم شی تارا کو ہلاک نہیں کر سکتے۔
نہیں جانتے شی تارا کس ناگن کا نام ہے"۔ کرنل بلیک نے
بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔
"کس ناگن کا نام ہے تم ہی بتا دو"۔ عمران نے طنزیہ لہجے
کہا۔
"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ میں سمجھ گیا۔ تم یہ سب کیوں پوچھ ر
ہو"۔ کرنل بلیک نے اچانک اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکا
دمک اٹھا تھا۔
"کیا سمجھ گئے ہو تم"۔ عمران نے کہا۔
"تم مجھ سے شی تارا کی حقیقت اگلوانا چاہتے ہو کہ وہ کون ہے
کرنل بلیک نے کہا تو اس کی ذہانت پر عمران دل ہی دل میں ا
داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔
"مجھے اس کی حقیقت جاننے کی کیا ضرورت ہے۔ میں جانتا ہ
کہ وہ زیرو لینڈ کی ٹاپ ایجنٹوں میں سے ایک ہے جس کا مرتبہ سن
ہی اور تھریسیا سے بھی بڑا ہے۔ ان ایجنٹوں کو اس وقت حرکت

جاتا ہے جب سنگ ہی، تھریسیا اور تم جیسے سپر ایجنٹ کسی مرحلے
ناکام ہو جائیں"۔ عمران نے اسے مزید کریدنے کی کوشش
نے ہوئے کہا۔
"تمہیں یہ سب یقیناً شی تارا نے بتایا ہو گا۔ شی تارا جس ناگن کا
ہے وہ چھپ کر نہیں سامنے رہ کر وار کرتی ہے۔ اس کا دوسرا نام
ہے۔ ایسی موت جو دوسروں پر تو حاوی ہو سکتی ہے مگر"۔
ل بلیک کہتے کہتے رک گیا۔
مگر۔ مگر کیا"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔
"عمران۔ بتاؤ۔ شی تارا کہاں ہے۔ اور تم مجھ سے اس کے
ے میں کیا جاننا چاہتے ہو"۔ کرنل بلیک نے موضوع بدلتے
ئے کہا۔ عمران چند لمحے خاموش رہا پھر اس نے سر جھٹک کر دیا۔
"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ وہ اس وقت واقعی
یشیا میں موجود ہے۔ وہ تمہیں، سنگ ہی اور تھریسیا کو یہاں سے
کرانے کا مشن لے کر آئی ہے۔ اب تم سچ جان ہی گئے ہو تو یہ
ن لو کہ وہ تمہیں پاکیشیا سے آزاد کرانے نہیں آئی بلکہ زیرو لینڈ
ں نے اسے تمہاری موت بنا کر بھیجا ہے"۔ عمران نے ایک اور
ہ پھینکتے ہوئے کہا۔ اس بار اس نے کرنل بلیک کی ہوائیاں
دیکھی تھیں۔
"اوہ۔ اوہ۔ میرا اندازہ صحیح تھا۔ اس ناگن کو یہاں بھیجنے کا اس
سوا اور کوئی مقصد نہیں ہو سکتا تھا"۔ کرنل بلیک نے ہکلاتے

ہوئے کہا۔

" میں تم تینوں کو اس سے بچانا چاہتا ہوں مگر شی تارا
کیا ہے کہ وہ تم تینوں کو ضرور ہلاک کرے گی چاہے میں
پاتال کی آخری تہہ میں ہی لے جا کر کیوں نہ چھپا دوں"۔ عم
کہا۔

" وہ ایسی ہی ہے ۔ وہ ایسی ہی ہے عمران"۔ کرنل بلیک
لرزتے ہوئے کہا اور اسے اس طرح لرزتے دیکھ کر عمران چ
گیا۔

" کیا مطلب ۔ کیا وہ کوئی جادوگرنی ہے یا اس نے علم
دسترس حاصل کر رکھی ہے ۔ میں نے تم تینوں کو جس جگہ چ
ہے اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے ۔ پھر وہ تم تک کیسے آ
ہے"۔ عمران نے جان بوجھ کر اپنے لہجے میں حیرانی پیدا کرتے
کہا۔

" تم شی تارا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے عمران"۔
بلیک نے کہا۔ اس کا لہجہ بدستور خوف سے تھرا رہا تھا۔

" ہونہہ ۔ شی تارا انسان ہے کوئی بدروح نہیں جو اچانک
کر تمہیں ہلاک کر دے گی"۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں

" بدروح ۔ ہونہہ ۔ بدروحیں بھی شی تارا کے سامنے پانی
ہیں عمران ۔ تم اس کی پراسرار قوتوں سے واقف نہیں ہو ا
ایسی باتیں کر رہے ہو"۔ کرنل بلیک نے کہا اور اسے مطل

طرف آتے دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

" پراسرار طاقتیں ۔ کیا مطلب ۔ تم اس کی کن پراسرار طاقتوں کی
بات کر رہے ہو"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" وہ ۔ وہ "۔ کرنل بلیک نے خوف سے تھوک نگلتے ہوئے کہا تو
عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ کرنل بلیک شی تارا سے کچھ
زیادہ ہی خائف نظر آ رہا تھا اس لئے وہ اس کے بارے میں کچھ بتانے
سے اس قدر گھبرا رہا تھا۔

" ہاں بولو ۔ کیا ہیں اس کی پراسرار طاقتیں"۔ اس کے اس طرح
خاموش ہونے پر عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" نن ۔ نہیں عمران ۔ میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہیں
بتاؤں گا ۔ اگر شی تارا واقعی ہماری موت کا مشن لے کر یہاں آئی ہے
تو پھر تم تو کیا دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس کے ہاتھوں مرنے سے
نہیں بچا سکتی ۔ اب ہماری موت یقینی ہو چکی ہے ۔ قطعی یقینی"۔
کرنل بلیک نے کہا تو عمران نے جبڑے بھینچ لئے ۔ کرنل بلیک کی
بات سن کر اسے غصہ آ گیا تھا ۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ جا کر کرنل
بلیک کے چہروں پر تھپڑوں کی بارش کر دے جو خواہ مخواہ اس قدر
سسپنس پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

" کرنل بلیک ۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں شی تارا کے ہاتھوں
سے واقعی مرنے سے بچا لوں تو مجھے اس کی پراسرار طاقتوں کے
بارے میں بتا دو ۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں شی تارا کے

سائے کو بھی تمہارے پاس نہیں پھٹکنے دوں گا"۔ عمران نے آخری
چارہ کار کے طور پر کہا۔
" نہیں عمران ۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا ۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا"۔
کرنل بلیک نے دھم سے زمین پر بیٹھتے ہوئے مایوسی کے عالم میں
کہا۔
" جہنم میں جاؤ ۔ تم ذہنی طور پر خود ہی اس کے ہاتھوں مرنے کا
فیصلہ کر چکے ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں"۔ عمران نے غراتے ہوئے
کہا ۔ کرنل بلیک نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا ۔ وہ
اکڑوں بیٹھ گیا تھا اور اس نے اپنا سر گھٹنوں میں چھپا لیا تھا ۔ اس کا
انداز ایسا تھا جیسے وہ گھٹنوں میں سر دے کر رو رہا ہو۔
" ہونہہ ۔ بزدل کہیں کا"۔ عمران غرایا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر
کنٹرول پینل پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا کر سکرین آف کر دی جس
میں کرنل بلیک نظر آ رہا تھا۔
" حد ہو گئی ۔ کرنل بلیک تو اس طرح خوفزدہ ہو رہا تھا جیسے شی
ارا یہیں کہیں موجود ہو اور وہ ابھی اس پر بدروح کی طرح موت بن
جھپٹ پڑے گی"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ وہ چند لمحے
وچتا رہا پھر اس نے مشین کا ایک دوسرا بٹن پریس کیا تو سکرین
بارہ روشن ہو گئی ۔ اب سکرین پر کرنل بلیک کی بجائے سنگ ہی
ر آ رہا تھا جو ایک دیوار سے ٹیک لگائے اکڑوں بیٹھا ہوا تھا۔
عمران نے مائیک ہاتھ میں لے کر اسے آن کر لیا ۔ اس سے پہلے

کہ عمران سنگ ہی سے مخاطب ہو کر کوئی بات کرتا اچانک اس کی
کلائی پر موجود ریسٹ واچ سے اسے ضربیں لگنے لگیں ۔ عمران بے
اختیار چونک پڑا ۔ جیسے ہی اسے ریسٹ واچ کی ضربیں لگیں اسے اپنی
گردن کے پچھلے حصے میں تیز چبھن سی محسوس ہوئی ۔ عمران کو یوں
محسوس ہوا تھا جیسے اس کی گدی پر کسی چیونٹی نے کاٹ لیا ہو ۔ اس
کا ہاتھ بے اختیار اپنی گردن پر پہنچ گیا مگر اسی لمحے اس کا ذہن چکرایا اور
دوسرے ہی لمحے عمران کے ذہن پر تاریکی کے پردے گرتے چلے گئے۔

شی تارا آنکھیں پھاڑے حیرت زدہ نظروں سے ٹام ہاک کو دیکھ
رہی تھی جو اب تڑپ تڑپ کر ساکت ہو گیا تھا۔
"اوہ۔ اوہ۔ ٹام ہاک عمران کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ بہت برا ہو
ہے"۔ شی تارا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اسی لمحے کمرے میں ایک
بار پھر سیٹی کی آواز ابھری تو شی تارا ایک بار پھر اچھل پڑی۔
"ہیڈ کوارٹر سے کال۔ اوہ۔ اوہ۔ ابھی تو میری ہیڈ کوارٹر سے
بات ہوئی ہے۔ پھر انہیں دوبارہ مجھ سے بات کرنے کی کیا ضرورت
پیش آ گئی"۔ شی تارا نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے سکرین آف کی
اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ اسی ٹرانسمیٹر کے پاس موجود
تھی جس پر اس نے ابھی کچھ دیر قبل ہیڈ کوارٹر میں سپریم کمانڈر سے
بات کی تھی۔
"یس۔ شی تارا اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ شی تارا نے اپنے مخصوص

لہجے میں کہا۔ دوسری طرف سے کسی مشین کی گھرر گھرر چلنے کی آواز
سنائی دی اور پھر شی تارا سے کوڈ کا تبادلہ کیا گیا اور پھر شی تارا کو
سپریم کمانڈر سے بات کرنے کا حکم دیا گیا۔
"یس کمانڈر۔ میں شی تارا بول رہی ہوں۔ اوور"۔ سپریم کمانڈر
کی آواز سن کر شی تارا نے مؤدب لہجے میں کہا۔
"شی تارا۔ ابھی آپریشنل روم سے ایشیا ونگ مشین نے اطلاع
دی ہے کہ ہمارے سپر ٹاپ ایجنٹ ڈبل او الیون کو آف کر دیا گیا
ہے۔ اس کے بارے میں تمہارے پاس کوئی اطلاع ہے کہ وہ کہاں
تھا اور اسے کس نے آف کیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے سپریم
کمانڈر کی تیز اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"ڈبل او الیون۔ اوہ۔ یس کمانڈر۔ ڈبل او الیون کو واقعی آف کر
دیا گیا ہے۔ اوور"۔ شی تارا نے جلدی سے کہا۔
"اوہ۔ تمہیں کیسے معلوم ہے۔ اوور"۔ سپریم کمانڈر نے اپنے
مخصوص غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔
"کمانڈر۔ جب آپ نے پہلے کال کی تھی اس سے پہلے میں علی
عمران کو مانیٹر کر رہی تھی۔ میں نے عمران کے جسم میں سپر سکس
ون ٹرانسمٹ کر رکھا ہے۔ میں عمران پر مسلسل نظر رکھے ہوئے
تھی کہ وہ کیا کرتا ہے کہاں آتا جاتا ہے۔ میں نے عمران کو اغوا کر
کے اس کی بے ہوشی کی حالت میں اس کے جسم میں سپر سکس ون
فٹ کر دیا تھا عمران کو اس کی خبر نہیں ہے۔ میں نے عمران سے

ڈاکٹر صمدانی اور ایس ڈی ہنڈرڈ کے بارے میں پوچھا تھا
توقع کے مطابق اس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔ میں نے عمران پر
دیا تھا کہ میں پاکیشیا میں ایس ڈی ہنڈرڈ اور ڈاکٹر صمدانی کو
کے لئے آئی ہوں۔ ایس ڈی ہنڈرڈ اور ڈاکٹر صمدانی کا سن کر
چونکا تھا۔ میں جانتی تھی کہ عمران کس قدر قوت ارادی کا ما
میں اس سے جبراً ایس ڈی ہنڈرڈ اور ڈاکٹر صمدانی کے بارے
نہیں اگلوا سکتی تھی اس لئے میں نے اس کے جسم میں سپر سا
انجیکٹ کر کے اسے چھوڑ دیا۔

ایس ڈی ہنڈرڈ اور ڈاکٹر صمدانی کا سن کر عمران چونکا ہو
وہ کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر صمدانی سے ضرور ملنے کی کوشش کر
وہ کہاں جاتا ہے اور اصل ڈاکٹر صمدانی کون ہے اور کہاں رہتا
جاننے کے لئے میں عمران کو سپر سکس ون کے ذریعے مسلسل
کر رہی تھی۔

عمران کار میں سوار ہو کر مختلف سڑکوں پر گھومتا رہا۔ میں
سمجھ رہی تھی کہ وہ ڈاکٹر صمدانی سے ملنے جا رہا ہے مگر وہ
عمارت میں چلا گیا جہاں ٹام ہاک اپنے نقاب پوش ساتھیوں
ساتھ پہلے ہی چھپا ہوا تھا۔ جیسے ہی عمران عمارت میں داخل ہو
ہاک کے آدمیوں نے اسے کور کر لیا اور ٹام ہاک عمران کے س
گیا۔ مجھے پہلے معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ عمارت عمران کی تھی
ہاک کی لیکن جس طرح ٹام ہاک کے آدمیوں نے عمران کو کو

تھا اس سے صاف اندازہ ہوتا تھا کہ ٹام ہاک وہاں خاص طور پر
عمران کے لئے پہلے سے ہی موجود تھا۔ وہ اس کے لئے وہاں آیا تھا۔
میں اسے دیکھ کر ابھی حیرانی سے سوچ ہی رہی تھی کہ ہیڈ کوارٹر سے
آپ کی کال آ گئی جس کی وجہ سے میں یہ نہ جان سکی کہ ٹام ہاک کس
بلڈ موجود ہے اور اس نے عمران کو کور کیوں نہیں کیا۔ آپ سے
بات چیت کر کے میں فارغ ہوئی تو میں نے دوبارہ اس سکرین پر
دیکھا تو ٹام ہاک مجھے عمران کے قدموں میں تڑپتا نظر آیا۔ پھر دیکھتے
ہی دیکھتے وہ ساکت ہو گیا۔ اوور"۔ شی تارا نے سپریم کمانڈر کو
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے ڈبل او الیون کو آف کرنے والا علی
عمران ہے۔ اوور"۔ سپریم کمانڈر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس کمانڈر۔ اوور"۔ شی تارا نے کہا۔

"اوہ۔ یہ بہت برا ہوا ہے۔ ہمارا ایک سپر ٹاپ ایجنٹ عمران
کے ہاتھوں مارا گیا۔ آخر یہ عمران ہے کیا چیز اور اس نے ڈبل او الیون
کو اتنی آسانی سے کیسے ہلاک کر دیا۔ ڈبل او الیون بے حد ہوشیار اور
زبردست فائٹروں میں سے ایک تھا۔ اوور"۔ سپریم کمانڈر نے غراتے
ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتی کمانڈر۔ اگر میں نے عمران اور ڈبل او الیون
کی لڑائی دیکھی ہوتی تو آپ کو اس کی بھی تفصیل بتا دیتی۔ اوور"۔
شی تارا نے ناگواری سے کہا۔

"ہونہہ ۔ ٹھیک ہے ۔ ڈبل او الیون اب مارا گیا ہے تو کیا کیا
سکتا ہے ۔ اس کا مشن بھی تمہیں ہی تکمیل تک پہنچانا ہو گا ۔ سا
ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو زندہ یا مردہ پاکیشیا سے نکالنے کی ذ
داری اب میں تمہیں سونپتا ہوں ۔ ایس ڈی ہنڈرڈ کے حصول
اس کے موجد ڈاکٹر صمدانی کو ہلاک کرتے ہی تمہیں ان تینوں
تلاش کرنا ہے ۔ کیا تم سمجھ رہی ہو میں کیا کہہ رہا ہوں ۔ اوور
سپریم کمانڈر نے کہا۔

"یس کمانڈر ۔ فرسٹ مشن کے مکمل ہوتے ہی میں فوری طو
سیکنڈ مشن پر کام شروع کر دوں گی اور آپ کو دونوں مشنز پر بہت
کامیابی کی رپورٹ دوں گی ۔ اوور"۔ شی تارا نے کہا۔

"ڈبل مشن پر کام کرنے میں اگر تمہیں کوئی پرابلم ہو تو بتا د
میں سیکنڈ مشن کے لئے اور سپر ٹاپ ایجنٹ بھیج دیتا ہوں ۔ اوو
سپریم کمانڈر نے کہا۔

"اوہ ۔ نو کمانڈر ۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ میں خود
دونوں مشنز پر کام کروں گی ۔ میرے لئے یہ مشنز نہایت معمولی ہ
اوور"۔ شی تارا نے جلدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ مجھے تم پر اعتماد ہے ۔ جلد سے جلد اپنے مشنز مکم
کرو ۔ زیرو لینڈ میں گولڈن ڈائمنڈز کا تاج تمہارا انتظار کر رہا ہے
اوور"۔ سپریم کمانڈر نے کہا تو شی تارا کے چہرے پر ایک بار
مسرت کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

کمانڈر ۔ میں بہت جلد واپس آ رہی ہوں ۔ اوور"۔ شی تارا
ت سے مگر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

ے ۔ اوور اینڈ آل"۔ سپریم کمانڈر نے کہا اور اس کے ساتھ
ی طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا ۔ شی تارا نے بھی ایک
سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا
گی جیسے میلوں دوڑ لگا کر آئی ہو اور بری طرح سے تھک گئی
ی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شی تارا
ڑی ۔ اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار ابھر آئے تھے۔

نہہ ۔ کبھی ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجنے لگتی ہے تو کبھی فون کی گھنٹی
ی ہے ۔ میں یہاں ٹرانسمیٹر اور فون سننے تو نہیں آئی"۔ شی تارا
ار لہجے میں کہا اور اٹھ کر فون کی جانب بڑھ گئی۔

یس ۔ مادام ماشاری سپیکنگ"۔ شی تارا نے فون کا رسیور اٹھا
کھانے والے لہجے میں کہا جیسے اسے فون کرنے والے پر شدید
رہا ہو۔

ارکل بول رہا ہوں مادام"۔ دوسری طرف سے مارکل کی سہمی
از سنائی دی ۔ وہ شاید شی تارا کا غصیلہ لہجہ سن کر گھبرا گیا تھا۔

و ۔ کیوں فون کیا ہے"۔ شی تارا نے اسی لہجے میں کہا۔

دام ۔ میرا آدمی ہوٹل التاج کے کمرہ نمبر چار سو نو سے آپ کا
کیس لے آیا ہے"۔ مارکل نے جلدی سے کہا۔

یف کیس ۔ اوہ اچھا ۔ کہاں ہے وہ بریف کیس"۔ بریف

کیس کا سن کر شی تارا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" میرے پاس ہے مادام۔ لیکن"۔ مارکل نے کہا اور
کہتے رک گیا۔

" لیکن۔ لیکن کیا"۔ شی تارا نے چونک کر پوچھا۔

" مادام۔ جب میرا آدمی وہاں پہنچا تو آپ کا کمرہ کھلا
میرے آدمی نے اندر جا کر دیکھا تو وہاں ایک سوئس نژاد
ہوش پڑی تھی اور آپ کا بریف کیس اس کے قریب کھلا
لڑکی کی رنگت سبزی مائل ہو رہی تھی۔ میرا آدمی اس لڑکی
گھبرا گیا تھا۔ اس نے بریف کیس بند کیا اور اٹھا کر میرے
آیا"۔ مارکل نے کہا۔

" میرا بریف کیس کھلا ہوا تھا۔ اوہ۔ کون تھی وہ لڑکی
نے میرا بریف کیس کیوں کھولا تھا"۔ شی تارا نے بری
چونکتے ہوئے کہا۔

" معلوم نہیں مادام۔ میں نے اپنے آدمی سے بریف کیس
اسے دوبارہ آپ کے کمرے میں بھیجا تھا تاکہ وہ پتہ لگائے کہ
کون ہے۔ آپ کے کمرے میں کیا کرنے گئی تھی اور اس۔
بریف کیس کیوں کھولا تھا مگر کچھ دیر بعد میرے آدمی نے آکر
کوئی نوجوان آکر اس لڑکی کو لے گیا ہے"۔ مارکل نے کہا۔

" اوہ۔ نانسنس۔ تم لوگوں کو کام کرنے کا ذرا بھی سا
ہے۔ تمہارے آدمی کو چاہئے تھا کہ وہ وہیں سے تمہیں

میں بتا دیتا۔ ایک آدمی اس لڑکی کی نگرانی کرتا اور پتہ کرتا
کی کون تھی"۔ شی تارا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

میں نے کاؤنٹر سے معلوم کیا تھا مادام۔ کاؤنٹر مین نے مجھے بتایا
آپ کی کوئی دوست تھی اور آپ سے ملنے آپ کے کمرے میں
۔ اس نے اپنا نام وہ پتہ نہیں بتایا تھا"۔ مارکل نے جلدی
۔

نہ۔ گولی مارو اس لڑکی کو۔ اس نے بریف کیس کھول کر
ت کو آواز دی تھی۔ بریف کیس میں گرین وائرس موجود تھے
گرین وائرس کا شکار ہو چکی ہو گی اور اس کا جسم پانی بن کر
ہو گا۔ تم بریف کیس مجھ تک پہنچاؤ۔ اس میں میری چند
چیزیں موجود ہیں"۔ شی تارا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

کہاں ہیں مادام"۔ مارکل نے پوچھا تو شی تارا نے اسے اپنا
بتا دیا۔

ٹھیک ہے مادام۔ میں اگلے دس منٹ تک آپ کے پاس پہنچ
۔ مارکل نے کہا۔

ے"۔ شی تارا نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا
ے پر بدستور حیرت تھی۔ شاید وہ اس لڑکی کے بارے
رہی تھی جو اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی اور جس نے
ف کیس کھولنے کی کوشش کی تھی۔

ہ۔ گرین وائرس کا شکار ہو کر اس لڑکی کا جسم اب تک

پانی بن چکا ہو گا۔اس کے بارے میں سوچنے کا فائدہ"۔
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک خیال کے تحت چونک پ
" اوہ۔ میں نے ابھی تک ماسٹر کمپیوٹر سے اپنی ریسٹ
ان لوگوں کے کوڈ فیڈ نہیں کئے جنہیں ہلاک کرنے کا مہ
کے سامنے دعویٰ کیا تھا"۔شی تارا نے چونکتے ہوئے لہج
پھر وہ تیزی سے اٹھی اور ایک دوسری مشین کے پاس آ گ
ساتھ ماسٹر کمپیوٹر نصب تھا۔

شی تارا نے اس مشین کو آن کیا اور اس پر لگے مختلف
چلی گئی۔اس مشین پر بھی ایک چھوٹی سی سکرین تھی ج
سبز تھا۔سکرین پر مختلف نمبروں کے کوڈ چل رہے تھے۔
ایک طرف پڑے ہوئے اپنے ہینڈ بیگ سے وہ کاغذ نکالا
نے مارکل کے بتائے ہوئے کوڈ نوٹ کئے تھے۔ پھر وہ
لے کر اس مشین پر بیٹھ گئی اور پھر اس کے ہاتھ تیزی ۔
بورڈ پر چلنے لگے۔

شی تارا ان کوڈز کو مشین میں منتقل کر رہی تھی۔
فارغ ہو کر اس نے کاغذ کو پھاڑ کر مشین کے نیچے موج
میں پھینک دیا اور اٹھ کر ایک وارڈ روب کی جانب بڑ
نے وارڈ روب کھول کر اس میں سے چند عجیب و غریب
ایک شیشی نکالی اور پھر کاٹن کا ایک رول نکال کر ان ت
لے کر اس مشین کے پاس آئی جس میں اس نے کوڈ ف

شی تارا نے تمام چیزیں مشین کے قریب پڑے ٹیبل پر رکھیں اور پھر
وہ اپنے بائیں بازو پر بندھی ہوئی ریسٹ واچ کا بٹہ کھولنے لگی۔ بٹہ
کھولنے کے باوجود جیسے بڑے ڈائل والی گھڑی اس کی کلائی سے چپکی
ہوئی تھی۔

شی تارا نے گھڑی کو انگلیوں اور انگوٹھے سے پکڑا اور اپنا بازو
مشین کی سائیڈوں پر رکھ کر گھڑی کو آہستہ آہستہ اوپر کھینچنے لگی۔
گھڑی کے نیچے دو موٹی موٹی پنیں تھیں جو اس کی کلائی میں اتری ہوئی
تھیں۔شی تارا نے نہایت احتیاط سے گھڑی کو کھینچ کر اس کی پنیں
کلائی سے نکال لیں۔اس کی کلائی پر پنوں جتنے سوراخ تھے جہاں سے
پنیں نکلنے کے باوجود خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا۔

شی تارا نے مشین کے ایک کونے میں موجود اپنی کلائی پر موجود
سوراخوں جتنے سوراخوں پر گھڑی کو رکھ کر دبایا تو گھڑی کی پنیں ان
سوراخوں میں اتر گئیں۔اس نے مشین کے دو بٹن پریس کئے تو
گھڑی کا ڈائل روشن ہو گیا۔گھڑی کے ڈائل کو روشن ہوتے دیکھ کر
شی تارا نے اطمینان سے سر ہلایا اور پھر اس نے وارڈ روب سے نکالے
ہوئے آلے مشین میں موجود سوراخوں میں ایڈجسٹ کر کے ان کے
بٹن دبانے شروع کر دیئے۔اسی لمحے مشین پر لگا ایک میٹر آن ہو گا
اور اس پر موجود سوئی تیزی سے تھرکنے لگی۔پھر شی تارا نے میز کی دراز
کھولی اور اس نے دراز میں سے ایک نشتر نکال کر میز پر رکھا اور پھر
اس نے وارڈ روب سے نکالی ہوئی شیشی کا ڈھکن کھولا اور کاٹن رول

سے کاٹن کا پیس الگ کر کے اسے شیشی میں موجود ہلکے زرد رنگ
کے محلول سے بھگونے لگی۔

زرد رنگ کے محلول سے بھیگے ہوئے کاٹن کو اس نے اپنی
کلائی پر لگانا شروع کر دیا جس پر سوراخ تھے۔ اچھی طرح محلول لگا
شی تارا نے کاٹن ڈسٹ بن میں ڈال دی اور پھر اس نے نشتر اٹھایا
اپنی کلائی کی کھال ایک مخصوص حصے تک کاٹنے لگی۔ کھال کٹ
ہوئے اس کے چہرے پر تکلیف کا احساس تک پیدا نہ ہوا تھا اور
ہی اس کٹے ہوئے حصے سے خون نکلا تھا۔

شی تارا نے کٹی ہوئی کھال کے ایک حصے میں نشتر کی نوک دبا
اور پھر اسے ہلکا سا جھٹکا دیا تو اس کی کلائی کی کٹی ہوئی کھال
ڈھکن کی طرح کھل گئی۔ کھال کے نیچے شی تارا کا فولادی بازو دکھا
دینے لگا جس میں عجیب و غریب اور انتہائی پیچیدہ مشینری نظر آ رہی
مشینری کے قریب چھوٹے چھوٹے سوراخ بنے ہوئے تھے۔ شی
نے کمپیوٹرائزڈ مشین سے سوئیوں کی طرح باریک تاریں نکالیں
کے آگے چھوٹی چھوٹی پنیں لگی ہوئی تھیں۔ پھر شی تارا نے میز کی دا
سے ایک چمٹی نکالی اور تاروں کی ایک باریک پن کو اس نے
سے پکڑ کر اپنے مشینی بازو کے ایک سوراخ میں نہایت احتیاط
اتار دیا۔ پھر اس نے دوسری پن دوسرے سوراخ میں ایڈجسٹ
اور اسی طرح پنیں چمٹی سے پکڑ کر ان سوراخوں میں ایڈجسٹ کر
چلی گئی۔ تاریں اس کمپیوٹرائزڈ مشین سے منسلک تھیں۔ تمام پنو

مشینی بازو کے سوراخوں میں ایڈجسٹ کر کے شی تارا نے مشینی
میں موجود چند بٹنوں کو چمٹی کی نوک سے پریس کرنا شروع کر
اسی لمحے کمپیوٹرائزڈ مشین پر لگی ہوئی سبز سکرین پر تیزی سے نمبر
لگے۔

شی تارا نے دائیں ہاتھ سے کمپیوٹر کا کی بورڈ سنبھالا اور اس کے
پریس کرنے لگی۔ سکرین پر ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا نام ابھرا۔
کے نیچے ایک کمپیوٹر کوڈ درج تھا۔ شی تارا نے مشین کے دو بٹن
تو مشین پر اس کی گھڑی کا ڈائل جو روشن تھا یکلخت بجھ گیا اور
ین پر ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اس سبز رنگ کے بلب
ساتھ ایک تار گزر رہی تھی جس کے سرے کی پن شی تارا کے
نی بازو میں پیوست تھی۔ شی تارا کے مشینی بازو میں بھی سبز
کا ایک ننھا سا بلب جل اٹھا تھا جبکہ ان بلبوں کے جلتے ہی
رین سے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا نام اور اس کے نیچے موجود
پٹر کوڈ غائب ہو گیا۔

شی تارا کمپیوٹر کی بورڈ کے بٹن پھر پریس کرنے لگی۔ اس بار
رین پر دوسرے ڈاکٹر کا نام ابھرا تھا جس کے نام کے ساتھ صمدانی
ہوا تھا۔ اس نام کے نیچے بھی کمپیوٹر کوڈ درج تھا۔ شی تارا نے
سے مشین کا ایک اور بٹن دبایا تو مشین پر ایک سبز بلب
ن ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی شی تارا کے مشینی بازو میں بھی ایک
سبز بلب جل اٹھا تھا۔ اسی طرح شی تارا کمپیوٹر کی بورڈ پر

انگلیاں چلاتی رہی اور مشین کے بٹن پریس کرتی رہی ۔
مشین اور اس کے مشینی بازو میں سبز بلب جلتے رہے ۔ یہاں
چار بلب روشن ہو گئے ۔
شی تارا نے پھر کمپیوٹر کی بورڈ پر انگلیاں چلائیں تو اس ب
سکرین پر علی عمران کا نام روشن ہو گیا جس کا نمبر پانچ تھا اور
نیچے بھی ایک کمپیوٹر کوڈ درج نظر آ رہا تھا۔ شی تارا نے مشی
دبایا تو عمران کا نمبر، نام اور کمپیوٹر کوڈ غائب ہو گیا اور مشی
تارا کے مشینی بازو کا پانچواں سبز بلب بھی روشن ہو گیا ۔
ساتھ ہی مشین پر موجود شی تارا کی گھڑی کا ڈائل دوبارہ روشن
"گڈ ۔ پانچواں ٹارگٹس ریسٹ مشین میں فیڈ ہو گئے ۔
ان تک پہنچنے اور انہیں ہلاک کرنے سے مجھے کوئی نہیں
سکتا"۔ شی تارا نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا اور پھر اس
سے احتیاط کے ساتھ مشینی بازو کے سوراخوں میں لگی پنوں
نکالنا شروع کر دیا ۔ مشینی بازو کے اندر سبز بلب بدستور
تھے ۔ شی تارا نے چمٹی کی نوک سے چند مزید بٹن پریس کئے
اس نے چمٹی ایک طرف رکھ کر کلائی کے ڈھکن کی طرح کھ
کھال رکھ کر بند کر دیا ۔ اس کام سے فارغ ہو کر شی تارا ۔
سے زرد محلول سے پھر روئی بھگوئی اور زرد محلول کو کلائی کی
کھال پر ٹپکانا شروع کر دیا ۔ کٹی ہوئی کھال کے جس جگہ
محلول ٹپک رہا تھا وہاں سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھنے لگا تھا اور

حیرت انگیز طور پر جڑنے لگی یہاں تک کہ کھال کے کٹنے کا نشان تک
غائب ہوتا جا رہا تھا۔
چند لمحوں میں کھال کے کٹے ہوئے حصے کا نشان بھی باقی نہ رہا
تھا ۔ البتہ کلائی پر وہ سوراخ ضرور موجود تھے جہاں سے شی تارا نے
گھڑی کی پنیں نکالی تھیں ۔ شی تارا نے روئی ڈسٹ بن میں پھینکی اور
مشین سے اپنی ریسٹ واچ نکال لی ۔ اس نے ریسٹ واچ کے نیچے
موجود پنوں کو کلائی کے سوراخوں پر رکھا اور پھر دوسرے ہاتھ کی
ہتھیلی ڈائل پر رکھ کر اسے پریس کر دیا۔ ریسٹ واچ شی تارا کی کلائی
پر فکس ہو گئی ۔ تب شی تارا نے اس کا پٹہ باندھ دیا ۔ اب شی تارا کا
ہاتھ بالکل اصلی ہاتھ کی طرح نظر آنے لگا تھا جس پر جیسے اس نے عام
سی گھڑی باندھ رکھی تھی۔
ریسٹ واچ کے البتہ ایک سے پانچ تک کے ہندسے ضرور روشن
نظر آ رہے تھے ۔ شی تارا نے تمام چیزیں سمیٹ کر میز کی دراز میں
رکھیں اور ایک بار پھر کمپیوٹرائزڈ مشین کو آپریٹ کرنے لگی ۔ وہ بے
حد مطمئن اور مسرور نظر آ رہی تھی ۔ اس سارے عمل میں اسے زیادہ
سے زیادہ ایک گھنٹہ لگا تھا ۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر شی تارا نے اس
مشین کی سبز سکرین آف کر دی ۔ البتہ مشین کو اس نے آف نہیں
کیا تھا جو ہلکی ہلکی گھرر گھرر کی آواز کے ساتھ چل رہی تھی ۔ شی تارا
اٹھی اور ایک طرف بڑھتی چلی گئی ۔ ایک دیوار کے پاس آ کر اس نے
دیوار کے ساتھ لگے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر کے

اسے کان سے لگا دیا۔

" جی بی بی جی "۔ دوسری طرف سے ایک بوڑھی اور بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

" رحمو بابا۔ کوئی آدمی تمہیں بریف کیس دے گیا ہے "۔ شی تارا نے پوچھا۔

" جی ہاں بی بی جی۔ تھوڑی دیر پہلے ایک آدمی آیا تھا۔ اس نے مجھے ایک بریف کیس دیا تھا جو میں نے آپ کے کمرے میں رکھ دیا ہے "۔ دوسری طرف سے رحمو بابا نے جواب دیا۔

" اچھا کیا ہے تم نے "۔ شی تارا نے کہا اور انٹرکام بند کر دیا اور پھر وہ دوبارہ اس مشین کی طرف آئی جس پر وہ عمران کو مانیٹر کر رہی تھی۔ اس اثناء میں سکرین ری فریش ہو گئی تھی۔ شی تارا نے ایک بٹن پریس کیا تو سکرین دوبارہ روشن ہو گئی مگر اس پر کوئی منظر نہیں ابھرا۔

" یہ۔ یہ کیا ہوا۔ سکرین پر عمران کیوں نظر نہیں آ رہا "۔ شی تارا نے حیرانی سے کہا اور مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے لگی مگر سکرین پر کوئی منظر واضح نہ ہوا۔

" اوہ۔ لگتا ہے عمران سو گیا ہے اس لئے سر سکس ون اسے مانیٹر نہیں کر رہا۔ ہونہہ۔ ایک تو اس پسماندہ ملک کے لوگ سوتے بہت ہیں "۔ شی تارا نے سر جھٹک کر کہا اور پھر مشین آف کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سن کر بلیک زیرو تیزی سے کچن سے باہر آیا اور کنٹرول روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ کچن میں اپنے لئے کافی تیار کر رہا تھا۔ کافی اس نے مگ میں ڈالی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کافی کا مگ اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ اس نے آپریشنل مشین کے سامنے بیٹھ کر کافی کا مگ ایک طرف رکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو "۔ بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" تنویر بول رہا ہوں چیف "۔ دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

" یس تنویر "۔ بلیک زیرو نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

" چیف۔ میں اور نعمانی آپ کے حکم پر رانا ہاؤس گئے تھے۔ ہم دونوں نے وہاں موجود تمام لاشوں کو اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دیا

تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ ایک شخص جس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے بلیک روم میں موجود ہے اسے وہاں سے اٹھا کر دانش منزل پہنچانا ہے مگر بلیک روم میں تو کوئی زندہ انسان موجود نہیں ہے"۔ تنویر نے جلدی جلدی مگر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"زندہ انسان سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں تنویر سے پوچھا۔

"یہاں ایک لاش کے ٹکڑے پڑے ہیں چیف"۔ تنویر نے کہا۔

"لاش کے ٹکڑے"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"یس چیف۔ ایسا لگتا ہے جیسے اس کمرے میں کسی انسان کو بم کے ساتھ باندھ کر رکھا گیا تھا۔ بم پھٹتے ہی اس انسان کے ٹکڑے ہو گئے تھے"۔ تنویر نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو زیرو لینڈ والوں نے اپنے ناکارہ ہونے والے ایجنٹ کو خود ہی موت کی سزا دے دی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"زیرو لینڈ۔ اوہ چیف۔ کیا وہ آدمی زیرو لینڈ کا ایجنٹ تھا"۔ تنویر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ اس کا نام ٹام ہاک تھا۔ سیکرٹ ہینڈز کا گرینڈ ماسٹر ٹام ہاک جو زیرو لینڈ کے لئے کام کرتا تھا۔ اس بار زیرو لینڈ والوں نے ٹام ہاک اور اپنی ایک لیڈی ایجنٹ مادام ماشاری کو بھیجا ہے۔ ان کا مشن 'کرسٹل بلٹ' والے کیس کے مجرم سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو چھڑانے کا ہے۔ وہ دونوں اپنے اپنے طور پر یہ کام کر رہے ہیں۔ مادام ماشاری عمران کو ہوٹل التاج میں ملی تھی جبکہ عمران کا ٹکراؤ ٹام ہاک سے رانا ہاؤس میں ہوا تھا۔ عمران نے ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑی تھی اور اسے اٹھا کر بلیک روم میں بند کر دیا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ تنویر کو مختصر طور پر ساری صورت حال بتاتا چلا گیا۔ جولیا چونکہ گرین وائرس کا شکار ہو چکی تھی اور ابھی تک بے ہوش تھی اس لئے بلیک زیرو نے تنویر کو ہی اس بار بریف کر دینا مناسب سمجھا تھا کیونکہ اس نے سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں کو عمران کی ہدایات پر مادام ماشاری کی تلاش میں لگا رکھا تھا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس کا مطلب ہے اب ہمیں صرف مادام ماشاری کو ہی ٹریس کرنا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چیف۔ یہاں لاش کے ٹکڑوں کے ساتھ ایک ہوٹل کے کمرے کی چابی بھی ملی ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"چابی۔ کس ہوٹل کی چابی ہے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہوٹل ریڈ روز کی۔ اس پر کمرہ نمبر بھی درج ہے"۔ تنویر نے کمرے کا نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے ٹام ہاک ہوٹل ریڈ روز میں ٹھہرا ہوا تھا تم نعمانی کو لے کر فوراً ہوٹل ریڈ روز پہنچ جاؤ اور ٹام ہاک کے کمرے کی تلاشی لو اور مجھے رپورٹ کرو"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے چیف"۔ تنویر نے کہا تو بلیک زیرو نے جواباً اوکے
رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے
نظر آرہے تھے۔ اسے عمران کے فون کا انتظار تھا جس نے رانا
سے اسے فون کر کے کہا تھا کہ وہ سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل
سے ملنے جارہا ہے تاکہ وہ ان سے پوچھ سکے کہ مادام ماشاری کے
ایسی کون سی پراسرار طاقت ہے جس کے بل بوتے پر اس نے
کو چار ہم نام سائنس دانوں اور پانچویں عمران کو ہلاک کرنے کا
کیا تھا۔

بلیک زیرو چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے سوچا کہ عمران کو
ہاک کی ہلاکت کی اطلاع دے دینی چاہئے۔ گو ٹام ہاک کے
عمران نے اسے سوائے اپنی تحویل میں لینے اور اس کا علاج
کرنے کے اور کوئی تلقین نہیں کی تھی مگر پھر بھی اس نے عمرا
اس کے ہلاک ہونے کی اطلاع دے دینا مناسب سمجھا۔

عمران جس پوائنٹ پر گیا تھا وہاں فون کی سہولت موجود
تھی اس لئے بلیک زیرو واچ ٹرانسمیٹر پر اطلاع دینے کے لئے اس
رابطہ کرنے لگا۔ واچ ٹرانسمیٹر پر دو نمبر مسلسل سپارک کر رہے
لیکن دوسری طرف سے عمران اس کی کال اٹنڈ نہ کر رہا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے۔ عمران صاحب کال رسیو کیوں نہیں کر رہے
بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ
پریس کیا اور ایک بار پھر عمران کو کال کرنے لگا لیکن واقعی عمر

اس کی کال رسیو نہیں کر رہا تھا۔ بلیک زیرو نے جب دیکھا کہ عمران
اس کی کال رسیو نہیں کر رہا تو وہ پریشان ہو گیا۔

"لگتا ہے عمران صاحب کسی پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں"۔ بلیک
زیرو نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں
الٹ عجیب و غریب خیالات جاگزیں ہونے لگے۔ عمران سنگ ہی،
تھریسیا اور کرنل بلیک سے ملنے کے لئے اکیلا گیا تھا۔ گو جس جگہ وہ
قید تھے اور عمران نے ان کی حفاظت کے جو انتظامات کر رکھے تھے وہ
انتہائی سخت اور فول پروف تھے لیکن اس کے باوجود بہر حال وہ کوئی
عام مجرم نہیں تھے۔ وہ زیرو لینڈ کے انتہائی فعال، ذہین اور خطرناک
ترین ایجنٹوں میں شمار ہوتے تھے جو عمران کی قید سے آزاد ہونے
کے لئے کچھ بھی کر سکتے تھے۔

اس کے علاوہ جس طرح عمران اور جوزف پر ٹام ہاک جیسے
خطرناک ایجنٹ نے حملہ کیا تھا اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ ایس ڈی
ہنڈرڈ کے حصول اور پاکیشیا کی قید سے تھریسیا اور کرنل بلیک کو
آزاد کرانے کے لئے مادام ماشاری بھی یہاں موجود تھی جس کے پاس
عجیب و غریب سائنسی آلات اور نجانے کس قسم کی پراسرار صلاحیتیں
تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے علاوہ بھی پاکیشیا میں زیرو لینڈ کے
ایجنٹ موجود ہوں۔ ان میں سے کوئی ایجنٹ عمران کے پیچھے لگا ہو یا
کسی سائنسی آلے یا خلائی سیارے سے عمران کو مسلسل چیک کیا جا
رہا ہو اور عمران کے اس جگہ پہنچتے ہی وہاں اٹیک کر دیا گیا ہو۔

بلیک زیرو یہ بھی جانتا تھا کہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ اپنے کسی
مشن کی تکمیل کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے سے بھی گریز نہ
کرتے تھے۔ اس لحاظ سے عمران واقعی خطرے میں تھا۔ بلیک
کو یہ بھی معلوم تھا کہ عمران ان کے لئے اس قدر تر نوالہ ثابت نہ
ہو گا لیکن وہ جس طرح اس کی کال کا جواب نہیں دے رہا تھا
سے بلیک زیرو کو احساس ہو رہا تھا کہ ضرور کچھ نہ کچھ ہوا ہے۔
اس قید خانے جس کا نام عمران نے سٹرانگ روم رکھا ہوا
کو عمران، بلیک زیرو اور جوزف کے سوا کسی نے نہیں دیکھا تھا
جوزف کو زخمی حالت میں فاروقی ہسپتال میں منتقل کیا گیا تھا۔
اس جگہ کو چیک کرنے کے لئے بلیک زیرو کو ہی اقدام کرنا تھا۔
نے ایک بار پھر عمران سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر بے سو
تب بلیک زیرو نے وہاں خود ہی جانے کا فیصلہ کر لیا۔
صورت حال چونکہ مخدوش تھی۔ مادام ماشاری نے جن چار ا
کو ہلاک کرنے کی دھمکی دی تھی اسے بھی کسی صورت میں نظرا
نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان کی سیکورٹی کا بھی عمران نے خود ہی انتـ
کرنے کا پروگرام بنایا تھا اس لئے اس کا وہاں موجود ہونا بہت ضرو
تھا۔ اس وجہ سے بلیک زیرو نے تمام احتیاطیں بالائے طاق رکھ
وہاں جانے کا پروگرام بنا لیا۔
بلیک زیرو نے آٹومیٹک اسلحہ اپنی جیبوں میں ٹھونسا، چہرے
اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کیا اور دانش منزل کا آٹومیٹک حفا

ان لڑ کے وہ کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ
اپنی نہایت برق رفتاری سے اس پہاڑی علاقے کی طرف بڑھا
رہا تھا جہاں سٹرانگ روم موجود تھا۔ دو اڑھائی گھنٹے کے
لی سفر کے بعد وہ اس علاقے میں پہنچ گیا۔
اس کے قریب پہنچ کر بلیک زیرو نے احتیاط کے پیش نظر ایک
جگہ پر کار روک دی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ ٹیلوں اور
لو پھلانگتا ہوا وہ تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں وہ
غار تھا جس میں سٹرانگ روم تھا مگر وہاں مکمل طور پر خاموشی
ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے ارد گرد کا علاقہ اچھی طرح سے دیکھ
اسے وہاں کسی گڑبڑ کا کوئی ثبوت نہ ملا۔ اب بلیک زیرو بے
ان ہوا۔ اس نے ایک بار پھر واچ ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ
ہا تا لیکن لاحاصل۔ تب بلیک زیرو اس پہاڑی کے پاس آ گیا
کے غار کا راستہ صندوق کے ڈھکن کی طرح کھلتا تھا۔
بلیک زیرو نے پہاڑی کے قریب جا کر ایک جگہ ایک چٹان پر
نہ ہوئے ایک پتھر پر پیر رکھ کر دبایا تو اچانک گڑگڑاہٹ کی آواز
ساتھ ہی پہاڑی کی چٹان صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی
لی۔ غار کو کھلتے دیکھ کر بلیک زیرو نے جیبوں سے دو مشین
نکال کر دونوں ہاتھوں میں پکڑ لئے تھے اور احتیاط کے پیش نظر
ے ایک چٹان کی آڑ میں ہو گیا۔ جس چٹان کی وہ آڑ میں ہوا تھا
ابان کی طرح جھکی ہوئی تھی اور جس جگہ وہ موجود تھی وہاں سے

کھلی ہوئی سرنگ نما غار میں آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا۔
بالکل خالی نظر آ رہی تھی۔

بلیک زیرو چند لمحے وہاں رکا رہا کہ شاید کھلی سرنگ
کوئی تحریک نظر آئے مگر سرنگ بالکل خالی تھی۔ تب
آگے بڑھا اور نہایت تیزی سے اس سرنگ میں داخل ہو گیا
واقعی بالکل خالی تھی لیکن بلیک زیرو بے حد چوکنا تھا۔
ہاتھوں میں مشین پسٹل لئے ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے
تھا مگر وہاں سوائے خاموشی کے اور کچھ نہیں تھا۔ یہاں تک
زیرو سرنگ کے تمام حفاظتی انتظامات سے گزر کر اس آہنی
کی پاس پہنچ گیا جس کے پیچھے سٹرانگ روم کا مین کنٹرول رو
بلیک زیرو نے اس دروازے کی سائیڈ میں موجود ایک
دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ بلیک زیرو دروازے کے باہر
رکا رہا لیکن کنٹرول روم میں بھی جب اس نے کوئی تحریک
کی تو وہ ایک طویل سانس لے کر اندر آ گیا۔ کنٹرول روم
آن تھی۔ سامنے سکرین پر بلیک زیرو کو سنگ ہی زنجیروں
ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس سکرین کے سامنے کرسی
بیٹھا تھا۔ عمران کو دیکھ کر بلیک زیرو کے چہرے پر سکون آ

"اوہ عمران صاحب۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ یہاں صحیح
موجود ہیں ورنہ میں تو پریشان ہو گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے
پسٹلز جیب میں ڈال کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن

اس کی بات کا کوئی جواب دیا اور نہ ہی وہ اس کی آواز سن کر
ا۔

عمران صاحب۔ آپ میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے
صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر تیزی سے عمران کے
آگیا اور عمران کو کرسی کی پشت سے سر ٹکائے اور اس کی
بند دیکھ کر بلیک زیرو چونک پڑا۔ اس نے آگے بڑھ کر
کو چیک کیا تو اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔

اوہ۔ عمران صاحب تو بے ہوش ہیں۔ انہیں کیا ہوا ہے"۔
زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

ان ہے۔ یہ کس کی آواز ہے۔ عمران۔ کیا یہ تم ہو"۔ اچانک
پر لگے سپیکروں سے سنگ ہی کی آواز ابھری تو بلیک زیرو
کر سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ سنگ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا
انی سے سر اٹھا کر کمرے میں اس طرف دیکھ رہا تھا جہاں عمران
کو مانیٹر کرنے کے لئے کیمرہ لگا رکھا تھا۔ شاید عمران نے
بات چیت کرنے کے لئے مائیک آن کر رکھا تھا۔ اس نے
سنگ ہی سے بات نہیں کی تھی اس لئے سنگ ہی یہ الفاظ
سکا تھا۔

یک زیرو نے عمران کو آوازیں دی تھیں جسے سن کر سنگ ہی
کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے مشین کے ساتھ لٹکے
مائیک کو پکڑ کر مشین کے خانے میں ڈال کر اس کا بٹن آف

کر دیا۔ اسے عمران کی فکر ہو رہی تھی جو وہاں بیٹھے بیٹھے
طرح سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

" بلیک زیرو نے عمران نے نبض چیک کی تو اسے
کہ عمران کو بے ہوش ہوئے دو تین گھنٹے گزر چکے ہیں
زیرو کو عمران کی بے ہوشی کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔
نارمل تھے۔ بلیک زیرو نے مشین کے دوسرے بٹن پ
فرداً فرداً تھریسیا اور کرنل بلیک کو چیک کیا تو وہ بدستو
میں مقید اور زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے۔ کنٹرول ا
بلیک زیرو کو کوئی ایسے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے
وہاں آکر عمران کو بے ہوش کیا ہو۔

اس کے علاوہ عمران جس قدر قوت ارادی کا مالک تھ
طرح اتنی دیر بے ہوش رہنا بھی بلیک زیرو کو چبھ رہا تھا
جسمانی حالت بالکل ٹھیک تھی اسے بے ہوش کرنے میں
کا عمل دخل بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ بلیک زیرو عمران ک
لانے کے لئے ایک وارڈ روب کی طرف بڑھا۔ وارڈ رو
اس نے ایک شیشی نکالی اور اسے لے کر عمران کے قریب
نے شیشی کا ڈھکن کھول کر اسے عمران کی ناک کے ساتھ
لمحے اس نے شیشی عمران کی ناک سے لگائے رکھی مگر عمرا
میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی۔

" اوہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ سیلام ایم تھری کی شیشی ہے

تیز اثر سے تو عمران صاحب کو فوری طور پر ہوش میں آ جانا چاہئے تھا
مگر۔ بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

سیلام ایم تھری ایک تیز اور انتہائی سریع الاثر محلول تھا جس کی
تیز بو سے کسی بھی بے ہوش انسان کو چند لمحوں میں ہوش آ جاتا تھا
لیکن اس محلول سے عمران کو ہوش آنا تو ایک طرف اس کے جسم
میں معمولی سی بھی حرکت نہیں ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے شیشی بند
کی اور اسے ایک طرف رکھ دیا۔ اس نے عمران کا منہ اور پھر اس کی
آنکھیں کھول کر چیک کیں مگر اسے ایسی کوئی علامات نظر نہ آئیں
جس سے اسے پتہ چل سکتا کہ عمران کو بے ہوش کرنے کا مقصد کیا
تھا۔

بلیک زیرو نے وارڈ روب سے چند انجکشن نکال کر عمران کو
لگائے، اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے بھی مارے اور پھر اس نے
ہوش میں لانے کا عمران کا خاص طریقہ بھی استعمال کیا لیکن اس پر
بھی عمران کو ہوش نہ آیا تو بلیک زیرو کے چہرے پر واقعی بے پناہ
حیرت ابھر آئی۔

" عمران صاحب کی بظاہری حالت بھی نارمل نظر آ رہی ہے۔ ان
کی آنکھیں، ان کی نبضیں، دل کی دھڑکن اور ان کا بلڈ پریشر بھی
نارمل ہے پھر انہیں ہوش کیوں نہیں آیا"۔ بلیک زیرو نے حیرت
سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے عمران کو ہوش میں لانے کے لئے ہر ممکن ترکیبوں اور

تدبیروں پر عمل کر ڈالا لیکن عمران کو نہ ہوش آنا تھا اور نہ ہی آ
تھک ہار کر بلیک زیرو عمران کے سامنے ایک دوسری کرسی پر بیٹھ
اور پریشانی کے عالم میں عمران کو دیکھنے لگا جس کا انداز ایسا تھا
وہ انتہائی گہری نیند سو رہا ہو۔

"حیرت ہے ۔ یہ عمران سکرین سے کیوں آؤٹ ہو گیا ہے"۔ شی
تارا نے سامنے سکرین کے مختلف بٹن اور ڈائل گھماتے ہوئے
پریشانی کے عالم میں کہا ۔ وہ پچھلے دو دنوں سے عمران کو اس
کمپیوٹرائزڈ مشین پر لانے کی کوشش کر رہی تھی مگر سکرین بالکل
صاف تھی ۔ اس پر کوئی منظر واضح نہیں ہو رہا تھا جبکہ باقی ٹار گٹس
جس کی تعداد چار تھی سپر سکس ون کی وجہ سے آسانی سے آن سکرین
ہو رہے تھے۔

شی تارا کو ان فور ٹار گٹس سے زیادہ عمران کی فکر تھی جس کے
جسم میں اس کی بے ہوشی کے دوران شی تارا نے اپنے ہاتھوں سے سپر
سکس ون انجیکٹ کیا تھا ۔ سپر سکس ون تین ملی میٹر کا ایک ایسا آلہ
تھا جو سائز اور حجم میں بال سے بھی زیادہ باریک تھا ۔ اس آلے سے
شی تارا نہ صرف آسانی سے دور بیٹھ کر ان اشخاص پر نظر رکھ سکتی تھی

جن کے جسموں میں وہ اس آلے کو انجیکٹ کرتی تھی بلکہ وہ ان تک آسانی سے پہنچ بھی سکتی تھی۔ یہ آلہ جسے سپر سکس ون کا کوڈ دیا گیا تھا زیرو لینڈ کی نئی اور حیرت انگیز ایجاد تھی۔ اس ایجاد کا سہرا شی تارا کے سر تھا اور وہی اس آلے کو اپنے استعمال میں رکھتی تھی۔

اس آلے کی مدد سے وہ اب تک زیرو لینڈ والوں کے لئے بہت بڑے بڑے کارنامے سرانجام دے چکی تھی۔ سپر سکس ون آلہ انتہائی چھوٹا اور انتہائی حساس ترین آلہ تھا جو آسانی سے انسانی جسم کی خون کی نالیوں میں گردش کرتا رہتا تھا۔ انتہائی باریک اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے وہ دل کے والوز سے بھی آسانی سے گزر جاتا تھا جس کی وجہ سے وہ انسان کو کسی بھی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتا تھا جس سے جان جانے کا خطرہ ہو۔

مگر اس آلے میں ایک ایسی خامی رہ گئی تھی جسے شی تارا کسی بھی طرح دور نہیں کر سکتی تھی۔ وہ خامی یہ تھی کہ شی تارا جس انسانی جسم میں اسے انجیکٹ کرتی تھی وہ جاگتی حالت میں تو اسے آسانی سے مانیٹر کر سکتی تھی اور اس آلے کی مدد سے اس انسان تک پہنچنا شی تارا کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا تھا لیکن اگر وہ انسان سو جاتا یا بے ہوش ہو جاتا تو شی تارا نہ اسے کسی طرح سے مانیٹر کر سکتی تھی اور نہ ہی کسی طرح وہ اس شخص کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ پارے کی طرح رگوں میں دوڑنے والے اس آلے کو کسی بھی طرح نہ تلف کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اسے کسی طریقے سے جسم سے باہر نکالا جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے جو آلہ پارے کی طرح خون کی رگوں میں دوڑتا پھرتا تھا اسے رگوں سے باہر کیسے نکالا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات اس آلے کی یہ تھی کہ اسے کسی بھی طرح کسی بھی سائنسی طریقے یا سائنسی مشین سے چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔

عمران کے جسم میں شی تارا نے جو سپر سکس ون انجیکٹ کیا تھا اس کے اوکے اور آن ہونے کا شی تارا کو کاشن مل رہا تھا مگر سکرین پر عمران اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایسا صرف سونے اور بے ہوش ہونے کی ہی حالت میں ممکن تھا۔ شی تارا عمران کو چونکہ پچھلے دو روز سے چیک کر رہی تھی لیکن کسی طرح اس کا عمران سے رابطہ ہی نہیں ہو رہا تھا اور شی تارا جانتی تھی کہ عمران جیسا انسان دو روز تک اس طرح سوتا رہے یہ ناممکن سی بات تھی۔ اس سے رابطہ نہ ہونے کی اب ایک ہی وجہ تھی اور وہ تھی عمران کی بے ہوشی لیکن شی تارا پریشان تھی کہ عمران بے ہوش کیسے ہو گیا۔

لاسٹ ٹائم جب شی تارا نے عمران کو سکرین پر دیکھا تو اسے عمران ایک عمارت میں نظر آیا تھا۔ اس کے سامنے ٹام ہاک پڑا تڑپ رہا تھا جسے عمران نے یقینی طور پر زبردست فائٹنگ کر کے مارا تھا۔ اس کے بعد شی تارا ہیڈ کوارٹر کی کال سننے میں مصروف ہو گئی تھی اور پھر وہ اپنے مشینی بازو میں اپنے خاص ٹارگٹس کے کوڈز فیڈ کرتی رہی پھر جب اسے عمران کا خیال آیا تو اس نے عمران کو مانیٹر کرنے کی کوشش کی مگر سکرین پر اسے عمران دکھائی نہیں دیا۔ اس وقت شی

تارا نے یہی سوچا تھا کہ عمران سو گیا ہے اس لئے اس نے مشین
کر دی تھی مگر اس کے بعد وہ جب بھی عمران کو مانیٹر کرنے کے
مشین آن کرتی تو سکرین پر نہ ہی کوئی منظر واضح ہوتا اور نہ ہی ا
عمران دکھائی دیتا جس کی وجہ سے شی تارا نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھ
عمران یقینی طور پر کسی حادثے کا شکار ہو چکا ہے۔ وہ زندہ ہے لیکن
طویل بے ہوشی کا شکار ہو چکا ہے جس کی وجہ سے شی تارا بے
پریشان تھی۔ اس نے عمران کو جان بوجھ کر چھوڑا تھا۔ اس
عمران کے سامنے جن چار سائنس دانوں کو ہلاک کرنے کا چیلنج کیا
وہ اس چیلنج کو عمران کی موجودگی میں ہٹ کرنا چاہتی تھی۔

وہ عمران پر اپنی طاقتوں کی دھاک بٹھانا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی ت
کہ عمران خاص طور پر خود ان ٹارگٹس کی حفاظت کا انتظام کرے
عمران ان ٹارگٹس کو جہاں مرضی چھپا دیتا ان کی حفاظت کا جو
قدر سائنسی انتظام کر لیتا مگر وہ ٹارگٹس کسی بھی طرح شی تارا
نظروں سے چھپے نہیں رہ سکتے تھے۔

ان ٹارگٹس تک پہنچنا اور ان کو ہلاک کرنا بھی شی تارا کے لئے
کچھ مشکل نہیں تھا لیکن اب عمران ہی سکرین سے آؤٹ ہو گیا تھا
شی تارا سخت الجھن میں پڑ گئی تھی۔ ان ٹارگٹس کو تو بہرحال اسے
ہٹ کرنا ہی تھا کیونکہ انہی فور ٹارگٹس جس کے ناموں کے ساتھ
ڈاکٹر صمدانی لگا ہوا تھا، میں سے ایک ڈاکٹر صمدانی وہ تھا جو ایس ڈی
ہنڈرڈ پر کام کر رہا تھا۔ اس سائنس دان تک پہنچ کر اس سے ایس ڈی

ہنڈرڈ حاصل کرنا اور اسے ہلاک کرنا ہی شی تارا کا اصل مشن تھا لیکن
اس مشن کو شی تارا عمران سے کئے ہوئے چیلنج کے تحت پورا کرنا
چاہتی تھی۔

"ہونہہ۔ یا تو عمران کسی حادثے کا شکار ہو کر واقعی طویل عرصے
کے لئے بے ہوش پڑا ہے یا پھر اس سپر سکس ون میں کوئی نئی خرابی
پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے عمران مانیٹر نہیں ہو رہا"۔ شی تارا
نے سکرین آف کر کے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے
سپریم کمانڈر پر بھی بے پناہ غصہ آ رہا تھا جس نے بے وقت کال کر
کے اسے سکرین کے سامنے سے اٹھنے پر مجبور کر دیا تھا ورنہ وہ عمران
کو جس طرح مانیٹر کر رہی تھی اس سے کم از کم اسے یہ تو پتہ چل سکتا
تھا کہ عمران کے ساتھ آخر ہوا کیا تھا۔

آج شی تارا کا عمران کے ساتھ کئے ہوئے چیلنج پر عمل درآمد کا دن
تھا۔ یعنی آج اسے ریڈ لیبارٹری کے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک
کرنا تھا۔ شی تارا نے سکرین پر ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو چیک کیا تھا
وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھا جہاں وہ
ایک ریڈنگ ٹیبل پر بیٹھا سائنسی کتاب کے مطالعے میں مصروف
تھا۔

اگر عمران ہوش میں ہوتا تو وہ یقینی طور پر ڈاکٹر ایم اے صمدانی
کے آس پاس موجود ہوتا یا اس نے کم از کم ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی
حفاظت کے انتظامات ضرور کئے ہوتے۔ شی تارا کو ڈاکٹر ایم اے

صمدانی کی رہائش گاہ کی چھت پر اور لان میں چند مسلح نوجوان
دکھائی دیئے تھے مگر ان میں سے اسے عمران کہیں دکھائی نہیں
جو نوجوان ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش گاہ پر پہرہ دے رہ
ان پر شی تارا نے کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی ۔ ڈاکٹر ایم
صمدانی چونکہ ملک کا ایک بہترین اور باصلاحیت سائنس دا
اس لئے اس کی رہائش گاہ میں سکیورٹی کا ہونا کوئی انوکھی بات
تھی لیکن یہ سکیورٹی شی تارا کے چیلنج کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں تھ
شی تارا مسلسل عمران کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اچا
اس کے قریب پڑے ہوئے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔
کی گھنٹی سن کر شی تارا اپنے خیالوں سے نکل کر اور چونک کر
فون کی طرف دیکھنے لگی جیسے اسے فون کی گھنٹی کے بجنے کا مطلب
میں نہ آرہا ہو ۔ اس کی وجہ شاید اس کا ذہنی اپ سیٹ تھا ۔ اس
ذہن جو عمران کے بے ہوش ہونے کی وجہ سے ماؤف ہو چکا تھا۔

" یس ۔ مادام ماشاری سپیکنگ "۔ شی تارا نے کرسی سے اٹھ
فون کی طرف بڑھ کر اس کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہو
کرخت لہجے میں کہا۔

" مارکل بول رہا ہوں مادام "۔ دوسری طرف سے مارکل کی آ
سنائی دی ۔ اس کا انداز بے حد مؤدبانہ تھا۔

" ہاں ۔ بولو ۔ کیوں کال کی ہے "۔ شی تارا نے تیز لہجے میں کہا۔

" آپ کے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے مادام "۔ مارکل نے جلدی ۔

کہا۔

" میرے حکم کی ۔ کون سے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے "۔ شی تارا
نے کہا ۔ وہ بدستور ذہنی طور پر الجھی ہوئی تھی۔

" مادام ۔ آپ نے جن فور سٹار کنگس کو ہٹ کرنے کا پلان بنایا ہے
میں نے آپ کے حکم پر ان کے نام اور ان کی ہلاکت کے اوقات
پاکیشیا کے تمام اخبارات میں شائع کرا دیئے ہیں ۔ اس کے علاوہ میں
نے ان ڈاکٹرز کے نام اور ان کی ہلاکت کے اوقات کی فیکس ریڈیو
اور ٹیلی ویژن کے محکموں کو بھی بھیج دی ہے ۔ ٹی وی اور ریڈیو نے
تو ان فیکسوں کا تو کوئی خاص نوٹس نہیں لیا لیکن ان تمام ڈاکٹرز کی
شہرت کے حوالے سے اور ملک کا اہم سرمایہ ہونے کی حیثیت سے ان
اخبارات نے ان خبروں کو زبردست کوریج دی ہے جس کی وجہ سے
حکومتی مشنری ابھی سے ہی بوکھلا اٹھی ہے "۔ مارکل نے کہا۔

" ہونہہ ۔ حکومتی مشنری کے بوکھلانے سے کیا ہوتا ہے ۔ جسے
بوکھلانا چاہئے تھا وہ تو آؤٹ آف سکرین ہے "۔ شی تارا نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے کہا۔

" جی ۔ آؤٹ آف سکرین ۔ کون آؤٹ آف سکرین ہے مادام "۔
مارکل نے حیران ہو کر پوچھا لیکن اس کا انداز مؤدبانہ تھا۔

" کچھ نہیں ۔ اخبارات میں تم نے کس کے حوالے سے خبر لگوائی
تھی "۔ شی تارا نے سر جھٹک کر کہا۔

" آپ کے حوالے سے مادام ۔ مادام ماشاری کے نام سے "۔ مارکل

نے کہا۔

" ہونہہ ۔ خبر کا متن کیا ہے "۔ شی تارا نے پوچھا تو مارکل
اسے مختلف اخباروں کی خبروں کا متن بتانا شروع کر دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی ہلاکت میرے اعلا
کے مطابق آج شام ٹھیک چھ بجے ہو گی ۔ اس ہلاکت کے بعد حق
معنوں میں حکومتی مشنری کے چھکے چھوٹ جائیں گے ۔ میرا
حکومت کو ہی نہیں بلکہ پورے پاکیشیا کو یقین آ جائے گا کہ ماد
ماشاری صرف گرجتا ہی نہیں برسنا بھی جانتی ہے ۔ وہ یقینی طور
ڈاکٹر ایم اے صمدانی اور دوسرے تین ڈاکٹروں کی حفاظت کا بھر
انتظام کریں گے مگر میں مادام ماشاری ان کے تمام انتظامات
دھجیاں اڑا دوں گی ۔ میں نے ان ڈاکٹروں کی ہلاکت کے جو اوقا
مقرر کئے ہیں وہ انہی اوقات میں ہلاک ہوں گے ۔ نہ ایک منٹ پ
اور نہ ایک منٹ بعد "۔ شی تارا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" یس مادام ۔ میرے لئے کیا حکم ہے "۔ مارکل نے شی تارا
بات پر کسی رد عمل کا اظہار کئے بغیر کہا۔

" تم اس وقت کہاں ہو "۔ شی تارا نے پوچھا۔

" میں ہوٹل ریڈ روز میں ہوں مادام "۔ مارکل نے جواب دیا۔

" تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں "۔ شی تارا نے کہا۔

" میرا دس آدمیوں کا گروپ ہے مادام ۔ گرینڈ ماسٹر نے مجھے
کافرستان سے دس آدمیوں کا ہی گروپ لے کر فوری طور پر پاکیشیا

آنے کا حکم دیا تھا "۔ مارکل نے کہا۔

" گرینڈ ماسٹر ۔ ہونہہ ۔ تمہارا گرینڈ ماسٹر تو اب ملک عدم روانہ
ہو چکا ہے ۔ اب تم گرینڈ ماسٹر کے نہیں میرے انڈر ہو ۔ سمجھے "۔ شی
تارا نے ہنکارہ بھرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

" یس ۔ یس مادام "۔ مارکل نے جلدی سے کہا۔

" سنو ۔ کیا تم علی عمران کو جانتے ہو "۔ شی تارا نے کسی خیال
کے تحت پوچھا۔

" علی عمران ۔ نہیں مادام "۔ مارکل نے جواب دیا۔

" ہونہہ ۔ احمق ۔ میں اس علی عمران کی بات کر رہی ہوں جو
یہاں کے سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کا
بیٹا ہے اور فری لانسر کے طور پر سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا
ہے "۔ شی تارا نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ہاں مادام ۔ میں اس علی عمران کو جانتا ہوں ۔ اس
کے کارناموں کی میں نے بہت شہرت سن رکھی ہے "۔ مارکل نے
جلدی سے کہا۔

" میں نے تم سے اس کے کارناموں کی تفصیل نہیں پوچھی ۔
نانسنس ۔ اس کے ٹھکانوں کے بارے میں تمہارے پاس کیا
معلومات ہیں "۔ شی تارا نے غرا کر کہا۔

" فی الحال تو اس کے کسی ٹھکانے کی میرے پاس کوئی معلومات
نہیں ہیں مادام ۔ لیکن عمران پوری دنیا میں مشہور ہے ۔ یہاں ایسی

ایجنسیاں بہرحال موجود ہیں جن کے پاس عمران جیسے ایجنٹو
بڑے بڑے مجرموں کے ریکارڈز ہوتے ہیں۔ اگر آپ کا حکم ہو
ان ایجنسیوں سے عمران کی تمام تفصیلی معلومات حاصل کر
ہوں"۔ مارکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ جلد سے جلد اس کے ٹھکانوں کا پتہ کراؤ اور
اپنے آدمیوں کی ڈیوٹیاں لگوا دو۔ وہ ہسپتالوں اور پرائیویٹ کلی
کی چھان بین کریں اور عمران کو ان جگہوں پر تلاش کریں۔ م
کسی حادثے کا شکار ہو کر کہیں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ وہ جہاں
بھی ہو اسے ڈھونڈو اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔
فور ٹارگٹس اس کے ہوش و حواس میں رہتے ہوئے ہٹ کرنا چ
ہوں"۔ شی تارا نے کہا۔

" ٹھیک ہے مادام۔ پہلے میں معلومات فروخت کرنے
ایجنسیوں سے عمران کی معلومات حاصل کر لوں۔ ان کے پاس ل
طور پر عمران کے فوٹو گراف بھی ہوں گے پھر میں عمران کے
گراف اپنے گروپ کے ممبران کو دے کر انہیں عمران کی تلاش
لگا دیتا ہوں"۔ مارکل نے کہا۔

" گڈ۔ جلد سے جلد یہ کام ہو جانا چاہئے"۔ شی تارا نے کہا۔

" اوکے مادام"۔ مارکل نے جواب دیا۔

" اوکے۔ اور ہاں سنو"۔ شی تارا نے کہا جیسے اچانک اسے کو
خیال آ گیا ہو۔

" یس مادام"۔ مارکل نے کہا۔

" ایجنسیوں پر روپیہ اور وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ تم
ڈائریکٹ عمران کے باپ سر عبدالرحمان پر ہاتھ ڈالو۔ عمران جہاں
بھی ہو گا اور جس حالت میں ہو گا اس کے باپ کو اس کے بارے
میں ضرور علم ہو گا"۔ شی تارا نے کہا۔

" نہیں مادام۔ جہاں تک عمران کے بارے میں میری معلومات
ہیں وہ سر عبدالرحمان کے ساتھ نہیں رہتا۔ سر عبدالرحمان نے اسے
اس کی ناخلفی کی وجہ سے اپنے گھر سے نکال رکھا ہے۔ وہ اپنے کسی
باورچی کے ساتھ کسی فلیٹ میں رہتا ہے۔ عمران چونکہ سیکرٹ
سروس کے لئے کام کرتا ہے اس لئے انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر
جنرل سر عبدالرحمان اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں رکھتے ہوں
گے"۔ مارکل نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ یہ بات تو میں بھول ہی گئی تھی۔ اتنی معلومات تو
بہرحال میرے پاس بھی ہیں۔ ٹھیک ہے تم ان مخبر ایجنسیوں سے
ہی رابطہ کرو۔ معاوضے کی تم کوئی فکر نہ کرنا۔ تمہیں جتنی بھی رقم
درکار ہو سارکل روڈ پر موجود ڈی ایس کلب کے مینجر روگر کے پاس
چلے جانا۔ اسے میرے نام کا حوالہ دینا تو وہ اپنے تمام سیف تمہارے
سامنے کھول دے گا۔ میں خود بھی اسے فون کر دیتی ہوں تاکہ تمہیں
کوئی پرابلم نہ ہو"۔ شی تارا نے کہا۔

" ٹھیک ہے مادام۔ آپ انہیں فون کر دیں۔ میں ان سے اپنی

مطلوبہ رقم خود ہی لے لوں گا"۔ مارکل نے کہا۔

" ٹھیک ہے "۔ شی تارا نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبایا
ٹون آنے پر ڈی ایس کلب کے مینجر کو فون کیا اور اسے مارکل کو
کی مطلوبہ رقم فراہم کرنے کی ہدایات دینے لگی۔

" دس بج رہے ہیں۔ ابھی ڈاکٹر ایم اے صمدانی کے ہلاک ہو
میں آٹھ گھنٹے باقی ہیں۔ ان آٹھ گھنٹوں میں کاش علی عمران کو کس
طرح ہوش آجائے تاکہ میں اسے بتا سکوں کہ شی تارا کیا چیز ہے۔
عمران خود ہی ایس ڈی ہنڈرڈ میرے حوالے کرنے کے لئے سر
بل دوڑتا آئے گا۔ اس سے نہ صرف میں ایس ڈی ہنڈرڈ حاصل
لوں گی بلکہ اس کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھ کر اس سے سنگ ہی
تھریسیا اور کرنل بلیک کا بھی پتہ معلوم کر لوں گی"۔ شی تارا
فون بند کر کے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر سکرین آن کر
کے عمران کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ سکرین
بدستور بلینک تھی۔ بلینک سکرین دیکھ کر شی تارا غصے اور پریشانی
سے ہونٹ کاٹنے لگی تھی۔

بلیک زیرو کی پریشانی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اس نے عمران کو
ہوش میں لانے کی ہر ممکن کوشش کر لی تھی مگر سوائے ناکامی کے
اس کے کچھ ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ عمران کو سٹرانگ روم سے نکال کر
دانش منزل میں لے آیا تھا۔

دانش منزل میں عمران کو لا کر بلیک زیرو نے عمران کا نہ صرف
سائنسی مشینوں سے مکمل چیک اپ کیا تھا بلکہ اس کے پاس ہوش
دلانے والے جتنے انجکشن تھے وہ سب انجکشن اس نے عمران کو لگا کر
دیکھ لئے تھے مگر عمران تھا کہ کسی طرح ہوش میں آنے کا نام ہی
نہیں لے رہا تھا جیسے وہ شرط لگا کر بے ہوش ہوا ہو اور اس نے ہوش
میں نہ آنے کی قسم کھا رکھی ہو۔

جب بلیک زیرو عمران کو ہوش میں لانے سے بری طرح ناکام ہو
گیا تو اس نے عمران کو فاروقی ہسپتال لے جانا مناسب سمجھا۔ وہ

میک اپ کر کے عمران کو لے کر فاروقی ہسپتال میں ایکسٹو
سپیشل نمائندے کی حیثیت سے گیا تھا۔ فاروقی ہسپتال کا انچا
ڈاکٹر فاروقی عمران کو اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو گیا تھ
انہوں نے فوری طور پر عمران کو ایک سپیشل روم میں پہنچا دیا
اسے ہوش میں لانے کے لئے اپنی کوششوں میں مصروف ہو گیا
بلیک زیرو کی طرح وہ بھی اپنی کوششوں میں بری طرح ناکام رہا
البتہ اس نے عمران کو طاقت کے انجکشن لگا کر غذائیت پوری کر
کے لئے دوسرے بہت سے انجکشنوں کے ساتھ ڈرپس بھی لگا
تھیں۔

تمام میڈیکل چیک اپ کے بعد انہیں اس بات کا اطمینان ضر
ہو گیا تھا کہ عمران کی جان کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں تھ
اپنی کوششوں میں ناکام ہو کر انہوں نے اپنے سے سینئر ڈاکٹرز ا
سرجنوں کی خدمات حاصل کی تھیں جو عمران کے گرد جمع ہو کر ا
اپنے تجربات کی روشنی میں اسے ہوش میں لانے کی سعی کر رہے تھے
عمران کو فاروقی ہسپتال پہنچا کر اور اسے ڈاکٹر فاروقی کے سپرد
کے بلیک زیرو واپس دانش منزل آگیا تھا۔ اس نے ایکسٹو کی حیثیت
سے ڈاکٹر فاروقی کے ساتھ مسلسل رابطہ قائم رکھا تھا مگر ڈا
فاروقی کی طرف سے اسے کوئی امید افزا خبر نہیں مل رہی تھی یہا
تک کہ عمران کو فاروقی ہسپتال میں بے ہوش پڑے دوسرا اور
تیسرا روز بھی گزر گیا۔

بلیک زیرو دانش منزل کے کنٹرول روم میں کرسی پر سر پکڑے
پریشان حال بیٹھا تھا۔ ابھی چند لمحے قبل اس نے ڈاکٹر فاروقی کو
فون کیا تھا مگر اس کی طرف سے امید افزا خبر نہ سن کر اس نے تھکے
سے انداز میں فون بند کر دیا تھا۔ وہ عمران کی وجہ سے اس قدر
پریشان تھا کہ اسے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز ہی سنائی نہیں دے
رہی تھی جو اس کے سامنے پڑا بج رہا تھا۔ چھٹی یا ساتویں بیل پر جیسے
وہ ہوش آیا تھا۔

"اوہ۔ ٹیلی فون"۔ اس نے کہا اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر فون کا
رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے خود کو سنبھالتے ہوئے ایکسٹو کے
مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز
سنائی دی تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ جولیا جس پر گرین
وائرس کا حملہ ہوا تھا اور جس کا عمران نے کسی قدرتی جڑی بوٹی سے
علاج کیا تھا وہ دو تین گھنٹوں کے بعد پوری طرح نارمل ہو گئی تھی۔
اس نے ایکسٹو کو کال کر کے اپنی رپورٹ کے ساتھ اپنے نارمل
ہونے کی بھی تفصیل بتا دی تھی پھر بلیک زیرو نے اسے ایکسٹو کی
حیثیت سے کچھ روز فلیٹ میں جا کر مکمل آرام کرنے کی ہدایات دے
دی تھیں۔

"چیف۔ آپ نے تنویر اور نعمانی کو جس ریڈ روز نامی ہوٹل کی

تلاشی لینے کے لئے بھیجا تھا وہاں انہیں بہت سے کاغذات اور ح
انگیز چیزیں ملی تھیں۔ ان کاغذات میں پاکیشیا کی جیلوں کے ر
کے علاوہ وزیر جیل خانہ جات اور سر سلطان کے بارے میں
تفصیلات درج تھیں۔ ٹام ہاک، سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بل
کو ٹریس کر کے یہاں سے زندہ یا مردہ لے جانے کے لئے آیا تھا۔ ا
نے بہت سی رقم خرچ کر کے نہ صرف تمام جیلوں کے قیدیوں
تفصیلات حاصل کی تھیں بلکہ ان افراد کی بھی معلومات حاصل
تھیں جن کا تعلق اس گروپ سے تھا جو سنگ ہی، تھریسیا اور کر
بلیک کو عالمی عدالت میں لے جانے پر صلاح و مشورے کر ر
تھے۔

اس کے خیال کے مطابق ان لوگوں میں سے کوئی نہ کوئی ا
جگہ سے ضرور واقف تھا جہاں سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک
قید رکھا گیا ہے۔ اسی بنیاد پر ٹام ہاک سب سے پہلے سر سلطان
پاس گیا تھا۔ سر سلطان نے اس جگہ کا پتہ تو ٹام ہاک کو نہیں ب
تھا جہاں وہ تینوں مجرم قید ہیں البتہ انہوں نے ٹام ہاک کو ڈ
دینے کی کوشش کرتے ہوئے رانا ہاؤس میں موجود جوزف کی ط
ضرور دی تھی۔ شاید ان کا خیال تھا کہ جوزف کے توسط سے عمرا
ان خطرناک انسانوں کو ضرور ہینڈل کر لے گا لیکن اس کے باو
ٹام ہاک نے جاتے جاتے سر سلطان کو گولیاں مار دی تھیں اور پھر
سیدھا رانا ہاؤس جا پہنچا تھا۔

اس نے جوزف کو کور کیا اور اس پر تشدد کر کے اس سے اس جگہ کا پتہ پوچھنے کی کوشش کی جہاں زیرو لینڈ کے ایجنٹ قید ہیں۔ اس دوران صفدر مجھے بے ہوشی کی حالت میں وہاں لے گیا تو انہوں نے صفدر کو بھی بے ہوش کر دیا۔ پھر وہاں عمران پہنچا تو وہ میری اور جوزف کی حالت دیکھ کر دیوانہ سا ہو گیا۔ ٹام ہاک نے عمران کے ساتھ زبردست فائٹ کی مگر عمران نے اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر اسے ہمیشہ کے لئے بے کار کر دیا۔ اس کے بعد عمران نے اسے بلیک روم میں بے ہوشی کی حالت میں بند کیا تو تقریباً آدھے گھنٹے بعد اچانک ٹام ہاک کا جسم ایک دھماکے سے پھٹا اور اس کے جسم کے ٹکڑے بلیک روم میں بکھر گئے۔

چیف ٹام ہاک کی کلائی پر ایک گھڑی تھی جس سے الٹرا ایکس ون ریز نکلتی تھیں۔ ٹام ہاک ان ریز کو اس وقت آن کرتا تھا جب وہ کسی سپیشل مشن پر نکلتا تھا۔ اسے اپنی ہر کارروائی ریکارڈ کرنے کی عادت تھی۔ اس کے روم میں ہمیں اس کا ایک بریف کیس ملا ہے جس میں اس کی تمام کارروائی ریکارڈ ہے جو اس کی کلائی پر موجود الٹرا ایکس ون کی وجہ سے بریف کیس میں موجود ایک مشین میں ریکارڈ ہو چکی تھی"۔ جولیا یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"گڈ۔ وہ مشین کہاں ہے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مشین میرے پاس ہے چیف۔ اس مشین کے علاوہ ہمیں یہاں چند اور لوگوں کے فون نمبرز اور ان کے ایڈریس ملے تھے جن

کا تعلق ٹام ہاک کے فاسٹر گروپ سے تھا۔ ہم آپ سے ان افراد
لئے ہدایات لینے کے لئے کالیں کرتے رہے مگر"۔ جولیا یہ کہہ کر ا
لمحے کے لئے خاموش ہو گئی اور پھر دوبارہ کہنا شروع کیا۔

" جب ہمارا آپ سے رابطہ نہیں ہوا تو ہم نے عمران سے ر
کرنے کی کوشش کی مگر عمران سے بھی ہمارا کسی طرح رابطہ نہ
ہو سکا۔ پھر میں نے ڈپٹی چیف ہونے کی حیثیت سے اپنے طو
ممبران کو فاسٹر گروپ پر ہاتھ ڈالنے کا حکم دے دیا لیکن ان سب
شاید اپنے گرینڈ ماسٹر کی ہلاکت کی خبر مل چکی تھی اس لئے انہوں
فرار ہونے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ بہر حال جن ہوٹلوں میں ان
قیام تھا ہم نے ان کے کمروں کی چیکنگ کی اور وہاں کے لوگوں
پوچھ گچھ کی تو ہمیں ایسے شواہد مل گئے جن سے پتہ چلتا تھا کہ انہ
نے فوری طور پر ملک چھوڑ دیا ہے"۔ جولیا نے کہا اور پھر خاموش
گئی۔

" ہونہہ۔ اور کوئی خاص بات"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" یس باس۔ ایک خاص بات یہ کہ جس ہوٹل میں ٹام ہاک
قیام تھا وہاں سے اس نے ایک ٹرانسمیٹر کال سپیشل فریکوئنسی
کافرستان کی تھی اور وہاں سے ایک دوسرے گروپ مارکل گروپ
فوری طور پر پاکیشیا پہنچنے کی ہدایات دی ہیں۔ اس گروپ ک
انچارج کا نام مارکل ہے اور وہ مارکل کسی مادام ماشاری کے ا
یہاں کام کر رہا ہے۔ مادام ماشاری کون ہے میں یہ تو نہیں جانتی

اس کی میرے پاس ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ضرور موجود ہے جو مادام
ماشاری نے ٹام ہاک کو خود بتاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ کافرستان سے
آنے والے گروپ کے لیڈر کو دے دے۔ ہم مادام ماشاری اور مارکل
گروپ کو تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں مگر تاحال مادام
ماشاری اور مارکل گروپ کا کچھ پتہ نہیں چل سکا"۔ جولیا نے کہا۔

" ویری گڈ جولیا۔ تمہاری کارکردگی بے مثال ہے۔ تم نے ڈپٹی
چیف ہونے کے ناطے جو کچھ کیا ہے وہ واقعی تمہاری اعلیٰ کارکردگی کا
ثبوت ہے"۔ بلیک زیرو نے جولیا کی کارکردگی کی تعریف کرتے
ہوئے کہا۔

" تھینک یو چیف۔ آپ کے یہ الفاظ میرے لئے اعزاز سے کم
نہیں ہیں"۔ ایکسٹو کے تعریفانہ الفاظ سن کر جولیا کی مسرت سے
لرزتی ہوئی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بے اختیار
مسکراہٹ آ گئی۔

" مادام ماشاری اور مارکل کے حوالے سے جو تم نے رپورٹس دی
ہیں۔ ان کا تمہارے پاس کیا ماخذ ہے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

" وہی ریکارڈنگ سسٹم چیف۔ ٹام ہاک کو لگتا ہے اپنی زندگی
کے ہر لمحے کو ریکارڈ کرنے کا شوق تھا۔ بریف کیس میں موجود
مشین نہ صرف ٹام ہاک کی آوازوں کو ریکارڈ کرتی ہے بلکہ اس
مشین میں چند خاص لمحوں کی فلم بھی موجود ہے جس میں اس کا
سرسلطان کی رہائش گاہ پر جا کر ان سے پوچھ گچھ کر کے انہیں گولیاں

مار کر رانا ہاؤس جانا، جوزف اور پھر عمران سے فائٹنگ سے
اس کے ہلاک ہونے تک کی تمام فلم موجود ہے"۔ جولیا نے کہ

"گڈ ۔ تم اس مشین کو لے کر دانش منزل آ جاؤ اور ہا
ممبران سے بھی کہو کہ وہ فوری طور پر دانش منزل کے میٹنگ
میں پہنچ جائیں ۔ میں انہیں اس کیس کے سلسلے میں مزید بریف
چاہتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے چیف ۔ اور چیف ۔ اس میٹنگ میں کیا عمران بھی
ہو گا"۔ جولیا نے پوچھا تو عمران کے نام پر بلیک زیرو نے بے
ہونٹ بھینچ لئے۔

"نہیں ۔ میں نے اس کے ذمے ایک اور کام لگا رکھا ہے
مصروف ہے ۔ تم سب میری اجازت کے بغیر عمران سے راب
کرنے کی کوشش نہیں کرو گے"۔ بلیک زیرو نے اس بار سخ
میں کہا۔ وہ شاید جولیا اور دیگر ممبران کو عمران کی پراسرار بے
کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے چیف ۔ جیسے آپ کا حکم"۔ جولیا نے کہا ۔ اس
لہجے سے مایوسی ٹپک رہی تھی۔

"اوکے ۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد تم سے میٹنگ ہال میں
ہوں گی"۔ بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے ایک طرف پڑے ہوئے سرخ رنگ
فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو بری طرح چونک پڑا ۔ وہ

ان ابھی حال ہی میں عمران نے وہاں نصب کرایا تھا۔ اس فون سے
صدر مملکت ڈائریکٹ ایکسٹو سے بات کر سکتے تھے ۔ بعض اوقات
سر سلطان طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے رخصت پر چلے جاتے یا غیر
ملکی دوروں پر ہوتے تو صدر مملکت ایکسٹو سے کسی طرح رابطہ نہیں
کر پاتے تھے جس پر صدر کی پرزور سفارش پر اور سر سلطان کے کہنے پر
عمران نے صدر مملکت کے لئے ایک سپیشل فون وہاں لگوایا تھا۔
جس روز سے فون وہاں لگا تھا آج پہلی بار اس فون کی گھنٹی بجی تھی ۔
اس فون کا نمبر صرف صدر مملکت کے پاس تھا۔ فون کی گھنٹی بجنے کا
مطلب تھا کہ صدر مملکت کی کال ہے اور ان کی کال کا مقصد بھی
بلیک زیرو کو سمجھ آ رہا تھا۔ سر سلطان چونکہ ہسپتال میں تھے اس لئے
ان کے ذریعے صدر مملکت ایکسٹو تک اپنا کوئی پیغام نہیں پہنچا سکتے
تھے ۔ شاید انہوں نے کسی خاص مسئلے کے لئے ایکسٹو کو کال کیا
تھا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے
میں کہا۔

"جناب ایکسٹو"۔ دوسری طرف سے صدر مملکت کی باوقار آواز
سنائی دی۔

"یس سر ۔ فرمائیے"۔ بلیک زیرو نے بغیر کسی رد عمل کا اظہار
کرتے ہوئے کہا۔

"جناب ایکسٹو ۔ آج کے اخبارات میں جن سائنس دانوں کو

ہلاک کرنے کے لئے مادام ماشاری کی طرف سے جو دھمکی دی گئی ۔
میں اس سلسلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں"۔ صدر مملکت ۔
کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چونکنے کی وجہ صد
مملکت کے الفاظ تھے ۔ بلیک زیرو عمران کی بے ہوشی کی وجہ سے ان
سائنس دانوں کے بارے میں بھی بھول چکا تھا جنہیں ہلاک کرنے
مادام ماشاری نے دعویٰ کیا تھا۔ مادام ماشاری کے مطابق اس کا پہلا
ٹارگٹ ریڈ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ایم اے صمدانی تھا اور اس
نے تین روز بعد یعنی آج کے دن ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک کرنا
تھا۔ اب صدر مملکت کے مطابق مادام ماشاری نے ان چار سائنس
دانوں کو ہلاک کرنے کی دھمکی باقاعدہ اخبارات میں چھپوادی تھی ۔
یہ سن کر بلیک زیرو کا دماغ بھک سے اڑ گیا تھا۔

" میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں جناب ایکسٹو"۔ ایکسٹو کی
طرف سے خاموشی پا کر صدر مملکت نے دوبارہ کہا تو بلیک زیرو
چونک پڑا۔

" اس سلسلے میں ورک ہو رہا ہے جناب صدر ۔ مادام ماشاری
اپنے ان مذموم ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گی"۔ بلیک
زیرو نے اپنے لہجے میں اعتماد پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن جناب ایکسٹو ۔ یہ مادام ماشاری ہے کون ۔ سنگ ہی،
تھریسیا اور کرنل بلیک کا مطالبہ تو سمجھ میں آتا ہے مگر یہ ایس ڈی
ہنڈرڈ، یہ کیا چیز ہے جس کے لئے اس نے دھمکی دی ہے کہ اگر پانچ

ک ایس ڈی ہنڈرڈ، سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو اس
والے نہ کیا گیا تو اس نے جن سائنس دانوں کے نام اخبارات
شائع کرائے ہیں ہر صورت میں ہلاک کر دے گی ۔ اس نے یہ
دعویٰ کیا ہے کہ ہم ان سائنس دانوں کو جہاں مرضی چھپالیں،
کی تہوں میں لے جائیں یا خلاؤں میں پہنچا دیں تب بھی ان کو
کے ہاتھوں سے مرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکے گی ۔
ادام ماشاری کا تعلق زیرو لینڈ سے ہے"۔ صدر مملکت نے اخباری
لے سے ایکسٹو کو خبر بتاتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں جناب صدر ۔ مادام ماشاری کا تعلق زیرو لینڈ سے ہی ہے
پ فکر نہ کریں ۔ بہت جلد مادام ماشاری، سنگ ہی، تھریسیا اور
ن بلیک کے ساتھ آپ کو تاریک کوٹھڑی میں پڑی نظر آئے گی"۔
زیرو نے کہا۔

" گڈ ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں ۔ مادام ماشاری نے جن سائنس
ں کو اپنے ٹارگٹس بنائے ہیں وہ ملک کا گرانقدر سرمایہ ہیں ۔ ان
صان پوری قوم کا نقصان ہو گا ۔ وہ سب جن پراجیکٹس پر کام کر
ہے ہیں اگر انہیں کچھ ہو گیا تو ہم کسی بھی طرح ان کا ازالہ نہیں کر
یں گے"۔ صدر مملکت نے کہا۔

" آپ مطمئن رہیں ۔ ان سائنس دانوں کی اہمیت میں اچھی طرح
جانتا ہوں ۔ کچھ نہیں ہو گا انہیں"۔ بلیک زیرو نے بااعتماد لہجے
کہا۔

"کیا آپ اس بات کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں"۔ صدر مملکت نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اخباری بیان سے صدر مملکت کچھ زیادہ ہی پریشان نظر آرہے تھے۔

"جناب صدر۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ ان عظیم سائنس دانوں کو کوئی آنچ نہ آئے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی زندگی کا وقت پورا ہو چکا ہے تو میں اور آپ کیا کر سکتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"جب آپ اس حقیقت کو مانتے ہیں تو پھر مگر کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے"۔ بلیک زیرو نے تلخ لہجے میں کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

"ٹھیک ہے جناب ایکسٹو۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ آپ ملک کے اس قیمتی سرمائے کو ضائع ہونے سے بچانے کی اپنی پوری کوشش کریں گے"۔ صدر مملکت نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔

"یقینی بات ہے۔ میں اپنے فرض سے کوتاہی کیسے برت سکتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ایکسٹو۔ مجھے اور قوم کو آپ پر پورا اعتماد

ہ صدر مملکت نے کہا۔

اللہ حافظ"۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف
ابطہ ختم ہوتے ہی رسیور کریڈل پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے
ر پکڑ لیا۔ صدر مملکت نے ان چار سائنس دانوں کو بچانے کی
داری ایکسٹو پر ڈال دی تھی۔ بلیک زیرو نے جس اعتماد اور
لہجے میں صدر مملکت کو یقین دلایا تھا کہ مادام ماشاری اپنے
د میں کامیاب نہیں ہو سکے گی اب وہ اس اعتماد پر پورا اتر بھی
گا یا نہیں۔ اگر مادام ماشاری کسی بھی طرح اپنے مقاصد میں
ب ہو گئی تو کیا ہو گا۔ یہ سوچ کر بلیک زیرو بے اختیار لرز اٹھا
صدر مملکت کے الفاظ ہتھوڑے کی طرح اس کے سر پر برس
تھے کہ مجھے اور قوم کو آپ پر پورا اعتماد ہے۔

اخبارات نے مادام ماشاری کی دھمکی کو پہلے صفحہ پر جگہ دی تھی
خبر کے مطابق مادام ماشاری نے حکومت سے سنگ ہی، تھریسیا ا
کرنل بلیک کے ساتھ ساتھ ایس ڈی ہنڈرڈ کا مطالبہ کیا تھا ۔ مادا
ماشاری نے سخت الفاظ میں دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا کہ آج شام با
بجے تک اگر سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کے ساتھ ڈا
صمدانی کے بنائے ہوئے پرزے ایس ڈی ہنڈرڈ کو اس کے حوا
نہ کیا گیا تو وہ ملک کے چار بڑے سائنس دانوں کو ہلاک کر دے
اس نے کہا تھا کہ وہ ریڈ لیبارٹری کے ڈاکٹر ایم اے صمدانی
ٹھیک چھ بجے ہلاک کرے گی ۔ حکومت ڈاکٹر ایم اے صمدانی ا
دوسرے ڈاکٹروں کو چاہے زمین کی تہہ میں چھپا دے یا کہیں
لے جائیں مگر وہ ان میں سے کسی کو نہیں بچا سکیں گے ۔ مادا
ماشاری نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ پاکیشیا کی تمام ایجنسیوں خاص طور

ا سیکرٹ سروس کو چیلنج کرتی ہے کہ وہ ان ڈاکٹروں کی
ی کا جس قدر چاہے انتظام کر لے ان کے گرد حفاظتی سائنسی
پھیلا دیں مگر وہ ان سائنس دانوں کو مادام ماشاری کے ہاتھوں
لی طرح سے نہیں بچا سکے گی ۔ وہ سب سے پہلے ڈاکٹر ایم اے
ا کو ہلاک کرے گی ۔ اس کے دو گھنٹے بعد دوسرے سائنس
کٹر نعیم صمدانی کی باری آئے گی ۔ اسی طرح ہر دو گھنٹوں کے
ے بعد وہ دوسرے دونوں سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دے۔
دام ماشاری نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ اس نے ان سائنس
ی ہلاکت کا جو وقت مقرر کیا ہے وہ اپنے وقت سے نہ ایک
لے مریں گے نہ ایک منٹ بعد ۔
اخباروں نے مادام ماشاری کی دھمکیوں کو خوب نمک مرچ
ائع کیا تھا جس کی وجہ سے پورے پاکیشیا کا موضوع گفتگو
اری اور وہ چاروں سائنس دان بن گئے تھے جن کے نام ہٹ
ے طور پر اخبارات میں شائع ہوئے تھے ۔
م ماشاری کی ان دھمکیوں کو پڑھے لکھے افراد نے بے حد
لیا تھا اور ان کا خیال تھا کہ ان سائنس دانوں جن کے نام
ٹ میں تھے حکومت کو ان کے لئے سخت سیکورٹی کا انتظام کر
ں فوری طور پر انڈر گراؤنڈ کر دینا چاہئے اور اس مادام
کو گرفتار کرنے کے لئے سپیشل ایجنٹوں کو فوری حرکت
ا چاہئے تھا جبکہ غیر پڑھا لکھا طبقہ ان خبروں کو من گھڑت اور

جھوٹا قرار دے رہا تھا۔ غرض جتنے منہ تھے اتنی ہی باتیں تھیں۔

ڈاکٹر ایم اے صمدانی جو ریڈ لیبارٹری کے انچارج تھے ان دنوں
چھٹیوں پر اپنی ذاتی رہائش گاہ میں تھے۔ ان کے دو بیٹے اور تین
بیٹیاں تھیں جو ان خبروں کو پڑھ کر سخت پریشان ہو گئے تھے۔ البتہ
ڈاکٹر ایم اے صمدانی ان خبروں کو پڑھ کر ہنس دیئے تھے۔ ان
خبروں کو پڑھ کر وہ ذرا بھی پریشان نہ ہوئے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ
مادام ماشاری جو کوئی بھی تھی اس نے ایسی خبریں چھپوا کر صرف
اپنے نام کو مشہور کرنے کی کوشش کی تھی۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا
کہ ان کے گرد سخت سیکورٹی ہو اور مادام ماشاری اس سیکورٹی سے نکل
کر آسانی سے ان تک پہنچ جائے۔

اخبارات میں خبر شائع ہوتے ہی حکومت کی طرف سے ڈاکٹر ایم
اے صمدانی کی رہائش گاہ کے گرد سخت سیکورٹی قائم کر دی گئی تھی۔
ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش گاہ کے اندر اور باہر ہر طرف بے
شمار مسلح افراد موجود تھے جن کا تعلق لامحالہ ملٹری سے ہی تھا۔
انہوں نے نہ صرف ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش گاہ کے گرد
بلکہ ارد گرد کی رہائش گاہوں پر بھی سخت اقدامات کرتے ہوئے ا
رہائش گاہ کے مکینوں کو ایک لحاظ سے ان کی رہائش گاہوں میں مح
کر دیا تھا اور اس طرف آنے والے تمام راستوں کو چیکنگ کر
تمام راستوں کی بلاک کر دیا گیا تھا۔

اس سیکورٹی ٹیم میں ایکسٹو نے بھی اپنے دو افراد شامل کر د

ن میں ایک صفدر اور دوسرا تنویر تھا۔ صفدر اور تنویر ڈاکٹر ایم
صمدانی کی رہائش گاہ کے اندر موجود تھے۔ ان کے پاس کارڈز
ایکسٹو کی طرف سے انہیں جاری کئے گئے تھے۔ ان کارڈز کی
ے وہ دونوں ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش گاہ میں آسانی سے
پھر سکتے تھے۔ صفدر اور تنویر نے کوٹھی نما رہائش گاہ کا مکمل
لگا لیا تھا۔ انہوں نے ہر اس امکان کا اچھی طرح سے جائزہ لے
جہاں سے مادام ماشاری یا کسی اور کے اس رہائش گاہ میں داخل
کا کوئی امکان ہو سکتا تھا۔ انہوں نے فوجیوں کو چند خاص
لوں میں بٹھا دیا تھا۔ اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔
ماشاری کی دھمکی پر عمل درآمد میں صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا

اکٹر ایم اے صمدانی کو ان کے بیوی بچوں کے ساتھ ایک ہال
ے میں محدود کر دیا گیا تھا۔ اس پر ڈاکٹر ایم اے صمدانی نے
ج کرنے کی کوشش کی تھی مگر صفدر نے انہیں خاص طور پر
یا تھا کہ وہ ملک و قوم کا سرمایہ ہیں جس کی حفاظت کرنا ان کی
واری ہے۔ صرف ایک دو گھنٹوں کے لئے اگر وہ انہیں اپنا کام
ے دیں تو انہیں کوئی پرابلم نہیں ہو گی۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی
ید صفدر کی بات سمجھ میں آ گئی تھی اس لئے وہ خاموش ہو گئے
صفدر اور تنویر بھی ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کے لئے تیار تھے
ں وقت رہائش گاہ کے لان میں گھوم پھر رہے تھے۔

"کیا خیال ہے صفدر۔ اس قدر سخت سیکورٹی میں مادام ماشاری یہاں آنے کی کوشش کر سکے گی"۔ تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس سخت سیکورٹی میں بظاہر تو مادام ماشاری کا یہاں آنا اس کی بے وقوفی ہو گا مگر میں کچھ اور سوچ رہا ہوں"۔ صفدر نے کہا۔ اس کا انداز واقعی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو تم"۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"چیف نے میٹنگ ہال میں مادام ماشاری کے بارے میں ہمیں جو تفصیلات بتائی تھیں ان کے مطابق مادام ماشاری کا تعلق زیرو لینڈ سے ہے اور زیرو لینڈ کے ایجنٹ کس قدر فعال، سائنسی آلات سے لیس اور خطرناک ہوتے ہیں اس کے بارے میں تم جانتے ہو۔ مادام ماشاری نے ان چار سائنس دانوں کو ہلاک کرنے کا عمران صاحب کے سامنے چیلنج کیا تھا اور ایسا ہی چیلنج اس نے اخبارات میں بھی چھپوا دیا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"تو پھر"۔ تنویر نے اس کی بات کو نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"مادام ماشاری چیف کے مطابق خود کو کسی پراسرار طاقتوں کی مالکہ کہتی ہے۔ اس کی پراسرار طاقت کیا ہے اس کے بارے میں خود چیف بھی نہیں جانتا پھر سب سے بڑی بات مادام ماشاری کا تعلق زیرو لینڈ سے ہے جو سائنسی ترقی میں سپر پاورز سے بھی کئی سو سال آگے ہے۔ ہو سکتا ہے مادام ماشاری ان سائنس دانوں کو ہلاک کرنے کے

ئی سائنسی حربہ استعمال کرے۔ اپنی سائنسی ترقی کو ہی شاید
ر طاقت کہتی ہو اور ہم یہاں ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش
س طرح اطمینان سے گھیرے بیٹھے ہیں اگر مادام ماشاری
ے دور بیٹھی اس عمارت پر کوئی میزائل داغ دے تو ڈاکٹر ایم
مدانی کا تو خاتمہ ہو گا سو ہو گا ہمارا اور ان ملٹری کے جوانوں کا
"۔ صفدر نے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر کے چہرے پر
یش کے سائے لہرانے لگے۔

ا۔ واقعی۔ مادام ماشاری کسی ہیلی کاپٹر پر بھی یہاں آ سکتی ہے
ے اس رہائش گاہ پر بم برسا دے تو ہم کیا کر سکیں گے"۔
کہا۔

ام ماشاری سے کوئی بعید نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اس
اہ میں پہلے ہی کوئی انتظام کر رکھا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ
اس رہائش گاہ میں ٹائم بم یا ریموٹ کنٹرول بم فکس کر
ں جنہیں عین وقت پر وہ بلاسٹ کر کے اپنے چیلنج پر عمل
سکتی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

د ایسی بات ہے تو ہمیں فوری طور پر اس رہائش گاہ کو
ائیگروں سے چیک کر لینا چاہئے اور چیف سے کہہ کر رہائش
ہتوں پر اینٹی میزائل گنیں فکس کروا لینی چاہئیں تا کہ اگر
ف سے کوئی میزائل بھی اڑتا ہوا آئے تو اسے راستے میں ہی
ر دیا جائے"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہونا بے حد ضروری ہے"۔ صفدر نے کہا اور پھر
نے ایک گوشے میں جا کر ایکسٹو سے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا
اپنے ذہن میں آنے والے خدشات کے بارے میں ایکسٹو کو بتا
ایکسٹو نے انہیں مطمئن رہنے کو کہا اور کہا کہ وہ ان خطرات سے
نپٹنے کا انتظام کرا دے گا اور پھر واقعی آدھے گھنٹے بعد نہ صرف وہاں
ڈسپوزل اسکواڈ پہنچ گیا جن کے پاس بموں کو تلاش کرنے والے
آلات تھے۔ انہوں نے پوری رہائش گاہ میں پھیل کر چیک کر
وہاں کسی بھی بم کے کوئی آثار نہ ملے۔ اس کے علاوہ وہاں ہلکے
میزائل لانچر بھی پہنچ گئے جنہیں ملٹری کے جوانوں نے نہایت تیزی
مستعدی سے رہائش گاہ کی چھتوں پر نصب کر دیا اور پھر وہاں
کے حکم سے دو گن شپ ہیلی کاپٹر بھی پہنچ گئے جو مسلسل ڈاکٹر
اے صمدانی کی رہائش گاہ پر پرواز کر رہے تھے تاکہ کسی بھی فضا
حملے سے اس رہائش گاہ کو محفوظ رکھا جا سکے۔

"میرا خیال ہے اب اس رہائش گاہ اور ڈاکٹر ایم اے صمدا
کوئی خطرہ نہیں ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی لگ رہا ہے"۔ صفدر نے کہا تو
چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"لگتا ہے تم ان انتظامات سے بھی مطمئن نہیں ہوئے ہو۔
اب بھی کوئی کمی رہ گئی ہے"۔ تنویر نے حیرت سے پوچھا۔

"میرا دل کہہ رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ ہمار

انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور مادام ماشاری اپنے
مقصد میں کامیاب ہو جائے گی"۔ صفدر نے کھوئے کھوئے لہجے میں
کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب مادام ماشاری بدروحوں کی نسل سے ہو گی تو واقعی اسے ہم
نہیں روک سکیں گے اور اگر اس نے کسی سیٹلائٹ سے اس رہائش
گاہ پر کوئی بلاسٹنگ ریز پھینک دی تب بھی ہم ڈاکٹر ایم اے
صمدانی کو نہیں بچا سکیں گے"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ڈاکٹر ایم اے صمدانی کے قریب رہنا
چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ کیوں۔ کیا اب انہیں ان کے گھر کے افراد سے بھی کوئی
خطرہ ہو سکتا ہے۔ کہیں تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ مادام ماشاری پہلے
سے ہی گھر کے کسی فرد کے میک اپ میں اندر موجود ہے"۔ تنویر
نے کہا تو صفدر بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ اس پوائنٹ پر تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ آؤ جلدی کرو
مادام ماشاری کی دھمکی کا وقت پورا ہونے میں صرف دس منٹ رہ
گئے ہیں۔ ہمیں واقعی گھر کے افراد کو بھی چیک کر لینا چاہئے۔ بلکہ
میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو ہمیں ان سب سے الگ کر دینا
چاہئے"۔ صفدر نے کہا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا
جس کمرے میں ڈاکٹر ایم اے صمدانی اور ان کے گھر کے افراد موجود
تھے۔

"صفدر۔ میرے ذہن میں ایک خیال آرہا ہے"۔ تنویر نے کہا تو صفدر چلتے چلتے رک گیا۔

"کیسا خیال"۔ صفدر نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یہاں ہم نے جس قدر سخت انتظامات کر رکھے ہیں یہ بھی تو ممکن ہے کہ مادام ماشاری اس طرف آنے کی بجائے ان دوسرے سائنس دانوں کی طرف نکل جائے جن کے اس نے ہٹ لسٹ میں نام دے رکھے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ مادام ماشاری نے چیلنج کیا ہے کہ اس نے ان سائنس دانوں کو ہلاک کرنے کا جو وقت مقرر کیا ہے ان اوقات سے وہ ان کو نہ ایک منٹ پہلے ہلاک کرے گی اور نہ ایک منٹ بعد۔ اگر وہ واقعی اس قدر خود اعتماد ہے کہ وہ عمران صاحب جیسے انسان کو ہوٹل کے بھرے ہال سے دن دہاڑے اغوا کر کے لے جا سکتی ہے اور انہیں چیلنج کر سکتی ہے تو وہ وہی کرے گی جس کا اس نے اعلان کر رکھا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ اپنے ارادوں میں تبدیلی کرنے کی کوشش کرتی ہے تو ہمیں دوسرے سائنس دانوں کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہئے۔ حکومت اور چیف نے ان سب سائنس دانوں کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کر لیا ہو گا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہاں ہم دونوں نہیں سیکرٹ سروس کے سارے ممبر اکٹھے ہوتے"۔ صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے صفدر کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو صفدر نے چونک کر دیکھا کہ

کا ہندسہ سپارک کر رہا تھا۔

"اوہ۔ چیف کی کال"۔ صفدر نے کہا تو تنویر بھی چونک پڑا۔ ر تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔ وہ چیف سے رہائش گاہ میں ہوئے فوجیوں سے چھپ کر بات کرنا چاہتا تھا۔ ایک کونے جا کر اس نے کال رسیو کی۔

"یس چیف۔ صفدر سپیکنگ۔ اوور"۔ صفدر نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن کھینچ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر۔ کیا پوزیشن ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی رغراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ابھی تک صورت حال مکمل طور پر نارمل ہے چیف۔ یہاں دور تک کسی کے آنے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ اوور"۔ صفدر نے

"گڈ۔ تم اس وقت کس پوزیشن میں ہو۔ اوور"۔ ایکسٹو نے ا۔

"میں اور تنویر ڈاکٹر ایم اے صمدانی کے کمرے کے دروازے باہر موجود ہیں چیف۔ جبکہ آپ کی کال سننے کے لئے مجھے سائیڈ پر ا ہے۔ اوور"۔ صفدر نے کہا۔

"ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی کیا کیفیت ہے۔ وہ ان حالات سے پریشان تو نہیں ہوا۔ ایسا نہ ہو وہ اس صورت حال سے خوفزدہ ر خود ہی خوف کی شدت سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

مادام ماشاری اس طرح بھی اپنا مقصد حاصل کر سکتی ہے ۔ اوور"۔ ایکسٹو نے صفدر کی توجہ ایک اور طرف دلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں چیف ۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی بڑے دل گردے کے مالک ہیں ۔ ان کے خاندان کے افراد خوفزدہ ہیں مگر ڈاکٹر صمدانی پوری طرح نارمل ہیں جیسے ان خطرات کی انہیں کوئی پرواہ نہ ہو ۔ اوور"۔ صفدر نے جواب دیا۔

" ویری گڈ ۔ بہرحال تم دونوں یا تم میں سے کوئی ایک ڈاکٹر صاحب کے ارد گرد رہے تو بہتر ہے ۔ میں کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہتا ۔ اس وقت پاکیشیا کی عوام بے حد مضطرب ہے ۔ ان کی نظریں ہماری اور فوج کی کارکردگی پر جمی ہوئی ہیں ۔ ہماری ذرا سی کوتاہی ہمیں ان کے سامنے رسوا کر سکتی ہے ۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں چیف ۔ ہم نے یہاں ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ ہماری نظروں سے بچ کر چڑیا کا ایک بچہ بھی اندر نہیں آسکتا ۔ باقی جو اللہ کو منظور ۔ اوور"۔ صفدر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ وقت کم ہے ۔ جا کر اپنی ڈیوٹی سنبھالو ۔ اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو صفدر نے ونڈ بٹن پریس کیا اور واپس تنویر کے پاس آگیا۔

" کیا کہہ رہے تھے چیف "۔ تنویر نے صفدر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر نے اسے تفصیل بتا دی۔

" چھ بجنے میں صرف ایک منٹ باقی ہے "۔ تنویر نے ریسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ آؤ ۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب کے پاس جانا ہے ۔ جلدی "۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر اس کمرے کے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی لیکن اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی ۔

" یہ کیا ۔ اندر سے کوئی جواب کیوں نہیں دے رہا "۔ صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" معلوم نہیں ۔ تنویر نے بھی پریشانی کے عالم میں اس دروازے کو دھڑدھڑایا مگر اندر مکمل خاموشی تھی ۔ اب تو صفدر اور تنویر کی پریشانی کی حد نہ رہی ۔ انہوں نے زور زور سے دروازے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے مگر اندر مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔ صفدر اور تنویر کے رنگ یکلخت سفید پڑ گئے تھے ۔ وہ دونوں دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارے رہے تھے۔

" ہاشم ۔ ہاشم "۔ صفدر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا ۔ وہاں ارد گرد موجود فوجیوں نے بھی سن لیا تھا ۔ چند فوجی اور ان کا ایک کیپٹن بھاگتے ہوئے وہاں آگئے ۔

" کیا بات ہے سعید صاحب "۔ اس کیپٹن نے صفدر سے مخاطب ہو کر پریشانی کے عالم میں کہا ۔ اس کیپٹن کا نام کیپٹن رضوان تھا چونکہ صفدر نے اسے اپنا تعارف سعید اور تنویر کا امجد کے نام سے

ٹکرایا تھا۔

" کیپٹن رضوان ۔ اندر گڑبڑ ہے ۔ جلدی کریں ۔ جوانوں سے کہیں کہ دروازہ توڑ دیں ۔ ہری اپ"۔ صفدر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ کیپٹن رضوان کے منہ سے یکلخت نکلا ۔ اس نے جوانوں کو اشارہ کیا تو وہ تیزی سے آگے بڑھ آئے ۔ تنویر اور صفدر ایک طرف ہوئے تو انہوں نے مشین گنوں کے بھاری بٹ زور زور سے دروازے پر مارنے شروع کر دیئے ۔ چند ہی لمحوں میں دروازہ ٹوٹ کر اندر جا گرا تھا ۔ صفدر اور تنویر نے جیبوں سے اپنے مشین پسٹلز نکال لئے اور پھر وہ تیزی سے کسی خطرے کی پرواہ کئے بغیر اندر داخل ہو گئے اور پھر کمرے میں داخل ہو کر وہ ایک جھٹکے سے رک گئے ۔ ان کی آنکھیں حیرت اور خوف کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

کمرے میں ڈاکٹر ایم اے صمدانی کے بیٹے اور بیٹیاں زمین پر الٹے پڑے تھے اور ایک طرف ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا بے سر کا دھڑ بری طرح سے خون اگلتا ہوا تڑپ رہا تھا ۔ ان کا سر دھڑ سے کچھ فاصلے پر پڑا تھا ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے تلوار کے ایک ہی بھرپور وار سے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا سر ان کے تن سے جدا کر دیا ہو ۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا دھڑ چند لمحے بری طرح تڑپتا اور اچھلتا رہا پھر یکلخت ساکت ہو گیا ۔ البتہ اس کی کٹی ہوئی گردن سے خون ابھی تک فواروں کی طرح اچھلتا ہوا کمرے کا فرش سرخ کرتا جا رہا تھا۔

شی تارا سکرین کے سامنے بیٹھی بڑی دلچسپی سے ڈاکٹر ایم اے
دانی کی رہائش گاہ کے سیکورٹی انتظامات کو دیکھ رہی تھی ۔ اس کا
مشین کے ایک ڈائل پر تھا جسے وہ آہستہ آہستہ گھما کر سکرین پر
ٹر ایم اے صمدانی کی رہائش گاہ کا مکمل احاطہ کئے ہوئے تھی۔

" اچھا انتظام کیا ہے انہوں نے ۔ لیکن یہ تمام انتظامات میرے
نے کوئی حیثیت نہیں رکھتے ۔ انہیں تو چاہئے تھا کہ ڈاکٹر ایم اے
انی کی حفاظت کے لئے وہاں کوئی سائنسی اقدام بھی کرتے"۔
ارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ ڈائل گھمانے کے ساتھ ساتھ مشین پر لگے ہوئے مختلف بٹن
پریس کرتی جا رہی تھی ۔ بٹن پریس ہوتے ہی سکرین کا منظر
جاتا اور رہائش گاہ کا وہ حصہ سکرین پر آ جاتا جس حصے کو شی تارا
یکھنا مقصود ہوتا ۔ یوں لگتا تھا جیسے شی تارا نے ڈاکٹر ایم اے

صمدانی کی رہائش گاہ کے ہر حصے میں کیمرے نصب کر رکھے تھے
جس کی وجہ سے اس کی نگاہوں سے اس رہائش گاہ کا کوئی حصہ بھی
نہیں چھپا ہوا تھا۔

شی تارا نے حفاظتی انتظامات دیکھ کر سر ہلاتے ہوئے ایک بٹن
پریس کیا تو سکرین پر اچانک اس کمرے کا منظر ابھر آیا جس میں ڈاکٹر
ایم اے صمدانی کے بیوی بچے بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے
لیکن ڈاکٹر ایم نے صمدانی کے چہرے پر خوف یا پریشانی کا شائبہ تک
نہیں تھا۔

شی تارا اس وقت ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش سے کافی دور
ایک خاموش اور غیر معروف علاقے میں تھی۔ وہ اپنی کار میں بیٹھی یہ
سب کچھ لیپ ٹاپ کمپیوٹر مشین پر دیکھ رہی تھی۔ اس نے ریسٹ
واچ پر وقت دیکھا اور پھر اس نے سر ہلاتے ہوئے کمپیوٹر نما مشین
سائیڈ پر رکھ دی۔ اس نے کار کی سیٹ کے نیچے سے ایک تلوار نما بڑا
سا خنجر نکالا اور اسے گود میں رکھ کر اپنی ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ کر
اس کی سوئیوں کو گردش دینے لگی۔ واچ کے ایک سے پانچ تک کے
ہندسوں کے نیچے چھوٹے چھوٹے بلب چمک رہے تھے۔ شی تارا نے
دونوں سوئیوں کو ایک کے ہندسے پر ایڈجسٹ کرتے ہوئے ونڈ
بٹن اندر کی طرف دبا دیا اور گود سے خنجر اٹھا لیا۔

"لو ڈاکٹر ایم اے صمدانی میں آ رہی ہوں"۔ شی تارا نے کہا۔
اسی لمحے اچانک اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اس نے جلدی سے آنکھیں

۔ اسی لمحے اچانک اس کے جسم کے گرد تیز روشنی سی پھیل
گئی فلیش سا ہوا اور دوسرے ہی لمحے شی تارا کار سے غائب
۔ شی تارا کار میں تو موجود تھی مگر اس کا جسم غائب ہو چکا
کے جسم میں موجود مشینری اور ریسٹ واچ کے خصوصی
وجہ سے اس کے گرد انویسبل ریز کا جال سا پھیل گیا تھا
شی تارا پوری طرح سے چھپ سی گئی تھی۔

وہ اپنے جسم کو سکیڑ بھی سکتی تھی اور پھیلا بھی سکتی تھی جس
وہ کسی بھی بند جگہ یا کمرے میں ایک چھوٹے سے سوراخ
داخل ہو سکتی تھی اور باہر آ سکتی تھی۔ یہ اس کی خالصتاً اپنی
جس کے بارے میں سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا

لینڈ میں شی تارا کی غائب ہونے کی اس پراسرار صلاحیت کی
اسے جادوگرنی کہا جاتا تھا۔ اپنی اس ایجاد کی وجہ سے شی
حالت میں ایسی ایسی جگہوں پر پہنچ جاتی تھی جہاں ہوا کا
گزر بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ شی تارا نے اپنی اس ایجاد کو ہائپر
کا نام دے رکھا تھا۔ ہائپر اس کے باپ کا نام تھا جس نے شی
ساتھ مل کر اس انوکھی اور حیرت انگیز ریسٹ واچ کو ایجاد کیا
اس نے شی تارا کے بازو میں ایسی مشینری فٹ کر دی تھی جس
سے شی تارا کا جسم ذرات میں تبدیل ہو کر کسی بھی جگہ آسانی
جاتا تھا۔

یوں تو شی تارا ہائپر سسٹم کی وجہ سے خود کو بے حد
محفوظ سمجھتی تھی مگر اس کی یہ ایجاد اسے زیادہ دیر غائب نہیں
سکتی تھی۔ اس کے غائب ہونے کا دورانیہ زیادہ سے زیادہ
گھنٹے کا ہوتا تھا۔ ایک گھنٹے بعد ہائپر سسٹم کا خودکار نظام اسے
دوبارہ ظاہر کر دیتا تھا اور شی تارا کو دوبارہ غائب ہونے کے لئے
سسٹم کو فعال کرنے کے لئے دو سے تین گھنٹوں کی ضرورت
تھی۔ یہی وجہ تھی کہ شی تارا جب بھی کسی مشن پر جاتی تھی اس
یہی کوشش ہوتی تھی کہ وہ اپنا کام زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے
پورا کر لے اور وہ ایسا ہی کرتی تھی۔

شی تارا اس وقت ہائپر سسٹم کے تحت دوسروں کی نظروں
غائب ہو چکی تھی۔ وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ تلوار
اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور پھر آگے
گئی۔ مختلف گلیوں سے گزرتی ہوئی وہ ڈاکٹر ایم اے صمدانی
رہائش گاہ کے قریب آ گئی۔ جن راستوں سے وہ گزر کر آئی تھی
ہر طرف سکیورٹی کے افراد موجود تھے جو ہر آنے جانے والے کی
جانچ پڑتال کر رہے تھے لیکن شی تارا چونکہ غیبی حالت میں تھی
لئے اسے بھلا کون دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ بڑے اطمینان بھرے
انداز میں ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش گاہ میں آ گئی اور مختلف
راستوں سے ہوتی ہوئی وہ اس کمرے کے دروازے کے قریب آ
جہاں ڈاکٹر ایم اے صمدانی اپنے گھر والوں کے ساتھ موجود تھا

ے کا دروازہ بند تھا۔ شی تارا نے دیکھا وہاں سے اندر جانے کا
ستہ نہیں تھا۔ البتہ دروازے کے اوپر چھت کے پاس ایک
ج کا ہول بنا ہوا تھا جو غالباً ایگزاسٹ فین کے لئے بنایا گیا تھا
ایگزاسٹ فین نصب نہ تھا۔ شی تارا اس ہول کو دیکھ کر
ی۔ وہ اچکی اور پھر وہ جیسے اڑتی ہوئی اس گول ہول تک جا
ائپر سسٹم کی وجہ سے شی تارا کا جسم بے حد ہلکا پھلکا ہو چکا تھا
وجہ سے وہ اس دس بارہ فٹ کی بلندی پر موجود ہول تک
آسانی سے پہنچ گئی تھی۔ اس نے ہول کے کنارے پکڑے
جسم کو سکیڑ کر اس ہول میں داخل ہو گئی۔ دوسرے ہی لمحے
میں موجود تھی۔

ے میں ایک ادھیڑ عمر میز کے پاس ایک کرسی پر بیٹھا تھا اور
ھ رہا تھا جبکہ درمیان میں موجود صوفوں پر ایک عورت، دو
اور تین نوجوان لڑکے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔
ہروں سے پریشانی ٹپک رہی تھی جبکہ ادھیڑ عمر جیسے ان سے
خبار پڑھنے میں مصروف تھا۔

ارا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ادھیڑ عمر کے قریب آ گئی۔ چند لمحے
ے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو دیکھتی رہی پھر وہ اس کے قریب
کر ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی فیملی کو دیکھنے لگی۔ اس نے
کلاک کو دیکھا۔ ابھی چھ بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ شی
چک کر جیب سے شیشے کا ایک چھوٹا سا ... نکالا اور

اسے زمین پر دے مارا۔ جیسے ہی کیپسول ٹوٹا اسی لمحے صوفوں پر
ہوئی ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی فیملی الٹ کر گرتی چلی گئی۔
ایم اے صمدانی کا سر زور سے چکرایا اور اس نے بھی اپنا سر
دیا۔ انہیں بے ہوش ہوتے دیکھ کر شی تارا آگے بڑھی اور اس
ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو سیدھا کر دیا۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی
اس کی فیملی کیپسول سے نکلنے والی زود اثر گیس سے بے ہوش
تھی۔

شی تارا نے ریسٹ واچ کا بٹن پریس کیا۔ اسی لمحے جھماکا
اور وہ اچانک کمرے میں نمودار ہو گئی۔ اس نے جیکٹ کی جیب
ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر شیشی
ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی ناک سے لگا دیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر ایم اے
صمدانی کسمسانے لگا۔ شی تارا نے جلدی سے شیشی کا ڈھکن بند
اور شیشی کو جیب میں رکھ لیا۔ ساتھ ہی اس نے خنجر ڈاکٹر ایم اے
صمدانی کی گردن سے لگا دیا۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی چند لمحے کسمسا
رہا پھر اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔

"خبردار اگر منہ سے کوئی آواز نکالی تو گردن کاٹ دوں گی"۔
تارا نے اسے ہوش میں آتے دیکھ کر کسی ناگن کی طرح پھنکارتے
ہوئے کہا تو ڈاکٹر ایم اے صمدانی بند کمرے میں اس خوبصورت
لڑکی کو دیکھ کر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز خاصی دھیمی تھی۔
"تمہاری موت"۔ شی تارا نے غرا کر کہا تو ڈاکٹر ایم اے صمدانی
فق ہو گیا۔
"ت۔ تم۔ کون ہو تم اور اندر کیسے آگئیں۔ کمرہ تو اندر سے
ہے۔ اور"۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی نے بری طرح سے ہکلاتے
کہا۔ شی تارا چونکہ اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی اس لئے وہ
پر گری ہوئی اپنی فیملی کو نہ دیکھ پا رہا تھا۔
"آج تک دنیا میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو موت کا راستہ
سکے"۔ شی تارا نے کہا۔
"م۔ میری فیملی"۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی نے کہا۔
"وہ رہی تمہاری فیملی۔ وہ سب کے سب بے ہوش ہیں۔ اگر تم
زندگی چاہتے ہو تو میں تم سے جو پوچھوں سچ سچ بتا دو ورنہ"۔ یہ
ہوئے شی تارا نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا اور ایک
ہو گئی۔ اپنی بیوی، دونوں بیٹیوں اور تینوں بیٹوں کو اس
زمین پر پڑے دیکھ کر ڈاکٹر ایم اے صمدانی اور زیادہ گھبرا گیا
لیکن جب شی تارا نے بتایا کہ وہ بے ہوش ہیں تو اس کے چہرے
کم ہو گیا۔
"کیا چاہتی ہو تم"۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی نے خود کو سنبھالتے
نے کہا۔
"ایس ڈی ہنڈرڈ"۔ شی تارا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال

کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ایس ڈی ہنڈرڈ۔ کیا مطلب۔ کیا ہے ایس ڈی ہنڈرڈ۔ "
ایم اے صمدانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شی تارا کی تیز نظروں
نے بھانپ لیا تھا کہ یہ سائنس دان واقعی ایس ڈی ہنڈرڈ کے بارے
میں کچھ نہیں جانتا کیونکہ اس نے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی آنکھوں
میں سوائے حیرت کے اور کوئی رمق پیدا ہوتے نہیں دیکھی تھی

" ہونہہ۔ تم واقعی ایس ڈی ہنڈرڈ کے بارے میں کچھ نہیں
جانتے۔ اس لئے تم میرے لئے بے کار ہو"۔ شی تارا نے برا سا منہ
بناتے ہوئے کہا اور پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا
اور جس طرح کوندا لپکتا ہے بالکل اسی طرح تلوار نما خنجر عین ڈاکٹر
ایم اے صمدانی کی گردن پر پڑا اور ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا سر اس
کے دھڑ سے الگ ہو کر دور جا گرا۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا بے سر
دھڑ اچھلا اور ایک دھماکے سے کرسی سے نیچے جا گرا۔ اسی لمحے اچانک
دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ دستک کی آواز سن کر شی تارا
بے اختیار چونک پڑی۔

" یہ کیا۔ اندر سے کوئی جواب کیوں نہیں دے رہا"۔ باہر سے
ایک پریشان زدہ آواز سنائی دی تو شی تارا کے ہونٹوں پر سفاکانہ
مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے ریسٹ واچ کا بٹن مخصوص انداز میں
دبایا تو تیز روشنی چمکی اور وہ اچانک وہاں سے غائب ہو گئی۔

" معلوم نہیں"۔ دوسری آواز نے کہا اور پھر دروازے کو زور زور

ڈایا جانے لگا۔ شی تارا غیبی حالت میں دروازے کے قریب
اس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک
نکالا اور کارڈ پر کچھ لکھ کر اس نے وہ کارڈ میز پر رکھ دیا۔
ہاشم"۔ باہر سے کسی نے چیختے ہوئے کہا اور دروازے پر
ہاتھ مارے جانے لگے اور پھر باہر سے بے شمار دوڑتے
وازیں سنائی دیں۔

ت ہے سعید صاحب"۔ باہر سے ایک تیز آواز نے کہا۔
رضوان اندر گڑبڑ ہے۔ جلدی کریں۔ جوانوں سے کہیں
ڑ دیں۔ ہری اپ"۔ پہلی آواز نے کہا۔
۔ کیپٹن کی آواز آئی پھر دروازے پر جیسے ہتھوڑے برسنے
ہی لمحوں میں دروازہ ٹوٹ گیا۔ دروازہ ٹوٹتے ہی پہلے دو
نوجوان اور پھر بے شمار فوجی اندر گھستے چلے گئے اور پھر وہ
ے صمدانی کے بے سر دھڑ کو تڑپتے دیکھ کر ٹھٹھک گئے
چہرے حیرت اور پریشانی سے بگڑتے چلے گئے۔ شی تارا
کے قریب کھڑی تھی۔ اس نے ان سب کے اندر جاتے ہی
لنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائی تھی۔
اوہ۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی صاحب کو جس نے قتل کیا
ہیں کہیں ہو گا۔ دوڑو بھاگو۔ ساری کوٹھی میں تلاش
۔ شی تارا کو اسی کیپٹن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی جسے
ان کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔ یہ آواز سن کر شی تارا کے

ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ اور زیادہ گہری ہو گئی ۔ ہر طرف
بھاگنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور شی تارا ان کے درمیان
حالت میں نکلتی چلی گئی ۔ کسی کو اس بات کا احساس تک
اس جدید دور میں کوئی اس طرح غیبی حالت میں وہاں
جیسے کوئی انسانی آنکھ کسی طور پر نہ دیکھ سکتی ہو ۔ شی تارا
اطمینان سے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش گاہ سے نکل ائی
پھر وہ مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی اپنی کار تک آ گئی ۔ اس
کسی کو موجود نہ پا کر اس نے ہائپر سسٹم سے خود کو ظاہر کیا
میں بیٹھ گئی ۔ دوسرے ہی لمحے وہ بڑے اطمینان بھرے انداز
میں بیٹھی وہاں سے نکلی جا رہی تھی ۔

بلیک زیرو نے تھکے تھکے انداز میں رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی
پشت سے ٹیک لگا کر یوں بیٹھ گیا جیسے میلوں دوڑ لگا کر آیا ہو ۔
کے چہرے پر شدید پریشانی جیسے منجمد ہو کر رہ گئی تھی ۔ ابھی
صفدر کی کال آئی تھی جس نے اسے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی
سرار موت کے بارے میں تفصیل بتائی تھی ۔ اس نے بتایا تھا کہ
کٹر ایم اے صمدانی کو نہایت پراسرار حالات میں قتل کیا گیا تھا ۔
کا کمرہ بند تھا ۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی اپنی بیوی، اپنی دو بیٹیوں
تین بیٹوں کے ہمراہ اندر موجود تھے اور ان کی ہدایات پر انہوں
کمرے کو اندر سے لاک کر رکھا تھا ۔ کمرے میں سوائے اس
وازے کے داخل ہونے کا اور کوئی راستہ نہ تھا لیکن اس کے
جود مادام ماشاری وہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھی ۔ اس نے
کٹر ایم اے صمدانی کی فیملی کو بے ہوش کر دیا تھا لیکن ڈاکٹر ایم

اے صمدانی کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیا تھا۔ اس نے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی گردن اڑا دی تھی۔ صفدر نے یہ بھی بتایا تھا کہ جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو اس وقت ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا بے سر کا دھڑ بری طرح سے پھڑک رہا تھا لیکن وہاں مادام ماشاری کہیں موجود نہیں تھی۔ البتہ ہاتھ سے لکھا ہوا ایک کارڈ انہیں وہاں سے ملا تھا جس پر ایک سیاہ ناگن بنی ہوئی تھی اور اس کارڈ پر عمران کے لئے مادام ماشاری کا پہلا تحفہ لکھا تھا۔

صفدر اور تنویر نے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کے کمرے کو نہایت باریک بینی سے چیک کیا تھا۔ وہاں قالین پر خون آلود قدموں کے بھی نشان موجود تھے جو قالین سے ہوتے ہوئے باہر جا رہے تھے۔ صفدر نے اپنا خیال پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسے یوں لگا تھا کہ جیسے ہی وہ کیپٹن رضوان کے ساتھ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اسی لمحے اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کے علاوہ وہاں کوئی نادیدہ ہستی بھی ہو جو ان کے کمرے میں جاتے ہی وہ خون آلود قدموں کے نشان بناتی ہوئی وہاں سے نکل گئی ہو۔

خون آلود قدموں کے نشانات کوٹھی کے بیرونی دروازے کی طرف جا رہے تھے۔ اس کے بعد انہیں خون آلود نشانات تو نہیں ملے تھے البتہ ایسے ہی قدموں کے نشانات انہیں ملے تھے جو انہیں ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی رہائش گاہ سے دور ایک خاموش علاقے کی طرف لے گئے تھے جہاں ایک کار کے ٹائروں کے نشانات کے قریب

ں کے وہ نشانات ختم ہو گئے تھے۔

صفدر اور تنویر نے اس علاقے کے مکینوں سے کار کے بارے میں مات حاصل کی تھیں تو انہیں بس اتنا ہی معلوم ہو سکا تھا کہ سرخ رنگ کی ایک سیڈان کار تقریباً آدھا گھنٹہ کھڑی دکھائی تھی۔ ایک شخص نے البتہ اس کار میں ایک خوبصورت اور ان لڑکی کو بیٹھے دیکھا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی کار کا نمبر نہ سکا تھا۔

صفدر کی کال سن کر بلیک زیرو سوچ میں پڑ گیا تھا۔ اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ڈاکٹر ایم اے صمدانی اپنی فیملی کے ساتھ اگر ے میں تھا اور وہ کمرہ اندر سے لاک تھا تو مادام ماشاری اس کمرے کیسے داخل ہو گئی تھی۔ صفدر نے بتایا تھا کہ وہاں کسی نادیدہ کا وجود اور خون آلود قدموں کے نشانات تھے جو اسے عجیب مخمصے ال رہے تھے۔ کیا واقعی مادام ماشاری غائب ہو کر بند دروازوں یواروں سے گزر سکتی تھی۔ کیا واقعی اس کے پاس جو پراسرار یت تھی وہ یہی تھی کہ کوئی اسے دیکھ نہ سکتا تھا مگر یہ کیسے تھا۔ یہ تو ایسی بات تھی جیسے مادام ماشاری سلیمانی ٹوپی پہن کر آئی ہو اور خاموشی سے نکل گئی ہو مگر اس جدید دور میں سلیمانی کے خیال پر بلیک زیرو نے خود ہی سر جھٹک دیا تھا کہ ایسا ہونا ن ہے۔ اس نے صفدر کو حکم دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر ایم اے انی کی بیوی اور ان کے بچوں کو چیک کرے۔ ہو سکتا ہے ان

میں سے کسی کا مادام ماشاری نے میک اپ کر رکھا ہو اور اپنا کام ا
کے ان کے ساتھ بے ہوش ہو گئی ہو۔

صفدر نے کچھ دیر بعد اب اسے فون کر کے بتایا تھا کہ ڈاکٹر ا
اے صمدانی کی بیوہ اور اس کی بیٹیاں اصل ہیں۔ وہ میک اپ
نہیں ہیں۔ اس نے اور تنویر نے ان کا میک اپ واشر اور
طریقوں سے میک اپ چیک کر لیا ہے لیکن وہ میک اپ میں
ہیں۔ صفدر کا جواب سن کر بلیک زیرو ایک طویل سانس لے
گیا تھا اور اس نے فون بند کر کے آنکھیں بند کیں اور اپنا سر کر
پشت سے لگا کر بیٹھ گیا جیسے میلوں دوڑ لگا کر وہ بری طرح سے تھک
گیا ہو۔ اب اس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا تھا کہ صفدر نے جو
کیا تھا وہ درست تھا۔ مادام ماشاری کے پاس واقعی ایسی پراسرار
صلاحیتیں ہیں کہ وہ نہ صرف غائب ہو سکتی ہے بلکہ بند دروازوں ا
دیواروں سے بھی گزرنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

ڈاکٹر ایم اے صمدانی کا قتل پورے ملک کو ہلا دینے کے
کافی تھا۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی کے پراسرار قتل کی خبر پورے ملک
میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ ہر طرف اس پراسرار قتل
پر چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ حکومتی مشنری بھی اس قتل سے
گئی تھی۔

بلیک زیرو پہلے ہی عمران کی وجہ سے پریشان تھا جو کئی روز
بدستور بے ہوش تھا اور اس کی پراسرار بے ہوشی کا سبب معلوم

ے کے لئے ڈاکٹر فاروقی سمیت بے شمار ڈاکٹر سر توڑ کوششیں کر
تھے مگر عمران کو کسی بھی طرح ہوش نہیں آ رہا تھا اور اب
ر ایم اے صمدانی کے قتل نے بلیک زیرو کو اور زیادہ پریشان
ا تھا۔ اب صدر مملکت کا نزلہ اس پر گرنے والا تھا اور بلیک زیرو
ھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ انہیں کیا جواب دے گا۔ بلیک زیرو
انہی خیالوں میں گم تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار
ب کر سیدھا ہو گیا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

"مادام ماشاری سپیکنگ"۔ دوسری جانب سے ایک نسوانی اور
ارتی ہوئی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو یوں اچھل پڑا جیسے یکلخت
ں کی کرسی میں گیارہ ہزار وولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ اس کی
ھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئی تھیں۔ وہی مادام ماشاری
ں نے عمران کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اس سے ہر صورت میں ایسی ڈی
ارڈ حاصل کرے گی اور پاکیشیا میں موت کا ایسا بھیانک کھیل
ھیلے گی جس سے پاکیشیائی مشینری ہل کر رہ جائے گی اور وہ سرعام
علان کر کے پاکیشیا کے چار مشہور سائنس دانوں کو ہلاک کرے گی
اہے عمران اور پاکیشیا کی تمام ایجنسیاں ان سائنس دانوں کے گرد
کھ پہرے بٹھا دیں یا کسی بھی جگہ چھپا دیں۔ وہی مادام ماشاری اس
قت ایکسٹو کے مخصوص فون پر بات کر رہی تھی۔

"مادام ماشاری تم"۔ بلیک زیرو نے خود کو سنبھال کر حلق کے

بل غزاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں ۔ میری آواز سن کر تمہارے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ناں مسٹر ایکسٹو"۔ دوسری طرف سے مادام ماشاری کی طنزیہ ہنسی بھری آواز سنائی دی۔

"تمہیں یہ فون نمبر کہاں سے ملا ہے"۔ بلیک زیرو نے جبڑے بھینچ کر انتہائی غضبناک لہجے میں کہا تو مادام ماشاری زور سے ہنس پڑی۔

"میرا نام مادام ماشاری ہے مسٹر ایکسٹو اور مادام ماشاری زیرو لینڈ کی ناگن ہے جس سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے۔ پھر میرے سامنے تمہارا یہ معمولی فون نمبر کیا حیثیت رکھتا ہے"۔ مادام ماشاری نے کہا۔ اس کے لہجے میں واقعی زہریلی ناگن کی سی کاٹ تھی۔

"ہونہہ ۔ کیوں فون کیا ہے"۔ بلیک زیرو نے خونخوار بھیڑیئے کی طرح غزاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ میں نے اپنا پہلا وعدہ پورا کر دکھایا ہے۔ تمہارے ملک کا ایک معروف سائنس دان میرے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکا ہے"۔ دوسری طرف سے مادام ماشاری نے کہا۔

"تم نے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک کر کے میرے غضب کو للکارا ہے مادام ماشاری ۔ اب تمہیں میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکے گا ۔ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا جسے دیکھ کر تمہاری

اور زیرو لینڈ والے صدیوں تک بلبلاتے رہیں گے۔ بلایک زیرو انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن میں مسلسل کے ہو رہے تھے۔ مادام ماشاری کا اس طرح اس کے مخصوص پر فون کرنا معمولی بات نہیں تھی۔ ایکسٹو کا مخصوص نمبر پاکیشیا یدہ چیدہ ہستیوں کے سوا کسی کے پاس نہیں تھا اور ان ہستیوں ایسی کوئی شخصیت موجود نہ تھی جو کسی بھی طرح ایکسٹو کا نمبر آؤٹ کر سکتی تھی۔ پھر مادام ماشاری کو ایکسٹو کا نمبر کہاں سے ملا ۔ ایکسٹو کا مخصوص نمبر سیٹلائٹ سسٹم کے تحت آتا تھا جسے ن کرنا یا اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا قطعی ناممکن ۔

"میرا حشر تم تب کرو گے ناں مسٹر ایکسٹو جب تم میرے بارے کچھ جان سکو گے۔ تم میری صلاحیتوں سے واقف نہیں ہو۔ آج دنیا کے سپر پاورز ممالک کی بڑی بڑی ایجنسیاں بھی میری گرد کو سکی ہیں پھر تم کیا چیز ہو"۔ مادام ماشاری نے ہنس کر طنزیہ لہجے کہا۔

"یہ تو وقت بتائے گا مادام ماشاری کہ میں کیا ہوں"۔ ایکسٹو نے ۔

"ہونہہ ۔ وقت مادام ماشاری کا غلام ہے مسٹر ایکسٹو اور یہ وقت ا ہے۔ جس طرح میں نے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک کیا ہے طرح میں اعلان کے مطابق دوسرے سائنس دانوں کو بھی ہلاک

کروں گی ۔ پہلے میرا اعلان تھا کہ میں ان سائنس دانوں کو ہر [illegible]
گھنٹوں بعد ہلاک کروں گی مگر اب میں اپنے پروگرام میں تھوڑی سی
تبدیلی لا رہی ہوں ۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی حفاظت کا انتظام تم
نے انتہائی ناقص کرایا تھا جس کی وجہ سے مجھے اس تک پہنچنے میں ذرا
بھی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا حالانکہ اخبارات میں میں نے
برملا کہا تھا کہ ان سائنس دانوں کی حفاظت سائنسی طریقوں سے کی
کی جائے مگر ایسا نہیں ہوا تھا ۔ میرے فون کرنے کا مقصد یہ ہے کہ
میں تمہیں زیادہ وقت دوں تاکہ تم دوسرے سائنس دانوں کی
حفاظت زیادہ بہتر اور معقول طریقوں سے کر سکو اس لئے میں نے
فیصلہ کیا ہے کہ اب میں دوسرے سائنس دانوں کو ہر اگلے چوبیس
گھنٹوں کے بعد ہلاک کروں گی ۔ ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو میں نے
ٹھیک چھ بجے ہلاک کیا تھا ۔ اسی طرح ہر شام ٹھیک چھ بجے باقی
سائنس دان بھی ہلاک ہوں گے اور اس کے بعد تمہارے چہیتے علی
عمران کی باری آئے گی جو میرے خوف سے نجانے کہاں جا چھپا ہے ۔
لیکن میرا نام مادام ماشاری ہے اور مادام ماشاری اس ناگن کا نام ہے
جو زمین میں گڑھے ہوئے مردوں کو بھی پہچان کر کھینچ باہر نکالتی ہے
عمران بھی میری نظروں سے زیادہ دیر نہیں چھپ سکے گا ۔ ان چار
سائنس دانوں کے بعد اس کی موت ہو گی ۔ ہر صورت میں اور ہر
حال میں "۔ مادام ماشاری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
" اب تم ایسا کچھ نہیں کر سکو گی زہریلی سیاہ ناگن ۔ اس سے پہلے

کسی دوسرے سائنس دان کا رخ کرو میں خود تمہیں زمین میں
وئے کینچوے کی طرح ڈھونڈ نکالوں گا اور تمہارا زہر نکال کر
ے سارے زہریلے دانت بھی توڑ دوں گا ۔ پھر نہ تم زہریلی رہو
ر نہ ناگن "۔ ایکسٹو نے گرجتے ہوئے کہا تو دوسری طرف مادام
ی بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑی ۔
مادام ماشاری کا دوسرا نام موت ہے اور دنیا کے کسی سورما میں
ب اتنی جرأت نہیں ہوئی جو وہ موت کو ہلاک کر سکے "۔ مادام
ی نے ہنستے ہوئے کہا۔
" اور ایکسٹو بھی وہ موت ہے جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال
ے موت کے منہ میں دھکیلنے کا ہنر جانتا ہے "۔ ایکسٹو نے کہا۔
" بہت خوب ۔ اچھا بول لیتے ہو ۔ بہرحال مسٹر ایکسٹو ۔ میری
ت غور سے سنو ۔ میں تم سے کسی بحث میں الجھنا نہیں چاہتی ۔ میں
ں ڈی ہنڈرڈ اور زیرو لینڈ کے ان ایجنٹوں کے لئے یہاں آئی ہوں
یں تم نے قید کر رکھا ہے ۔
اگر تم چاہتے ہو کہ میں باقی سائنس دانوں کو ہلاک کر کے
کیشیا کی اینٹ سے اینٹ نہ بجاؤں تو ایس ڈی ہنڈرڈ اور زیرو لینڈ
ے ایجنٹوں کو میرے حوالے کر دو ۔ میں انہیں لے کر چپ چاپ
اں سے واپس چلی جاؤں گی ورنہ دوسری صورت میں، میں پاکیشیا پر
ی خوفناک تباہی لاؤں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے "۔
دام ماشاری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی مشورہ میں تمہیں دیتا ہوں مادام ماشاری۔ تم نے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک کیا ہے۔ اس جرم کی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔ اگر تم میرے ہاتھوں عبرتناک موت نہیں مرنا چاہتی تو خود کو میرے حوالے کر دو"۔ ایکسٹو نے اس سے بھی زیادہ خوفناک لہجہ اپناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہیں اپنی ذات پر ضرورت سے زیادہ غرور ہے مسٹر ایکسٹو۔ میں تمہارا یہ غرور بہت جلد خاک میں ملا دوں گی"۔ مادام ماشاری نے غراتے ہوئے کہا۔

"اور میں تمہیں خاک میں ملا دوں گا مادام ماشاری۔ یاد رکھو۔ ایکسٹو جو کہتا ہے وہ کر دکھاتا ہے"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے مجھے باقی تین سائنس دانوں اور علی عمران کو ہلاک کر لینے دو اس کے بعد میں تمہارے سامنے آؤں گی اور پھر میں تمہارے ساتھ مقابلہ کروں گی مسٹر ایکسٹو۔ پھر دیکھنا میں تمہارا کیسا حشر کرتی ہوں"۔ مادام ماشاری نے کہا۔

"تمہارے لہجے میں بزدلی کی بو آ رہی ہے مادام ماشاری۔ اگر تمہیں اپنی صلاحیتوں اور طاقت پر اتنا ہی ناز ہے تو تم ابھی کیوں نہیں آ جاتیں میرے مقابلے پر"۔ ایکسٹو نے طنزیہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

"تم مجھے غصہ دلا رہے ہو مسٹر ایکسٹو"۔ دوسری طرف سے مادام ماشاری کی چند لمحوں بعد پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں تمہیں چیلنج کر رہا ہوں مادام ماشاری"۔ ایکسٹو نے سرد لہجے [میں] کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تمہیں میرے ہاتھوں مرنے کی جلدی ہے تو تمہارا چیلنج قبول کرتی ہوں۔ بولو کب اور کس طرح کرو گے مقابلہ"۔ مادام ماشاری نے کہا اور اس کا جواب سن کر بلیک [زیرو] کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اس کا فیصلہ میں فیس ٹو فیس کروں گا"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات"۔ دوسری طرف سے مادام ماشاری کی ...ھری آواز سنائی دی۔

"بولو۔ کہاں آؤں میں"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"اس کا جواب میں تمہیں ابھی نہیں دوں گی مسٹر ایکسٹو۔ انتظار ...۔ میں تمہیں مایوس نہیں کروں گی۔ میرے فون کا انتظار کرنا"۔ ...م ماشاری نے کہا۔

اس سے پہلے کہ ایکسٹو اس کی بات کا کوئی جواب دیتا دوسری ... سے رابطہ منقطع ہو گیا اور بلیک زیرو رابطہ منقطع ہونے پر غرا... گیا۔ اس نے فون سے منسلک مشین پر لگی ہوئی ایک سکرین ... طرف دیکھا مگر اس پر کوئی نمبر درج نہیں تھا۔ وہاں صرف ایک سپاٹ سپارک کر رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ مادام ماشاری بھی ... کسی سیٹلائٹ سسٹم کے تحت چلنے والے فون سے بات کر رہی

"ہونہہ ۔ بہت چالاک ہے" ۔ بلیک زیرو نے غرا کر کہا او
پریشانی کے عالم میں سوچنے لگا کہ کیا واقعی شی تارا چیلنج کے مطابق
اسے دوبارہ فون کرے گی یا نہیں ۔ پھر وہ سر جھٹک کر گہر
خیالوں میں کھو گیا۔

عمران کے ذہن میں مسلسل جھماکے ہو رہے تھے ۔ اس کا شعور
ر لاشعور جیسے آپس میں گڈمڈ سے ہو رہے تھے ۔ وہ ہوش میں آنا
ہتا تھا مگر جیسے اس کا ذہن اسے اندھیرے سے اجالے میں آنے کی
ازت ہی نہیں دے رہا تھا ۔ عمران کافی دیر سے اس عجیب و غریب
ورت حال سے دوچار تھا ۔ پھر جیسے ہی ایک لمحے کے لئے اس کا
ہن اندھیرے سے اجالے کی طرف آیا اس نے اپنی پوری قوت جمع
تے ہوئے جیسے اپنے ذہن کو کنٹرول کر لیا ۔ اس نے اپنے دفاع کو
نٹرول میں لیتے ہی اپنی توجہ ایک نقطے پر مرکوز کر دی اور پھر اس
ے جسم کو جیسے ہلکے ہلکے جھٹکے سے لگنے لگے ۔ چند لمحوں تک عمران پر
ی کیفیت طاری رہی اور پھر آخر کار اس کی قوت ارادی روشنی کے
نقطے کو ایک جگہ مرتکز کرنے میں کامیاب ہو گئی اور اس کا ذہن
ندھیرے سے نکل کر روشنی کی دنیا میں آنے لگا اور پھر کچھ ہی دیر میں

اس نے آنکھیں کھول دیں اور خود پر ڈاکٹر فاروقی اور چند دوسرے ڈاکٹروں کو جھکے دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ عمران صاحب کو ہوش تو آیا ورنہ ہم سب تو آپ کی حالت سے مایوس ہو گئے تھے"۔ عمران کو ہوش میں آتا دیکھ کر ڈاکٹر فاروقی نے فرط مسرت سے کہا۔

"ہائیں۔ ڈاکٹر فاروقی یہ آپ ہیں۔ میں نے تو سنا تھا قبر میں اللہ تعالیٰ حساب کتاب کے لئے منکر نکیر نامی فرشتوں کو بھیجتا ہے مگر آپ۔ وہ بھی اپنی پوری ٹیم کے ساتھ۔ واہ۔ مزہ آگیا۔ آپ یقیناً حساب کتاب کرنے میں میرا لحاظ کریں گے اور مجھے قبر کے عذاب سے بچالیں گے"۔ ہوش میں آتے ہی عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو ڈاکٹر فاروقی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں تو آپ کا حساب کتاب نرم کر لوں گا عمران صاحب مگر میرے ساتھ موجود یہ فرشتے شاید آپ کا لحاظ نہ کریں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسرے ڈاکٹروں کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹیں بکھر گئیں۔

"ارے وہ کیوں"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے انہیں آپ کے لئے بہت دور دراز سے بلا رکھا ہے۔ یہ مسلسل دو روز سے آپ کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو ہوش میں لانے کے لئے اپنے تمام جتن کر ڈالے تھے مگر آپ کو کسی طرح ہوش ہی نہیں آ رہی تھا۔ اب آپ خود ہی

ہوش میں آگئے ہیں جس پر یہ ڈاکٹر حضرات یقیناً نالاں ہیں کہ آپ ان کی کوششوں سے ہوش میں کیوں نہیں آئے۔ خود کیوں آئے ہوش میں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کی بات سن کر دوسرے ڈاکٹروں کے ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی جبکہ دو روز بے ہوش رہنے کا سن کر عمران چونک پڑا تھا۔

"میں دو روز سے بے ہوش تھا"۔ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"دو روز سے نہیں بلکہ تین روز سے آپ گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔ پہلے تو میں کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح آپ کو ہوش آ جائے مگر"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران واقعی حیران رہ گیا۔ اسے اپنی قوت ارادی پر حیرت ہو رہی تھی۔ آج تک وہ زہریلی گیسوں کے زیر اثر بھی چند گھنٹوں سے زیادہ بے ہوش نہ رہا تھا۔ اپنی قوت ارادی کی وجہ سے وہ جلد سے جلد ہوش میں آجاتا تھا مگر اب وہ تین روز سے بے ہوش رہا تھا۔

ڈاکٹر فاروقی کا کہنا تھا کہ نہ صرف وہ بلکہ دوسرے ڈاکٹرز بھی اسے ہوش میں لانے کی سر توڑ کوششیں کر چکے تھے اور اب اسے خود ہی ہوش آیا تھا۔ یہ واقعی عمران کے لئے بے حد حیران کر دینے والی بات تھی۔ پھر اچانک عمران کے ذہن میں پچھلا منظر کسی فلمی سین کی طرح سے گھوم گیا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ وہ مادام ماشاری کی پراسرار جیتوں کے بارے میں جاننے کے لئے سپیشل سٹرانگ روم میں

سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک سے ملنے کے لئے گیا تھا۔
بلیک نے اسے بتایا تھا کہ وہ مادام ماشاری نہیں بلکہ زیرو لینڈ
ناگن شی تارا ہے۔ پھر شی تارا کے خوف سے کرنل بلیک کی
گھگھی سی بندھ گئی تھی اور اس نے عمران کو شی تارا کے بارے
کچھ بتانے سے یکسر انکار کر دیا۔

اس پر عمران نے سنگ ہی اور تھریسیا سے پوچھنے کی کوشش
تھی لیکن ان سے پہلے کہ وہ سنگ ہی سے کوئی بات کرتا اچانک
اپنی گردن کے عقبی حصے میں تیز چبھن کا احساس ہوا تھا اور
اس کا ذہن اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔ وہ چبھن کیسی تھی اور
چبھن کی وجہ سے وہ بے ہوش کیوں ہو گیا تھا اور پھر اسے اب
بھی تین روز بعد آیا تھا۔ عمران سوچتا چلا گیا اور پھر اس نے بے اختیار
اپنی گدی کے اس حصے پر انگلیاں پھیرنی شروع کر دیں جہاں
چبھن کا احساس ہوا تھا۔ وہاں چھوٹا سا بینڈیج تھا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ کچھ پریشان نظر آرہے ہیں"۔
ڈاکٹر فاروقی نے عمران کو یکلخت سنجیدہ ہوتے دیکھ کر کہا۔

"کیا آپ نے میری گردن کے عقبی حصے کو چیک کیا تھا۔
ایکسرے یا کوئی سکیننگ"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کی گردن کی ایک رگ ابھری ہوئی تھی۔ میں
ایکسرے میں ایک چھوٹی سی سوئی اس رگ میں پھنسی دیکھی تھی
میں نے معمولی کٹ لگا کر نکال لیا تھا لیکن اس کے باوجود آپ

نہیں آئے تھے"۔ ڈاکٹر فاروقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے

"اوہ۔ کہاں ہے وہ پن"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے یقین تھا کہ آپ ہوش میں آنے کے بعد مجھ سے اس پن کے
ے میں ضرور پوچھیں گے اس لئے میں نے اسے اپنے آفس میں
ال کر رکھ لیا تھا"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

"گڈ۔ آپ کے آفس میں چل کر اس پن سے ملاقات کر لیں۔
نہ ہو وہ موقع پا کر پھر سے اڑ جائے"۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر
قی مسکرا دیئے۔ عمران بیڈ سے اٹھا اور اس نے زمین پر پڑے
تے پہن لئے۔ ڈاکٹر اس کی نارمل حالت سے مطمئن نظر آرہے تھے
ٹر فاروقی کے کہنے پر عمران نے ان سے معمولی چیک اپ کرایا اور
اس نے ان سب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کیا اور ڈاکٹر فاروقی کے ساتھ
ے سے باہر آگیا۔

"مجھ سے کوئی ملنے آیا تھا ڈاکٹر فاروقی"۔ عمران نے ڈاکٹر فاروقی
ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ بہت سے افراد آئے تھے جن میں مسٹر سعید، جولین،
، عباس اور عمیر وغیرہ شامل ہیں۔ وہ سب آپ کے بارے میں
فکر تھے۔ خاص طور پر سر سلطان اور چیف بھی بار بار آپ کے
ے میں پوچھتے رہے ہیں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران نے
بات میں سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ سب اس کے ساتھی تھے۔

چونکہ عمران نے ان کا ڈاکٹر فاروقی سے انہی ناموں سے تعارف کرا رکھا تھا اس لئے انہوں نے وہی نام ڈاکٹر فاروقی کو بتائے تھے۔

ڈاکٹر فاروقی سے دوسرے ڈاکٹرز اجازت لے کر چلے گئے تو وہ عمران کو اپنے آفس میں لے آیا۔ انہوں نے میز کی دراز سے ایک چھوٹی سی شیشے کی ڈبیہ نکالی جس میں زرد رنگ کے محلول میں ایک چھوٹی سی سوئی موجود تھی۔ سوئی بال جیسی باریک اور انتہائی چھوٹی تھی جو بغور دیکھنے سے ہی نظر آتی تھی۔ اس سوئی سے ہلکی ہلکی نیلی روشنی نکل رہی تھی جسے دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ ڈاکٹر فاروقی اپنی سیٹ پر جبکہ عمران اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

" یہ سوئی آپ کی گردن کی رگ میں متحرک تھی اور اس کی وجہ سے آپ کی اس رگ میں خون کی گردش نہیں ہو رہی تھی۔ میں نے سپر سونک ایکس ریز سے اس سوئی کو دیکھا تھا ورنہ عام ایکسرے میں شاید اتنی باریک سوئی دکھائی نہ دیتی"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

" جب آپ نے گردن سے سوئی نکالی تھی تو اس کی رنگت کیسی تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

" اس میں سے ہلکی بنفشی رنگ کی شعاعیں سی نکل رہی تھیں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے جواب دیا۔

" اوہ۔ خون کا رنگ"۔ عمران نے پوچھا۔

" سوئی کے ارد گرد کا خون سبزی مائل تھا جبکہ باقی رگ میں موجود خون قدرے سیاہ ہو رہا تھا جسے میں نے صاف کر دیا تھا"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اوکے ڈاکٹر۔ بغیر فیس ٹریٹمنٹ کا شکریہ۔ اب میں چلتا ہوں"۔ عمران نے شیشے کی ڈبیہ جیب میں ڈال کر اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے اتنی جلدی۔ آپ نے بتایا نہیں یہ سوئی کیسی ہے اور آپ کی گردن میں کیسے آ گئی"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

" بڑی خوبصورت سوئی ہے۔ گھر جا کر تسلی سے اس سے پوچھوں گا کہ یہ میری گردن میں کیسے آ گئی تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر فاروقی بھی مسکرا دیئے۔ وہ عمران کے انداز سے ہی سمجھ گئے تھے کہ عمران اپنی عادت کے مطابق انہیں کچھ بتانا نہیں چاہتا۔ عمران نے ان کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور پھر ان سے ہاتھ ملا کر ان کے آفس اور پھر فاروقی ہسپتال سے نکلتا چلا گیا۔ اس کا ذہن خاصا الجھا ہوا تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ سوئی میں سے نکلتی ہوئی روشنی، عمران کی مسلسل تین روز کی بے ہوشی اسے مسلسل پریشان کر رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس سوئی کی چبھن سے بے ہوش کیسے ہو گیا اور وہ بھی ایسی جگہ جہاں وہ اکیلا ہی گیا تھا۔ سپیشل سٹرانگ روم کی طرف جانے سے پہلے اس نے اپنے تعاقب کا خاص طور پر خیال رکھا تھا۔ مادام ماشاری یا اس کا کوئی آدمی کم از کم اس کے تعاقب میں ہرگز نہیں تھا۔ پھر یہ سوئی اس کی گردن میں کیسے پیوست ہو گئی۔

عمران کو بار بار احساس ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ بھول رہا ہے ۔ وہ ایک ٹیکسی ہائر کر کے دانش منزل کی طرف جا رہا تھا اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔

" اوہ ۔ جس وقت اس سوئی کی مجھے چھبن سی محسوس ہوئی تھی اس وقت ریسٹ واچ سے مجھے کلائی پر ضربیں لگی تھیں " ۔ عمران نے کہا ۔ اس نے ریسٹ واچ دیکھی اس میں تقریباً تمام ممبروں کی کالوں کے نمبر موجود تھے ۔ عمران نے ٹائمر چیک کیا ۔ ٹائمر کے مطابق جس وقت وہ سپیشل سٹرانگ روم میں موجود تھا اس وقت اسے بلیک زیرو کی کال موصول ہوئی تھی ۔ اس کال کے آتے ہی عمران کو گردن کے پچھلے حصے میں چھبن ہوئی اور پھر اس کا ذہن اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔

" ہونہہ " ۔ عمران نے ہنکارہ بھرا اور پھر اس نے کار کی سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں ۔ عمران نے ٹیکسی دانش منزل سے کافی فاصلے پر رکوا لی تھی اور پھر ٹیکسی کا کرایہ ادا کر کے پیدل ہی دانش منزل کی طرف چل پڑا۔

" شکر ہے عمران صاحب ۔ آپ کی صورت تو دیکھنے کو ملی " ۔ عمران کو دیکھ کر بلیک زیرو نے سلام دعا کے بعد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" کیوں ۔ کیا تم میری صورت دیکھنے کو ترس گئے تھے " ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" یقین کریں ایسی ہی بات ہو گئی تھی عمران صاحب ۔ آپ کی اسرار بے ہوشی نے مجھے واقعی پریشان کر دیا تھا " ۔ بلیک زیرو نے ا۔

" تمہارا کیا خیال ہے میں کیوں بے ہوش ہوا تھا " ۔ عمران نے ہا۔

" اگر اس بات کا مجھے علم ہوتا تو میں آپ کو اتنے روز بے ہوش ارہنے دیتا " ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" تو کیا کرتے " ۔ عمران نے کہا۔

" کچھ نہ کچھ تو بہرحال کر ہی لیتا ۔ لیکن ہوا کیا تھا ۔ آپ سٹرانگ م میں بے ہوش کیسے ہو گئے " ۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ے ساری تفصیل بتا دی ۔ پھر اس نے کوٹ کی جیب سے وہ مائیکرو ن نکال کر بلیک زیرو کو دکھا دی۔

" یہ سارا کمال اس مائیکرو جی ایس ڈی سسٹم کی وجہ سے ہوا ہے ام ماشاری جو اصل میں زیرو لینڈ کی سیاہ ناگن شی تارا ہے نے ری گردن میں یہ انفرا ریڈ پھیلانے والی ریز پن اتار دی تھی ۔ یہ اہر معمولی نظر آنے والی پن بے پناہ طاقت کی حامل ہے ۔ اس پن ے نکلنے والی ریز انسان کے ارد گرد پھیل جاتی ہیں جس کی وجہ سے نکڑوں میل دور بیٹھا ہوا شخص بھی جی ایس ڈی سسٹم کے تحت ، شخص کو مانیٹر کر سکتا ہے جس کے جسم میں یہ مائیکرو پن ہو ۔

انجیکٹ کر دیا تھا جس کی وجہ میں پوری طرح سے اس کی نگاہ میں تھا
جس کے بارے میں مجھے معمولی سا بھی شک نہیں ہوا تھا۔ بہرحال
جب میں سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک سے ملنے سٹرانگ روم
میں گیا تو اچانک تم نے مجھے واچ ٹرانسمیٹر کال کر دی۔ اس وقت جی
ایس ڈی سسٹم پوری طرح ورکنگ پوزیشن میں تھا جب تم نے کال
کی تھی۔ اس مائیکرو پن سے انفرا ریڈ ریز کا جال میرے گرد پھیلا ہوا
تھا۔ ادھر تمہاری کال کی وجہ سے پاور ڈی ایم سائیکلنگ ریز انفرا ریڈ
ریز سے ٹکرائی جس کی وجہ سے جی ایس ڈی سسٹم ڈاؤن ہو گیا اور
اس ڈاؤن پوزیشن میں میری گردن میں متحرک مائیکرو پن ساکت ہو
گئی۔ اس وقت مائیکرو پن میری گردن کی اس رگ میں تھی جس
سے انسانی جسم اور ذہن ہم آہنگ ہوتا ہے۔ مائیکرو پن نے میری
اس رگ میں گردش کرتے ہوئے خون کو روک دیا تھا جس کی وجہ
سے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کسی کو میری بے ہوشی
کا سبب معلوم نہ ہو رہا تھا۔ دو روز بعد میری اس رگ نے پھولنا
شروع کر دیا جس کی وجہ سے ڈاکٹر فاروقی کو اس رگ کا پتہ چل گیا
اور اس نے سپر ایکس ریز مشین سے اس رگ میں موجود اس مائیکرو
پن کو دیکھا تو کٹ لگا کر اس نے پن کو نکال دیا لیکن چونکہ رگ میں
سوجن تھی اس لئے ہوش نہیں آ رہا تھا۔ جب سوجن ختم ہوئی اور
خون نے اس رگ میں دوبارہ گردش کرنا شروع کیا تو مجھے ہوش آ گیا

"اوہ۔ اگر شی تارا آپ کو اس مائیکرو پن کی وجہ سے مانیٹر کر رہی
تو اس نے آپ کی تمام مصروفیات دیکھ لی ہوں گی۔ آپ اس
ان دانش منزل میں بھی آئے تھے اور پھر سٹرانگ روم میں سنگ
تھریسیا اور کرنل بلیک سے بھی ملنے گئے تھے۔ کیا ان جگہوں کے
ے میں شی تارا کو علم نہ ہو گیا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے تشویش
ے لہجے میں کہا۔

"یہاں سپیشل ایس ڈی ایس فائبر ریز کا جال پھیلا ہوا ہے جس
جہ سے جی ایس ڈی سسٹم کی انفرا ریڈ ریز کا اثر کمزور پڑ جاتا ہے۔
ار کسی بھی طرح مجھے یہاں آتے نہ دیکھ سکی ہو گی۔ ایسی ہی ریز
نے سٹرانگ روم میں بھی پھیلا رکھی تھیں۔ زیادہ سے زیادہ شی
ان راستوں تک جا سکے گی جہاں سٹرانگ روم موجود ہے۔ اس
آگے کیا کرنا ہے یہ وہ نہ دیکھ سکی ہو گی"۔ عمران نے اطمینان
ے لہجے میں کہا۔ اس کا اطمینان دیکھ کر بلیک زیرو کے چہرے پر
طمینان آ گیا۔ پھر بلیک زیرو نے شی تارا کی فون کال اور اس کی
بوں کے بارے میں عمران کو بتانا شروع کر دیا۔ اس نے عمران
کٹر ایم اے صمدانی کی پراسرار ہلاکت کے بارے میں بھی بتا دیا
یہ سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

سیکرٹ سروس کے ممبر کہاں ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

میں نے انہیں مادام ماشاری کی تلاش میں لگا رکھا ہے"۔ بلیک

"کوئی رپورٹ دی انہوں نے"۔ عمران نے پوچھا۔

"فی الحال تو نہیں۔ وہ شہر کا چپہ چپہ چھان چکے ہیں لیکن شی تارا نجانے کہاں چھپی بیٹھی ہے۔ اس کے بارے میں کوئی کلیو نہیں مل رہا"۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر اچانک بلیک زیرو کو جیسے کوئی خیال آگیا۔

"ہاں۔ عمران صاحب۔ آپ نے یہ تو بتایا نہیں کہ شی تارا میں وہ پراسرار صلاحیت کون سی ہے جس کی وجہ سے اسے زیرو لینڈ میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

"وہ جادوگرنی ہے بلیک زیرو جس کے پاس حاضر ہونے اور غائب ہونے کا منتر ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حاضر غائب ہونے کا منتر۔ میں سمجھا نہیں"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سمجھنے کے قابل ہوتے تو دانش منزل میں ہی بیٹھے ہوتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس وقت تو آپ بھی میرے ساتھ ہیں۔ اپنے بارے میں کیا کہیں گے"۔ بلیک زیرو نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"احمقوں کے سردار کا نائب"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"یعنی میں احمقوں کا سردار ہوں اور آپ میرے نائب ہیں

یک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف نہیں ہو تم"۔ عمران نے ا۔

"اصل چیف کون ہے۔ یہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں اس لئے رداری کا منصب آپ اپنے ہی پاس رکھیں اور مجھے نائب رہنے یں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو کسی بہانے تم مانے تو سہی کہ تم احمق ہو۔ سردار نہ سہی ردار کے نائب ہی سہی"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"کراس لینڈ کا ایک سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر ولیم ہائپر تھا، نے کئی سال پہلے ایک ہائپر سسٹم بنایا تھا جس سے وہ انسانی جسم یں ایسی مشین ایڈجسٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک انسان کو دوسرے انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ کر سکتا تھا۔ اس سسٹم کی خصوصیت یہ تھی کہ اس انسان کے گرد ایسی ریز پھیل جاتی تھیں جس کی وجہ سے وہ کسی دوسرے انسان کو دکھائی نہیں دے سکتا تھا۔ اس خصوصی سسٹم کی وجہ سے انسان کا جسم بے حد ہلکا پھلکا ہو جاتا تھا اور وہ انسان اپنے جسم کو سکیڑ کر معمولی رخنے یا سوراخ سے بھی گزر کر دوسری طرف جا سکتا تھا۔ کراس لینڈ کے اس ڈاکٹر کی ایک بیٹی تھی جس کا نام شی تارا تھا۔

ڈاکٹر ولیم ہائپر نے یہ خصوصی سسٹم اپنی بیٹی کے جسم میں ایڈجسٹ کیا تھا۔ اس کی اس حیرت انگیز اور انوکھی ایجاد نے پوری

دنیا کو حیران کر دیا تھا۔ پھر اچانک ایک روز ڈاکٹر ولیم ہاپر اور اس کی بیٹی شی تارا کراس لینڈ سے غائب ہو گئے۔ ان کی تلاش میں کراس لینڈ نے زمین آسمان ایک کر دیئے تھے مگر ایک روز ڈاکٹر ولیم ہاپر نے کراس لینڈ کے صدر کو فون کر کے بتایا کہ وہ اور اس کی بیٹی زیرو لینڈ میں ہیں اور انہوں نے اپنی خدمات زیرو لینڈ کے لئے وقف کر دی ہیں جس پر کراس لینڈ بلکہ پوری دنیا کو ڈاکٹر ولیم ہاپر کی غداری پر بے حد افسوس ہوا۔

اتفاق سے میں بھی کچھ عرصہ اس ڈاکٹر ولیم ہاپر کا شاگرد رہا ہوں جب وہ اس ایجاد پر کام کر رہا تھا تو اس وقت وہ زیادہ تر مجھ سے ہی مشورے لیتا تھا۔ جی ایس ڈی سسٹم پر بھی اس نے کام کیا تھا۔ پہلے مجھے واقعی شی تارا اور اس کی پراسرار صلاحیت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا لیکن جب میں نے جی ایس ڈی سسٹم کی یہ مائیکرو پن دیکھی تو مجھے سب کچھ یاد آگیا کہ شی تارا کون ہے اور اس کی پراسرار طاقت کیا ہو سکتی ہے۔ دیکھ لو تم نے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی حفاظت کا فول پروف انتظام کیا تھا مگر اس کے باوجود شی تارا آسانی سے ان تک پہنچ گئی اور اس نے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک کر دیا۔

جس طرح شی تارا نے میرے جسم میں جی ایس ڈی سسٹم کی مائیکرو پن ایڈجسٹ کی تھی اسی طرح لامحالہ اس نے ان چاروں سائنس دانوں کے جسموں میں بھی ایسی ہی مائیکرو پنیں ایڈجسٹ کر

ی ہوں گی تاکہ وہ ہر وقت اس کی نظروں میں رہیں۔ ہم ان کا یک اپ کر کے انہیں کہیں بھی چھپا دیں تب بھی وہ انہیں مانیٹر تی ہوئی ان تک آسانی سے پہنچ جائے گی اور غیبی حالت میں وہ ان ہلاک کر دے گی۔ ایسی صورت حال میں واقعی اس کا چیلنج کیسے کام ہو سکتا ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ شی تارا تو واقعی ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ ی حالت میں سیکرٹ سروس کے ممبران اسے کیسے تلاش کر سکیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمیں سب سے پہلے باقی سائنس دانوں کے جسموں سے ایسی ئیکرو پنیں نکالنی ہوں گی تاکہ وہ شی تارا کی نظروں میں نہ رہ سکیں۔ ں کے بعد ہی میں اس شی تارا کا کچھ کروں گا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ شی تارا کو کیسے ٹریس کریں گے۔ کیا آپ کے پاس اس کے لئے کوئی لائن آف ایکشن ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ مائیکرو پن مجھے شی تارا تک پہنچنے میں مدد دے گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مائیکرو پن۔ وہ کیسے"۔ بلیک زیرو نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا سب باتیں اب ہی پوچھ لو گے۔ کچھ تو سسپنس برقرار رہنے دو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بعض اوقات آپ کا پیدا کردہ سسپنس ضرورت سے زیادہ طویل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بلاوجہ ٹینشن شروع ہو جاتی ہے"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تمہیں کس نے کہا کہ کہ خواہ مخواہ کی ٹینشن میں مبتلا رہا کرو، اس کی جگہ اٹینشن رہا کرو تاکہ سیکرٹ سروس کے ممبران پر تمہاری دھاک بیٹھی رہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اسے اب مزید کچھ بتانا نہیں چاہتا۔

"اب تم یہاں بیٹھے بیٹھے برے برے منہ بناتے رہو میں نیچے لیبارٹری میں جا رہا ہوں۔ منہ بنا بنا کر تھک جاؤ تو وہاں مجھے ایک ہاٹ کافی سرو کر دینا تو میں تمہارا احسان مند رہوں گا"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔

شی تارا ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک کر کے واپس اپنی رہائش اہ میں آ گئی تھی۔ وہ بے حد مطمئن اور خوش تھی۔ اس نے ہائپر سسٹم سے کام لے کر ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو اس قدر حفاظت کے اوجود نہایت آسانی سے ہلاک کر دیا تھا۔ اس پراسرار قتل نے کچھ ی دیر میں پورے ملک میں کہرام سا مچا دیا تھا۔ میڈیا نے مادام اشاری کے چیلنج، اس کی کامیابی اور ڈاکٹر ایم اے صمدانی کی ہلاکت ی خبروں کو خوب اچھالا تھا اور اسے حکومت اور اس کی ایجنسیوں کی ااہلی اور مادام ماشاری کی ذہانت اور اس کے پراسرار انداز میں ڈاکٹر یم اے صمدانی تک پہنچنے کو خوب نمک مرچ لگا کر چھاپا تھا۔

شی تارا اس وقت کنٹرول روم میں بیٹھی تھی۔ اس نے مشینوں پر اپنے دوسرے ٹارگٹس کو چیک کیا تھا جنہیں ڈاکٹر ایم اے صمدانی ی ہلاکت کے بعد خصوصی حفاظت میں لے لیا گیا تھا اور ان کی

حفاظت کے مزید اقدامات کئے جا رہے تھے۔ شی تارا ان اقدامات کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ شی تارا عمران کے بارے میں متفکر تھی جو ابھی تک سکرین سے آؤٹ تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر عمران تین روز سے اس کی رینج میں کیوں نہیں آ رہا۔

شی تارا کے خیال کے مطابق عمران کے سکرین سے آؤٹ ہونے کی تین وجوہات ہو سکتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ عمران اس ملک میں نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ عمران یا تو بے ہوش ہے یا پھر ہلاک ہو چکا ہے۔ بے ہوشی اور ہلاکت کی صورت میں شی تارا کی جی ایس ڈی مشین اسے کسی بھی طور پر مارک نہیں کر سکتی تھی اور تیسری وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ عمران نے وہ مائیکرو پن ہی نکال پھینکی ہو اور یہ بات شی تارا کو کسی بھی طور پر ہضم نہیں ہو رہی تھی کیونکہ مائیکرو پن انتہائی باریک اور چھوٹی تھی جس کو کسی بھی طرح ٹریس کر کے جسم سے نکالا جانا ناممکن تھا۔

اب دو ہی باتیں ہو سکتی تھیں کہ عمران کو یقیناً کوئی نہ کوئی حادثہ پیش آگیا ہے جس سے وہ تاحال بے ہوش ہے یا پھر ہلاک ہو چکا ہے یا پھر وہ پاکیشیا سے ہزاروں کلومیٹر دور کسی دوسرے ملک میں چلا گیا ہے اور شی تارا جانتی تھی کہ اس کی یہاں موجودگی میں عمران جیسا انسان اس طرح ملک سے کہیں نہیں جا سکتا۔ پھر تو یہی ہو سکتا تھا کہ عمران واقعی کسی حادثے میں شدید زخمی ہو کر ہلاک یا بے ہوش ہو گیا ہے۔ شی تارا مسلسل ڈرنک کرتی ہوئی عمران کے بارے میں سوچتی جا رہی تھی۔ پھر اچانک اسے جیسے کوئی خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔

" اوہ۔ اوہ۔ کیا ہو گیا ہے میرے ذہن کو۔ عمران کے خیالوں میں، میں اس بری طرح سے الجھ گئی تھی کہ اس بات کا خیال ہی نہیں رہا کہ عمران کو کیا ہوا ہے اور وہ کیا کرتا رہا ہے۔ میں جی ایم ڈی مشین کو ریوائنڈ کر کے دیکھ بھی سکتی ہوں"۔ شی تارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے جام میز پر رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر وہ مشین کے پاس جا کر اس نے مشین کو آن کیا اور اس مشین کے مختلف بٹن دبانے اور ڈائل گھمانے لگی۔

کچھ دیر بعد اس نے سکرین آن کی اور چند مزید بٹن پریس کر کے وہ مشین کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ سکرین روشن ہوئی تو اس پر عمران نظر آنے لگا جو رانا ہاؤس میں داخل ہو رہا تھا اور پھر جب تک اسے ٹام ہاک اور اس کے ساتھیوں نے گھیر لیا تھا۔ شی تارا نے اثبات میں سر ہلایا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور ٹام ہاک سے فلم دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔

اس فلم میں عمران کی ٹام ہاک سے خون ریز فائٹ، جولیا کو انجکشن لگانا اور رانا ہاؤس سے نکل کر دانش منزل میں جانے اور پھر وہاں سے نکل کر اس سٹرانگ روم میں جہاں سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک موجود تھے تک کی تمام فلم موجود تھی۔ عمران جب دانش منزل میں داخل ہوا تھا تو وہاں سے سکرین آف ہو گئی تھی جسے

شی تارا نے فارورڈ کر کے آگے کر دیا۔ اسی طرح عمران جب پہاڑی علاقے میں گیا اور وہ ایک خفیہ راستے سے گزر کر ایک سرنگ میں داخل ہوا تو سکرین ایک بار پھر بند ہو گئی۔ شی تارا نے مسلسل فارورڈ بٹن پریس کرنا شروع کر دیا مگر اس سے آگے کچھ نہیں تھا۔

شی تارا حیران ہو رہی تھی کہ اس بلڈنگ میں فلم کیوں نہیں بن تھی اور پھر اس خفیہ پہاڑی میں جا کر عمران کہاں غائب ہو گیا تھا۔ جی ایس ڈی سسٹم کی وجہ سے عمران پاتال میں بھی چلا جاتا تو اس کی فلم بنتی رہنی چاہئے تھی پھر ایسا کیوں نہیں ہوا تھا اور اس خفیہ بلڈ ایسی کیا بات تھی کہ اس کے بعد عمران کی فلم بنی ہی نہیں تھی۔ کیا عمران کو اس جگہ کوئی حادثہ پیش آ گیا تھا یا عمران نے اس خفیہ بلڈ پر کوئی ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ وہاں جی ایس ڈی سسٹم ناکارہ ہو گیا تھا۔ شی تارا ہونٹ بھینچ کر سوچنے لگی۔

اس نے دو تین مرتبہ فلم کو ریوائنڈ کر کے دیکھا اور خاص طور پر ان راستوں کو ذہن نشین کرنے لگی جس سے عمران کسی خفیہ راستے کی طرف گیا تھا۔ پھر اس نے مزید فلم ریوائنڈ کی تو اسے عمران فون پر کسی سے باتیں کرتا نظر آیا۔ اس نے وہ نمبر نوٹ کیا جس نمبر پر عمران نے کسی چیف ایکسٹو سے بات کی تھی۔ شی تارا ایکسٹو کا نام سن کر چونک پڑی۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار چمک آ گئی تھی۔ اس نے سوچتا بند کیا اور مشین بند کرنے لگی۔ پھر مشین آف کر کے وہ اٹھی اور واپس اس کرسی پر آ بیٹھی جہاں میز پر فون موجود تھا۔ شی

ارا نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایکسٹو کے نمبر پریس کرنے لگی۔ پھر ں نے ایکسٹو سے بات کرتے ہوئے اسے بھی اپنی فطرت سے مجبور و کر چیلنج کر دیا۔ ایکسٹو سے بات کرتے ہوئے اس کا چہرہ غصے سے رخ ہو گیا تھا۔

"ہونہہ۔ ایکسٹو۔ لگتا ہے اس ایکسٹو کو اپنے آپ پر حد سے زیادہ عتماد ہے۔ مجھے شی تارا کو چیلنج کر رہا تھا۔ ہونہہ۔ میں اس ایکسٹو کو یسا سبق سکھاؤں گی کہ اس کی نسلیں بھی یاد کریں گی"۔ ایکسٹو سے ن پر بات کرنے کے بعد شی تارا نے غراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ھ سوچ کر فون کا رسیور اٹھایا اور ایک اور نمبر پریس کر دیا۔

"یس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی ی۔

"مارکل سے بات کراؤ"۔ شی تارا نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس مادام۔ ہولڈ کریں۔ پلیز"۔ دوسری طرف سے قدرے ھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ پھر چند لمحوں بعد رسیور سے دوبارہ واز سنائی دی۔

"یس مادام۔ مارکل بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے مارکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارکل۔ میری بات غور سے سنو"۔ شی تارا نے کہا۔

"یس مادام"۔ مارکل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شی تارا اسے ان راستوں کے بارے میں تفصیل بتانے لگی جن سے گزر کر عمران

خفیہ پہاڑی ٹھکانے کی طرف گیا تھا اور پھر اس کے بعد اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔

"مجھے شک ہے کہ عمران نے اس خفیہ ٹھکانے پر ہمارے مطلوبہ افراد سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو قید کر رکھا ہے تم اپنے گروپ کے ساتھ فوری طور پر جا کر اس خفیہ ٹھکانے پر ریڈ کرو۔ اگر وہاں سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک ہوں تو انہیں آزاد کرا دو۔ وہ خود ہی وہاں سے فرار ہو جائیں گے"۔ راستوں کی تفصیل بتا کر شی تارا نے مارکل کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام۔ نہ میں سنگ ہی کو پہچانتا ہوں نہ تھریسیا اور نہ ہی کرنل بلیک کو"۔ مارکل نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ تو میں واقعی بھول گئی تھی۔ تمہارا تعلق ٹام ہاک سے تھا اور تمہیں کیا معلوم سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کون ہیں۔ بہرحال تم اس ٹھکانے پر حملہ کرو میں تمہیں ان تینوں کا تفصیلی حلیہ بتا دیتی ہوں۔ اگر ان حلیوں کے وہاں افراد ہوں تو انہیں وہاں سے آزاد کرا دینا ورنہ اس ٹھکانے کو بموں سے تباہ کر دینا۔ مجھے یقین ہے کہ علی عمران بھی وہیں موجود ہے۔ مجھے نجانے کیوں اب اس سے خطرہ سا محسوس ہونے لگا ہے اس لئے میں چاہتی ہوں کہ جیسے بھی ہو تم اس کا خاتمہ کر دو"۔ شی تارا نے کہا اور پھر اس نے مارکل کو سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کے حلیئے بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے مادام۔ میں اپنے گروپ کے ساتھ ابھی روانہ ہو جاتا ہوں"۔ مارکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اور سنو۔ کیا تمہارے پاس ایم ڈی آر ہے"۔ شی تارا نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ایم ڈی آر ڈیوائس جو ماڈگاڈ اور اٹم ریز پیدا کرتی ہے"۔ مارکل نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں اسی ڈیوائس کی بات کر رہی ہوں"۔ شی تارا نے کہا۔

"یس مادام۔ ایسی ایک ڈیوائس میرے پاس موجود ہے"۔ مارکل نے جواب دیا۔

"گڈ۔ تم اس ڈیوائس کو آن کر کے اس خفیہ ٹھکانے میں لے جانا۔ ایک تو اس ڈیوائس کی وجہ سے اس خفیہ ٹھکانے پر موجود تمام سائنسی حفاظتی سسٹم آف ہو جائے گا دوسرے وہاں موجود تمام مشینیں بھی جام ہو جائیں گی اور اس کے علاوہ میں یہاں بیٹھی تمہاری اور تمہارے گروپ کی کارروائی بھی آسانی سے دیکھ لوں گی"۔ شی تارا نے کہا۔

"یس مادام۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ ایم ڈی آر ڈیوائس پر آپ خود بھی دیکھ لیں گی کہ وہاں کرنل بلیک، سنگ ہی اور تھریسیا ہیں یا نہیں"۔ مارکل نے کہا۔

"اوکے۔ جاؤ اور ابھی روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہنچتے ہی مجھے کال کر دینا۔ میں اس وقت جی ایس ڈی مشین آن کر لوں گی"۔ شی تارا نے

کہا اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔

چند لمحے وہ سوچتی رہی اور پھر وہ اٹھ کر دوسری مشینوں کی طرف گئی اور باری باری ان مشینوں کو آن کر کے اپنے دوسرے ٹارگٹس کو چیک کرنے لگی۔ پھر اس نے ایک مشین پر لگی سکرین آن کی تو سکرین پر ایک منظر روشن ہو گیا۔ اس منظر کو دیکھ کر شی تارا بے اختیار اچھل پڑی۔

اسے سکرین پر ایک سائنس دان ایک لیبارٹری میں کام کرتا دکھائی دے رہا تھا جس کے سامنے بے شمار ٹرانسمیٹر اور ان کے پرزے پڑے تھے۔ وہ سائنس دان ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر میں چند پرزے فکس کر رہا تھا۔

جس ٹرانسمیٹر پر وہ کام کر رہا تھا اس پر ایس ڈی ہنڈرڈ لکھا ہوا واضح دکھائی دے رہا تھا۔ اس ٹرانسمیٹر اور اس پر لکھے ایس ڈی ہنڈرڈ کے الفاظ پڑھ کر شی تارا اچھلی تھی۔ ایس ڈی ہنڈرڈ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی تھی۔

" اوہ۔ تو یہ ہے وہ سائنس دان جو ایس ڈی ہنڈرڈ کا موجد ہے"۔ شی تارا کے منہ سے نکلا۔ چند لمحے وہ غور سے اس سائنس دان کو دیکھتی رہی پھر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے اور ڈائل گھماتے ہوئے اس سائنس دان کی رہائش گاہ کی لوکیشن کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

" گڈ۔ اب سب سے پہلے مجھے اس سائنس دان سے ایس ڈی

ہنڈرڈ حاصل کرنا ہے اور یہ کام میں ابھی اور اسی وقت کروں گی"۔ شی تارا نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین کو جلدی جلدی آف کیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

عمران تقریباً چار گھنٹوں بعد لیبارٹری سے باہر آیا تھا۔ اس کے چہرے پر تھکن کے آثار تھے۔ ان چار گھنٹوں میں عمران مسلسل اس مائیکرو پن پر کام کرتا رہا تھا جو ڈاکٹر فاروقی نے اس کی گردن سے نکالی تھی۔ بلیک زیرو اس دوران عمران کو ہر گھنٹے بعد کافی دے آتا تھا۔ عمران کو مسلسل مصروف دیکھ کر اس نے کوئی مداخلت نہ کی تھی۔

"ہاں پیارے کالے صفر۔ کیا ہو رہا ہے"۔ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کا انتظار"۔ بلیک زیرو نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا انتظار۔ ارے باپ رے۔ مجھ سے کوئی قرض وغیرہ تو وصول نہیں کرنا تم نے"۔ عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"آپ سے قرض لینے کا کوئی سوچ بھی کیسے سکتا ہے عمران

صاحب"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے۔ وہ کیوں۔ تمہارے خیال میں کیا میں کسی کو قرض نہیں دے سکتا"۔ عمران نے کہا۔

"اگر آپ کسی کو قرض دینے کے قابل ہوتے تو بے چارہ سلیمان اپنی تنخواہوں کے لئے آہیں کیوں بھرتا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ یہ بیٹھے بٹھائے تمہیں سلیمان کی تنخواہیں کیسے یاد آ گئیں اور اس ہمدردی کے پیچھے تمہارا مقصد کیا ہے۔ کہیں تم نے سلیمان سے آدھی تنخواہیں رشوت میں لینے کا ارادہ تو نہیں کر لیا"۔ عمران نے کہا۔

"میں رشوت لینے اور دینے والوں پر لعنت بھیجتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو بھیج دو۔ میں نے تمہیں کب روکا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اچھا چھوڑیں ان باتوں کو۔ یہ بتائیں جس مائیکرو پن پر آپ کام کر رہے تھے اس کا کیا بنا ہے"۔ بلیک زیرو نے سر جھٹک کر کہا۔

"چوں چوں کا مربہ"۔ عمران نے جواب دیا۔

"چوں چوں کا مربہ۔ کیا مطلب"۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ارے تمہیں چوں چوں کے مربے کا نہیں پتہ۔ حیرت ہے۔ دانش منزل میں بیٹھے ہو اور ایسی بات کر رہے ہو"۔ عمران نے کہا تو

بلیک زیرو مسکرا دیا۔

" پلیز عمران صاحب ۔ میں اس وقت سنجیدہ ہوں "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو فوراً شادی کر لو"۔ عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

" شادی کر لوں ۔ کیا مطلب ۔ یہ شادی کا خیال کیسے آگیا آپ کو"۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

" تمہاری سنجیدگی سے "۔ عمران نے کہا۔

" سنجیدگی سے ۔ میں سمجھا نہیں"۔ بلیک زیرو نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے بھائی کہا جاتا ہے جب انسان سنجیدہ رہنا شروع کر دے تو اس کی جلد سے جلد شادی کر دینی چاہئے ورنہ اس کا سر گنجا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اگر سر گنجا ہو جائے تو اس کی آنے والی نسلوں کو بھی گنجا پیدا ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے ۔ اگر یقین نہیں آ رہا تو جا کر اپنے آباؤ اجداد سے پوچھ لو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" اچھا ۔ اب ہنسنا بند کرو ۔ یہ بتاؤ کسی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے یا ابھی تک وہی ڈھاک کے تین پات ہی ہیں"۔ عمران نے

کہا۔

" فی الحال تو ہر طرف خاموشی ہے ۔ البتہ آپ کے حکم پر ان تینوں سائنس دانوں کو ممبران نے بے ہوش کر کے رانا ہاؤس پہنچا دیا ہے ۔ وہ ابھی تک وہیں بے ہوش پڑے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ان سائنس دانوں کے جسموں سے مائیکرو پنیں نکالتا ہوں ۔ تم صفدر کو وہاں بھیج دو اور باقی تمام ممبروں کو ففتھ پوائنٹ پر بھیج دو ۔ وہ سب وہیں رہیں گے ۔ ففتھ پوائنٹ پر جانے سے پہلے انہیں ہدایات دے دینا کہ وہ وہاں عام اسلحے کی بجائے سپیشل اسلحہ لے کر جائیں جس کی میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں ۔ ففتھ پوائنٹ کو میں شی تارا جیسی خطرناک مجرمہ کے لئے چوہے دان بنانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں آنے کے بعد شی تارا کسی طرح فرار نہ ہو سکے اور اگر وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے تو سیکرٹ سروس کے ممبران اسے سپیشل اسلحے سے سنبھال لیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران اسے ہدایات دینے لگا ۔ بلیک زیرو کو ہدایات دے کر عمران دانش منزل سے نکل کر رانا ہاؤس کی طرف چل پڑا ۔ رانا ہاؤس میں جوزف موجود تھا ۔ عمران کو دیکھ کر اس نے دانت نکوس دیئے تھے ۔

"جوزف ۔ نیچے لیبارٹری میں جا کر ماسٹر مشین آن کر دو"۔ عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے اندرونی

عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ عمران عمارت کے دوسرے حصے
میں آ گیا۔ وہاں اس نے ایک الگ سٹنگ روم بنا رکھا تھا۔ تینوں
سائنس دان وہیں موجود تھے اور بے ہوش تھے۔ سٹنگ روم سے
ملحق ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں ایک آپریشن روم بنا ہوا تھا۔ عمران
ان تینوں سائنس دانوں کو وہیں چھوڑ کر اس آپریشن روم میں آیا
اور وہاں موجود ایک الماری سے ضروری سامان نکال کر ایک چھوٹے
سے ٹرے میں جمع کرنے لگا۔ وہ آلات جراحی تھے۔ آپریشن روم میں
چار سٹریچر موجود تھے اور وہاں دو چھوٹی چھوٹی کمپیوٹرائزڈ مشینیں بھی
نصب تھیں۔ عمران نے باری باری ان دونوں مشینوں کو آن کیا
اور ان سے چند نالیاں اور تار سے کھینچ کر سٹریچروں کے پاس لے آیا
کچھ دیر بعد جوزف وہاں آ گیا۔ عمران نے اسے ان تینوں سائنس
دانوں کو وہاں لانے کو کہا تو جوزف نے چند ہی لمحوں میں تینوں
سائنس دانوں کو باری باری وہاں لا کر الگ الگ سٹریچروں پر لٹا دیا
عمران نے ایک سائنس دان کے سر پر ایک کنٹوپ چڑھایا اور پھر ان
دونوں مشینوں کی تاریں اور نالیاں سائنس دان کے بازوؤں،
پیروں اس کی گردن میں لگانے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اس نے
ایک مشین پر لگی سکرین آن کی اور اس کے مختلف بٹن دبانے لگا۔
چند ہی لمحوں میں سکرین روشن ہو گئی اور اس پر ایک انسانی جسم کا
اندرونی نظام دکھائی دینے لگا۔ یہ اسی سائنس دان کا جسم تھا جسے
عمران نے نالیاں اور تاریں لگائی تھیں۔

سکرین پر اس سائنس دان کا پنجر اور تمام اعصابی نظام کے ساتھ
ن کی رگیں بھی واضح طور پر دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران اس
ین کے قریب پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور کمپیوٹرائزڈ
ین کا کی بورڈ نکال کر اس پر ٹائپنگ کرنے لگا۔ اس کی ٹائپنگ
الفاظ سکرین کے دائیں کونے میں ابھر رہے تھے اور اس کے
تھ ساتھ سائنس دان کے جسم میں موجود خون کی نالیاں اور ان
دوڑتا ہوا خون دکھائی دینے لگ گیا۔
عمران کی انگلیاں مسلسل چل رہی تھیں۔ سکرین پر ایک چھوٹا
سرخ دائرہ سا روشن ہو گیا تھا جو ان خون کی نالیوں پر گردش کر رہا
۔ پھر ایک جگہ بازو کی ایک موٹی رگ کے پاس جا کر دائرہ رک
اور اس کا رنگ نیلا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں
سی آ گئی اور اس کی انگلیاں اور زیادہ تیزی سے چلنے لگیں سیماں
کہ سکرین پر موجود دائرہ نے سپارک کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر
نک ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی سپارک کرتا
ا دائرہ ساکت ہو گیا۔ تب عمران کے ہاتھ رک گئے اور اس نے
ب طویل سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا دی۔ جوزف
کے عقب میں بالکل خاموش کھڑا تھا۔
عمران اٹھا اور اس سائنس دان کے قریب آ گیا۔ اس نے سائنس
ن کے بازو میں چند انجکشن لگائے اور پھر آلات جراحی سے اس
ئنس دان کے بازو کے عین اس حصے کا آپریشن کرنے میں مصروف

ہو گیا جہاں سکرین پر دائرہ ساکت نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد عمران نے
اس سائنس دان کے بازو کی ایک رگ میں سے چمٹی کی مدد سے
بالکل ویسی ہی مائیکرو پن نکال لی جیسی ڈاکٹر فاروقی نے اس ا
گردن سے نکالی تھی۔

عمران نے اس مائیکرو پن کو سائیڈ پر موجود ٹیبل پر رکھا ا
سائنس دان کے زخم کی بینڈیج کرنے مصروف ہو گیا۔ اس نے بعد
کمپیوٹرائزڈ مشینوں کی مدد سے اس سائنس دان کے جسم میں متحرک
اس مائیکرو پن کو ٹریس کر لیا تھا اور پھر اس مشین کی مدد سے اس
نے اس مائیکرو پن کو ایک جگہ ساکت کیا اور پھر اس رگ سے اس
نے اس مائیکرو پن کو آسانی سے باہر نکال لیا تھا۔

اسی طرح اس نے دوسرے سائنس دانوں کے جسموں میں موجود
ان مائیکرو پنوں کو ٹریس کیا اور پھر معمولی سے آپریشن کے بعد ان
کے جسموں کے مختلف حصوں سے ایسی ہی مائیکرو پنیں نکال لیں۔
اس سارے کام میں اسے تقریباً چار گھنٹے لگ گئے تھے۔ اس نے
سائنس دانوں کے جسموں سے نکلی ہوئی مائیکرو پنوں کو ایک ڈبیہ
میں ڈال کر میز کی دراز میں رکھ دیا اور جیب سے ایک ڈبیہ نکال کر وہ
مائیکرو پن نکالی جو ڈاکٹر فاروقی نے اس کے جسم سے نکالی تھی۔ اس
مائیکرو پن پر عمران نے دانش منزل کی لیبارٹری میں چار گھنٹے محنت
کی تھی اور اسے اپنے لئے کارآمد بنا لیا تھا۔ عمران نے اس مائیکرو پن
کو اپنے دائیں بازو کی ایک رگ میں پیوست کیا اور پھر وہ آپریشن

م سے باہر آ گیا۔

"جوزف۔ ان تینوں کا خیال رکھنا۔ انہیں ہر دو گھنٹوں بعد بی
ی تھری کے انجکشن دیتے رہنا۔ میں ایک ضروری کام سے باہر جا
وں۔ واپس آ کر انہیں میں خود ہوش میں لاؤں گا"۔ عمران نے
ف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔ جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اسے
ہدایات دیں اور پھر وہ میک اپ روم میں چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ
ب اپ روم سے باہر آیا تو اس نے اس سائنس دان کا میک اپ
کھا تھا جس کا اس نے سب سے پہلے آپریشن کیا تھا اور پھر وہ اپنی
یں تیزی سے شہر سے باہر جانے والی سڑک پر اڑا جا رہا تھا۔ جس
س دان کا اس نے میک اپ کیا اس کا نام ڈاکٹر ارشد صمدانی

عمران نے شہر سے باہر ایک نزدیکی قصبے میں ایک خفیہ جگہ
ب سپیشل پوائنٹ بنا رکھا تھا جسے وہ ففتھ پوائنٹ کہتا تھا۔ اس
نٹ پر اس نے چھوٹی سی لیبارٹری بنا رکھی تھی جہاں وہ فارغ
ت میں جا کر اپنے لئے اور سیکرٹ سروس کے لئے کھلونے نما
نے چھوٹے مگر خطرناک آلات بناتا تھا۔ ان آلات کی بظاہر کوئی
ت نہ ہوتی تھی۔ دیکھنے میں وہ کھلونے ہوتے مگر درحقیقت وہ
ر اور خطرناک اسلحے سے بڑھ کر اسلحہ ہوتا تھا جو مشکل وقت میں
ن اور اس کے ساتھیوں کے کام آتا تھا۔ ایسے اسلحے کو عمران اور

اس کے ساتھی عموماً اس وقت استعمال کرتے تھے جب وہ دشمنوں
کے نرغے میں یا ان کی قید میں ہوتے تھے اور ان کے پاس دوسرا
کوئی اسلحہ نہیں ہوتا تھا۔

ففتھ پوائنٹ کی عمارت بے حد وسیع و عریض اور حویلی نما تھی جو
قصبے سے ہٹ کر ایک ویران علاقے میں تھی۔ ایسے علاقے میں ارد
گرد پہاڑیاں اور درخت موجود تھے۔ اس حویلی نما عمارت کے اندر
جولیا اور صفدر موجود تھے جبکہ حویلی کے باہر چاروں اطراف میں باقی
ممبر موجود تھے۔ عمران نے ان سے مل کر انہیں فوراً فوراً ہدایات
دیں اور ان کے پاس موجود اسلحے کو دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر وہ
عمارت کے اندر آ گیا اور مختلف راستوں سے ہوتا ہوا ایک لیبارٹری
نما کمرے میں آ گیا جہاں بے شمار ٹرانسمیٹر اور ان کے آلات اور
پرزے میزوں پر رکھے ہوئے تھے۔

عمران نے ایک بڑے ٹرانسمیٹر کو پکڑ کر اسے سیدھا کیا جس پر
ایس ڈی ہنڈرڈ لکھا تھا۔ پھر وہ اس کمرے سے ملحق دوسرے کمرے
میں چلا گیا جہاں چند مشینیں موجود تھیں۔ عمران نے ان مشینوں
کو آن کیا اور پھر انہیں آپریٹ کر کے اطمینان بھرے انداز میں واپس
اس کمرے میں آ گیا جہاں ٹرانسمیٹر موجود تھے اور پھر عمران بڑے
اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ ٹرانسمیٹر کو کھول کر اس پر کام
کرنے میں مصروف ہو گیا جس پر ایس ڈی ہنڈرڈ لکھا تھا۔ اس نے
کرسی پر بیٹھنے سے پہلے اپنے بازو میں پیوست مائیکرو پن کو ہلکا سا د

یا تھا۔

جیسے ہی اس نے پن کو دبایا کمرے میں موجود روشنی کا رنگ
یلگوں ہو گیا۔ یہ دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔
ویا اس پن کا سسٹم آن ہو گیا تھا۔ اب شی تارا اسے آسانی سے اپنی
ں ایس ڈی مشین پر دیکھ سکتی تھی۔ عمران کو وہاں بیٹھے ابھی ایک
منٹ بھی نہیں ہوا تھا کہ اچانک کمرے میں روشنی کا رنگ ایک بار
پھر بدل گیا۔ اب روشنی میں ہلکی ہلکی سرخی ابھر آئی تھی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے شی تارا مجھے مانیٹر کر رہی ہے۔ آؤ۔ آؤ۔
ی تارا آؤ۔ میں نے یہاں تمہارے لئے ہی تیاری کر رکھی ہے۔ آؤ۔
م یہاں آنے کے بعد کسی بھی طرح میرے ہاتھوں سے بچ کر نہ جا
کو گی"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایس ڈی ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر پر
ں کام کرنے لگا جیسے وہ نہایت ماہرانہ انداز میں اس کی جانچ پڑتال
ر رہا ہو۔

شی تارا نے کار قصبہ تارم سے دور درختوں کے جھنڈ میں روکی اور پھر کار کا انجن بند کر کے وہ کار سے باہر نکل آئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن دور دور تک مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ درختوں کے جس جھنڈ میں اس نے کار روکی تھی وہاں سے سڑک کافی فاصلے پر تھی۔ سڑک پر اگر کوئی آ بھی جاتا تو وہ جھنڈ میں موجود کار کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

جیسے ہی جی ایس ڈی مشین پر ایک سائنس دان کو ایس ڈی ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر پر کام کرتے دیکھا تو شی تارا نے اسی وقت اس سائنس دان جس کا نام ڈاکٹر ارشد صمدانی تھا سے ایس ڈی ہنڈرڈ حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے سکرین پر ایک بڑی عمارت کے اندر اور باہر موجود خفیہ طور پر نگرانی کرنے والے افراد کو بھی دیکھ لیا تھا جن کے پاس اسلحے کے ساتھ عجیب و غریب بڑی بڑی گنیں بھی

تھیں جو دیکھنے میں مارٹر گنیں نظر آتی تھیں مگر ان میں ایک گن پر شیشے کی بڑی سی بوتل لگی ہوئی تھی جس میں زرد محلول سا بھرا ہوا تھا بلکہ ایک گن کی نالی میں شی تارا کو رسیوں کے گچھے سے نظر آئے تھے چند افراد کے پاس لمبی لمبی مگر باریک نالیوں والے پسٹل تھے۔ وہاں ایک نوجوان کے ساتھ ایک سوئس نژاد لڑکی بھی تھی جو حویلی نما عمارت کے اندر گھومتی پھر رہی تھی۔ ان دونوں کے پاس لوہے کے موٹے موٹے ڈنڈے تھے جن کے سرے گول تھے اور ان سروں پر سرخ روشنی سی چمکتی نظر آ رہی تھی۔ اس انوکھے اسلحے کو دیکھ کر شی تارا بے حد حیران ہوئی تھی۔ اسے اس اسلحے کا کوئی مصرف سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ کچھ دیر وہ نگرانی کرنے والے ان افراد اور ان کے اسلحے کو غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے سر جھٹکا اور اپنے ہیڈ کوارٹر سے کچھ تیاری کر کے نکل آئی۔ ان نگرانوں نے آنکھوں پر ایک جیسے سیاہ چشمے بھی لگا رکھے تھے جن کے کناروں پر چھوٹے چھوٹے سرخ بلب جل رہے تھے۔

جی ایس ڈی مشین سے اس نے اس خفیہ عمارت کی مکمل طور پر چیکنگ کر لی تھی اور اس کی لوکیشن کا بھی پتہ چلا لیا تھا جس کی وجہ سے اسے اس عمارت تک پہنچنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔ اس نے عمارت سے دور ایسی جگہ درختوں کے جھنڈ میں کار چھپائی تھی جہاں سے عمارت کے گرد پھیلے ہوئے نگران اس کی کار اور اسے نہ دیکھ سکتے تھے۔

کار سے نکل کر شی تارا نے ریسٹ واچ سے اپنا ہائپر سسٹم آن کیا اور غائب ہو گئی۔ پھر وہ اسی غیبی حالت میں نہایت اطمینان بھرے انداز میں سڑک کے کنارے کنارے چلتی ہوئی اس عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی جہاں ڈاکٹر ارشد صمدانی ایس ڈی ہنڈرڈ پر کام کر رہا تھا عمارت تک پہنچنے میں اسے آدھا گھنٹہ لگ گیا تھا۔

شی تارا کے پاس آٹومیٹک ریز گن تھی جس سے وہ ان نگرانی کرنے والوں کو آسانی سے جلا کر ہلاک کر سکتی تھی۔ اسے اپنے ہائپر سسٹم پر بے حد ناز تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ہائپر سسٹم کی وجہ سے غیبی حالت میں وہ نہایت آسانی سے ان نگرانی کرنے والوں کے قریب سے گزر جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ غیبی حالت میں عمارت میں آ گئی جہاں وہ سوئس نژاد لڑکی اور ایک نوجوان آہنی راڈ لئے آپس میں باتیں کرتے ہوئے ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔

ان کی باتیں عام نوعیت کی تھیں۔ شی تارا نے ان کے قریب جا کر چند لمحے غور سے ان کی باتیں سنیں مگر وہ دونوں ایسی باتیں کر رہے تھے جیسے وہ ڈاکٹر ارشد صمدانی کی نگرانی کر کے سخت بوریت محسوس کر رہے ہوں۔ شی تارا نے سر جھٹکا اور پھر اندرونی عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمارت کے تقریباً تمام دروازے کھلے تھے اس لئے شی تارا کو اپنے جسم کو سکیڑنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی۔ وہ اطمینان سے ان راستوں سے گزرتی ہوئی اس لیبارٹری نما کمرے میں آ گئی جہاں ادھیڑ عمر ڈاکٹر ارشد صمدانی ایک ٹرانسمیٹر پر کام کر رہا

تھا۔ شی تارا جیسے ہی اس کمرے میں داخل ہوئی اسی لمحے کمرے میں ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود روشنی کا رنگ تبدیل ہو کر سبزی مائل ہو گیا۔

شی تارا نے اس سیٹی کی آواز اور روشنی کی رنگت کی تبدیلی پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔ اس نے کمرے میں آتے ہی نہایت خاموشی سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ جیسے ہی اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا کھٹاک کی آواز کے ساتھ دروازے کا لاک خودبخود لگ گیا۔ کھٹاک کی آواز سن کر سائنس دان ڈاکٹر ارشد صمدانی نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نما آلہ تھا جس پر مختلف رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ اس نے اس آلے کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک کمرے کی روشنی تیز ہو گئی جیسے وہاں ہزاروں وولٹ کے بے شمار بلب روشن ہو گئے ہوں۔ روشنی کا رنگ البتہ سبز ہی تھا۔ اس تیز روشنی میں ایک لمحے کے لئے شی تارا کی آنکھیں چندھیا سی گئیں۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں میں اچانک مرچیں بھر دی گئی ہوں۔

"آؤ مادام ماشاری۔ زیرو لینڈ کی سیاہ ناگن شی تارا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"۔ شی تارا کو ایک زہریلی آواز سنائی دی اور وہ اس آواز کو سن کر بے اختیار اچھل پڑی۔ اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر

ڈاکٹر ارشد صمدانی کی طرف دیکھا جو اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اس کی جانب یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ اسے حقیقت میں دیکھ رہا ہو۔

"کک ۔ کک ۔ کیا مطلب ۔ کیا تم مجھے دیکھ سکتے ہو"۔ شی تارا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف دیکھ سکتا ہوں بلکہ تمہاری آواز بھی سن سکتا ہوں کیونکہ میں علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں"۔ ڈاکٹر ارشد صمدانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے علی عمران کی آواز سن کر شی تارا ایک بار پھر اچھل پڑی ۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی زہریلے ناگ نے اس کے پیروں پر ڈس لیا ہو ۔ حیرت کی زیادتی سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا اور اس کی آنکھیں اس حد تک پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آگریں گی۔

"تت ۔ تم ۔ علی عمران ۔ یہ تم ہو ۔ مم ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے تم مجھے کیسے دیکھ سکتے ہو ۔ مم ۔ میں"۔ حیرت کی زیادتی سے شی تارا نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے تو یہ معمولی سی بات ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ نہیں ۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔ تم بک رہے ہو ۔ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے ۔ مم ۔ میں ۔ میں"۔ شی تارا نے زور سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"میں تو کیا اس وقت تمہیں در و دیوار بھی دیکھ رہے ہیں ۔ یقین

نہیں آرہا تو ذرا پیچھے مڑ کر دیکھو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر شی تارا زخمی ناگن کی طرح پلٹی اور پھر دیوار پر لگے ایک قد آدم آئینے پر نظر پڑتے ہی وہ ایک بار پھر اچھل پڑی ۔ آئینے میں سبز رنگ میں بنا ہوا اس کا عکس واضح نظر آرہا تھا ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سبز رنگ کا ایک سایہ کھڑا ہو۔

"اوہ ۔ تو تم نے یہاں گرین آر بی ریز پھیلا رکھی ہیں ۔ ہونہہ ۔ اب میں سمجھی ۔ یہ سب تم نے مجھے ٹریپ کرنے کے لئے کیا ہے"۔ شی تارا نے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر غصے اور نفرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کیا کرتا ۔ مجبور تھا ۔ ہمارے ہاں ایک بہت پرانی کہاوت مشہور ہے کہ ایک بار دیکھا ہے دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے ۔ میں نے جب سے تمہیں دیکھا ہے میری دن کی نیندیں اور رات کا سکون سب حرام ہو گیا ہے ۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میں سارا دن سورج کو دیکھتا رہتا ہوں ۔ اس لئے تمہیں اپنے پاس بلانے کے لئے مجھے یہ سب انتظام کرنا پڑا ۔ دیکھ لو میں نے ڈاکٹر ارشد صمدانی کا میک اپ کیا اور یہاں ڈمی ٹرانسمیٹرز رکھ کر کام کرنا شروع ہی کیا تھا کہ تم یہاں خود ہی پہنچ گئی ۔ مجھے یقین تھا کہ تم خود کو یہاں سات پردوں میں چھپا کر آؤ گی اس لئے میں نے یہاں ایسا انتظام کر لیا تھا کہ تم خود کو مجھ سے چھپانا بھی چاہو تو نہ چھپا سکو ۔ مجھے چھوڑ کر جانا بھی چاہو تو نہ جا سکو"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں غیبی حالت میں آنے والی ہوں ۔ کیا تم میری اس پراسرار صلاحیت کے بارے میں جانتے تھے"۔ شی تارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ یہ بات مجھے کراس لینڈ کے ایک سائنس دان ڈاکٹر ولیم ہائپر نے خواب میں آکر بتائی تھی کہ تم شی تارا ہائپر سسٹم کی سلیمانی چادر اوڑھ کر غیبی حالت میں میرے پاس آؤ گی"۔ عمران نے کہا اور اس کے منہ سے ڈاکٹر ولیم ہائپر کا نام سن کر شی تارا بری طرح سے چونک پڑی۔

"تم ڈاکٹر ولیم ہائپر کو کیسے جانتے ہو"۔ شی تارا نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ولیم کے دادا اور میرے پردادا کی روحیں بچپن میں ایک دوسرے سے کبڈی کھیلتی رہی ہیں ۔ ان کی باتیں ہمارے آباؤ اجداد میں برسوں سے چلی آرہی ہیں"۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"بکو مت ۔ سچ سچ بتاؤ۔ تم ڈاکٹر ولیم ہائپر کو کیسے جانتے ہو"۔ شی تارا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ اب میں تمہیں کیا بتاؤں ۔ وہ ۔ وہ"۔ عمران نے اچانک بری طرح سے شرماتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز کنواری دلہنوں جیسا تھا۔

"کیسے بتاؤں ۔ کیا مطلب"۔ شی تارا نے اسے بری طرح گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ وہ ۔ اصل میں ڈاکٹر ولیم ہائپر کراس لینڈ کی مسجدوں میں جا کر جوتیاں چرایا کرتے تھے ۔ ولیم ہائپر میرا استاد اور میں اس کا شاگرد تھا ۔ ایک دن ہم دونوں جوتے چوری کرتے ہوئے پکڑے گئے ۔ میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی گرفت سے بھاگ نکلا لیکن ڈاکٹر ولیم بھاگنے میں ناکام رہا تھا جس پر لوگوں نے مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا اور اس کا سر گنجا کر دیا تھا ۔ اپنی ایسی درگت بنتے دیکھ کر ڈاکٹر ولیم ہائپر نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ایک ایسا آلہ ایجاد کریں گے جس کی وجہ سے وہ کسی کی نظروں میں نہ آسکیں ۔ اس کی بات سن کر مجھے فکر ہوئی کہ اگر انہوں نے مجھ سے چھپنے کا فیصلہ کر لیا تو مجھے میرا کمیشن کون دے گا ۔ چنانچہ ڈاکٹر ولیم ہائپر نے ہائپر سسٹم پر کام کرنا شروع کر دیا تو میں نے اینٹی ہائپر سسٹم پر کام کرنا شروع کر دیا ۔ اب دیکھ لو اینٹی ہائپر سسٹم کی وجہ سے تم غائب ہو کر بھی میرے سامنے ہو ۔ یہ سبز روشنی تمہیں کسی بھی طرح میری نگاہوں سے اوجھل نہیں کر سکتی۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ ۔ تم وہ پہلے انسان ہو عمران جو اس ہائپر سسٹم کے بارے میں اتنا کچھ جانتے ہو ورنہ سب مجھے جادوگرنی کے نام سے جانتے ہیں ۔ میرا یہ راز آج تک زیرو لینڈ میں اوپن نہیں ہوا ۔ مجھے حیرت ہے کہ تم یہ سب کیسے جان گئے ہو ۔ نہ صرف جان گئے ہو بلکہ تم نے مجھے اپنے سامنے ظاہر بھی کر لیا ہے ۔ آخر کیسے ۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ شی تارا نے کہا ۔ اس کے لہجے میں واقعی حیرت کا عنصر تھا ۔

اس کی بات سن کر عمران سمجھ گیا کہ ڈاکٹر ولیم ہائپر نے اپنی بیٹی کو اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا کہ وہ اس کا شاگرد رہ چکا ہے۔

"اس معاملے میں تم مجھے جادوگر کہہ لو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر خطرناک بات کیا ہو سکتی ہے کہ تم میرے ہائپر سسٹم کے بارے میں جانتے ہو اور میرا راز صرف میرا ہے جسے جاننے کا حق میں کسی کو نہیں دے سکتی اس لئے اب میں تمہیں کسی بھی صورت زندہ نہیں چھوڑوں گی"۔ شی تارا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ کیا تم مجھے ہلاک کر دو گی"۔ عمران نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہائپر سسٹم کا راز جان کر تم نے اپنی موت کے پروانے پر خود ہی دستخط کر دیئے ہیں۔ اب تمہارا مرنا میری زندگی ہے"۔ شی تارا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ پہلے تم ان چار سائنس دانوں کو ہلاک کرو گی جن کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ ان میں سے کوئی ایک ایس ڈی ہنڈرڈ کا موجد ہے۔ ان کے بعد میری باری آئے گی"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ پہلے میرا یہی ارادہ تھا۔ میں نے یہاں موت کا کھیل کھیلنے کا مکمل پروگرام بنا لیا تھا لیکن تمہارا اس طرح تین روز تک نظروں

سے غائب ہونا اور پھر یہاں آ کر میرے لئے جال بچھانا اور اب یہ بتانا کہ تم ہائپر سسٹم کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو تو میں نے اپنا فیصلہ بدل لیا ہے۔ ایس ڈی ہنڈرڈ یہاں موجود ہے۔ میں تمہیں ہلاک کر کے ایس ڈی ہنڈرڈ یہاں سے لے جاؤں گی۔ اس طرح میرا مشن پورا ہو جائے گا"۔ شی تارا نے کہا۔

"ارے واہ۔ ایسا کیسے ہو جائے گا۔ تم نے تو یہ بھی کہا تھا کہ تم سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو بھی یہاں سے آزاد کرا کر لے جاؤ گی"۔ عمران نے کہا۔

"یہ بھی ہو گا۔ سب کچھ ہو گا۔ میں ان تین سائنس دانوں کو بھی ہلاک کروں گی اور سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو بھی یہاں سے آزاد کرا کر لے جاؤں گی مگر اب یہ سب کچھ تمہاری موت کے بعد ہو گا"۔ شی تارا نے کہا۔ اسی لمحے اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک عجیب ساخت کا چھوٹا سا ریز پسٹل نکال لیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا شی تارا نے پسٹل کا بٹن دبا دیا۔ پسٹل سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر عمران کی طرف بڑھی۔ اس سے پہلے کہ عمران اپنا بچاؤ کرتا سرخ شعاع عین اس کے سینے سے آ ٹکرائی۔

مارکل اپنے دس آدمی لے کر اس پہاڑی علاقے میں پہنچ گیا تھا جس کا پتہ اسے مادام نے بتایا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی مسلح تھے۔ مارکل کو وہ پہاڑی راستہ ڈھونڈنے میں بھی زیادہ دشواری نہیں ہوئی تھی جس کے ایک غار کو میکانکی طریقے سے بند کیا گیا تھا۔ مادام ماشاری نے مارکل کو اس پہاڑی کی مکمل نشاندہی کر دی تھی اور اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس پہاڑی میں وہ کس پتھر کو دبائے گا تو پہاڑی سرنگ کا راستہ اوپن ہو جائے گا۔

مارکل نے اس پہاڑی کے قریب جا کر ایک پتھر پر پیر رکھ کر دبایا تو اچانک گڑگڑاہٹ کی زور دار آواز کے ساتھ پہاڑی کی ایک چٹان کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ وہاں ایک بڑی سرنگ کا دہانہ نمودار ہو گیا تھا۔ سرنگ کھلتے ہی مارکل اور اس کے ساتھی تیزی سے سائیڈوں پر ہو گئے تھے۔ وہ غار کے اندر سے سن گن

لینے لگے مگر اندر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مارکل نے چٹان کے پیچھے سے سر نکال کر احتیاط سے سرنگ میں جھانکا مگر اندر خاصا اندھیرا تھا۔ البتہ جہاں تک سورج کی روشنی جا رہی تھی وہاں تک کوئی حرکت نہ نظر آ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سرنگ میں دور تک کوئی موجود نہ ہو۔

مارکل نے دو آدمیوں کو اشارہ کیا تو وہ مشین گنیں سنبھالے تیزی سے سرنگ میں چلے گئے اور دیواروں کے ساتھ ساتھ ہوتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ مارکل نے مزید دو آدمیوں کو اشارہ کیا تو وہ بھی سرنگ میں بڑھتے چلے گئے۔ اس طرح وہ سب سرنگ میں آ گئے۔ مارکل ان کے پیچھے تھا۔ اس نے جیب سے ایک فائر راڈ نکال کر اس کے سرے کو لائٹر جلا کر سلگایا تو فائر راڈ سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکلنے لگی۔ مارکل نے فائر راڈ کو پوری قوت سے سامنے پھینک دیا۔ فائر راڈ پھینکتے ہوئے وہ آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ وہ غار کے اس حصے میں پہنچ گئے جہاں غار بند ہو گیا تھا۔

"یہ کیا۔ آگے تو غار بند ہے"۔ مارکل کے منہ سے نکلا۔ اس نے ایک فائر راڈ جلا کر ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔

"باس۔ یہ دیکھیں کار کے ٹائروں کے نشان۔ یہ نشان اس دیوار کی طرف جا رہے ہیں جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہاں سے غار کو غیر قدرتی طریقے سے بند کیا گیا ہے"۔ مارکل کے ایک ساتھی نے زمین غار کے بنے ہوئے نشانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو

مارکل نے دیکھا واقعی کار کے ٹائروں کے نشان بدستور آگے جا رہے
تھے۔

"اوہ۔ پھر اس راستے کو بھی کھولنے کا طریقہ یہیں کہیں ہو گا"۔
مارکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے دو ساتھی آگے
بڑھے اور انہوں نے بند راستے کو تھپتھپا کر اس راستے کو کھولنے کا
ذریعہ تلاش کرنا چاہا کہ اسی لمحے اچانک سرنگ کی چھت سے سرخ
رنگ کی تیز روشنی نکل کر ان پر پڑی۔ جیسے ہی سرخ روشنی ان پر پڑی
ان مسلح آدمیوں کے منہ سے دلدوز چیخیں نکل گئیں اور وہ زمین پر گر
کر یوں تڑپنے لگے جیسے انہیں آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ پھر دیکھتے
ہی دیکھتے وہ دونوں ساکت ہو گئے۔ اپنے ساتھیوں کا یہ حشر دیکھ کر
مارکل اور اس کے دوسرے ساتھی دم بخود رہ گئے تھے اور کئی قدم پیچھے
ہٹ کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے دو ساتھیوں کی لاشیں دیکھنے لگے
جن کے رنگ یکلخت سیاہ ہو گئے تھے۔

"یہ۔ یہ کیا۔ یہ روشنی"۔ مارکل کے ایک ساتھی کے منہ سے
کانپتی ہوئی آواز نکلی۔ اسی لمحے اس نے مشین گن اونچی کی اور پھر اس
نے جیسے دیوانگی کے عالم میں سرنگ کی چھت کے اس حصے پر
فائرنگ کرنا شروع کر دی جہاں سے سرخ روشنی نکلی تھی۔

"کیا کر رہے ہو جیفرڈ۔ رک جاؤ"۔ مارکل نے چیخ کر کہا اور اس
نے اس کی مشین گن پکڑ کر نیچے کر دی جس سے کچھ گولیاں نکل کر
سنگی دیوار پر پڑی تھیں۔ اسی لمحے سرنگ کی چھت سے تیز چنگاریاں

ں نکلیں اور پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی سنگی دیوار
رمیان سے پھٹ گئی۔ سامنے پتھروں کا بنا ہوا ایک بڑا سا ہال نما
رہ نظر آ رہا تھا۔ دیوار کے پھٹتے ہی مارکل اور اس کے ساتھی تیزی سے
سائیڈ کی دیواروں سے چپک گئے تھے۔

"ہوشیار۔ اندر کوئی بھی ہو سکتا ہے"۔ مارکل نے اپنے ساتھیوں
کو ہوشیار کرتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر تک انتظار کرتے رہے مگر
اندر سے جب کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تو ان کے چہروں پر حقیقی
حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"حیرت ہے۔ اس خفیہ ٹھکانے پر ایک بھی محافظ نہیں ہے"۔
مارکل نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ہال میں چونکہ تیز روشنی
پھیلی ہوئی تھی اور وہاں بڑی بڑی چٹانیں ستونوں کی طرح کھڑی نظر آ
رہی تھیں لیکن وہاں کی خاموشی سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہاں ان
کے علاوہ کوئی ذی روح موجود نہیں ہے۔ مارکل نے ایک آدمی کو
اشارہ کیا تو وہ آدمی ڈرتے ڈرتے ہال کے سامنے آ گیا۔ اس نے خوف
بھری نظروں سے چھت کو دیکھا جہاں سے سرخ روشنی نے نکل کر ان
کے دو ساتھیوں کو جلا کر بھسم کر دیا تھا۔ وہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھا
اور پھر اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو پھلانگ کر دوسری طرف آ گیا۔
اس بار چھت سے سرخ روشنی کا اخراج نہیں ہوا تھا۔ شاید فائرنگ
کی وجہ سے اس سرخ روشنی کا سسٹم ناکارہ ہو گیا تھا کیونکہ انہوں نے
چھت سے چنگاریاں بھی پھوٹتے دیکھی تھیں۔

اپنے ساتھی کو صحیح سلامت آگے جاتے دیکھ کر مارکل نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ بھی احتیاط سے ہال میں چلے گئے مارکل نے جیب سے ایک چھوٹا سا چوکور ڈبے نما آلہ نکال کر اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ اسی لمحے ڈبے کا رنگ سرخ ہو گیا اور اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ڈبے پر لگے دو بلب بھی سپارک کرنے لگے تھے۔ مارکل اس ڈبے کو لے کر ہال میں آگیا اس نے اپنے ساتھیوں کو پھیل کر آگے جانے کے لئے کہا مگر وہ جیسے ہی پھیل کر آگے بڑھے اسی لمحے ستون نما چٹانوں کے چاروں طرف سے سوراخ سے نمودار ہوئے اور پھر ان سوراخوں سے اچانک بے شمار مشین گنوں کی نالیاں باہر آگئیں۔

"اوہ۔ لیٹ جاؤ۔ زمین پر لیٹ جاؤ۔ ہری اپ"۔ مارکل نے ان مشین گنوں کی نالیوں کو دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ زمین پر لیٹے اچانک ہال مشین گنوں کی تیز اور خوفناک فائرنگ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مارکل اور اس کے چند ساتھی جو مشین گنوں کی نالیاں دیکھ کر فوراً زمین پر گر گئے تھے وہ بھی ان مشین گنوں کی فائرنگ کی زد سے نہ بچ سکے تھے اور مسلسل اور خوفناک فائرنگ نے ان کے جسموں کے پرخچے اڑانے شروع کر دیئے تھے۔ مارکل کے ہاتھ سے ڈبے نما آلہ نکل کر دور جا گرا تھا۔ پھر ایک گولی اس ڈبے پر پڑی اور اسی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور وہ پہاڑی یوں پھٹ گئی جیسے وہاں آتش

فشاں پھٹ پڑا ہو۔ خوفناک دھماکے نے اس پہاڑی کے ٹکڑے اڑا دیئے تھے اور پھر وہاں یکے بعد دیگرے بے شمار دھماکے ہونا شروع ہو گئے جیسے اس پہاڑی میں بے شمار بم ایک ساتھ پھٹ پڑے ہوں۔

سرخ شعاع جیسے ہی عمران کے سینے سے ٹکرائی عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے بمشکل خود کو پیچھے الٹ کر گرنے سے سنبھالا تھا جبکہ اسے زندہ سلامت دیکھ کر شی تارا کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"یہ۔ یہ کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ شی تارا کے منہ سے کھوئے کھوئے انداز میں نکلا۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے"۔ عمران نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ریڈ ریز تھی۔ اس کے سامنے آنے والی فولادی چٹان بھی ایک لمحے سے کم وقفے میں موم کی طرح پگھل جاتی ہے۔ پھر تم۔ تم پر اس ریڈ ریز نے اثر کیوں نہیں کیا۔ تمہیں تو اس ریڈ ریز سے ایک لمحے میں موم کی طرح پگھل جانا چاہئے تھا"۔ شی تارا نے تیز تیز لہجے

ا کہا۔

"تو تمہیں اس بات پر حیرت ہو رہی ہو کہ میں موم بن کر پگھلا وں نہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ شی تارا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں گوشت پوست کا انسان ہوں شی تارا۔ موم کا بنا ہوا نہیں ں جو اس طرح پگھل جاتا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں نے اں تمہارے استقبال کا بھرپور بندوبست کر رکھا ہے۔ یہاں تمہارا ئی سائنسی اسلحہ کام نہیں آئے گا"۔ عمران نے کہا۔ اس بار اس کا ہ بے حد سخت تھا۔

"ہونہہ۔ میرا سائنسی اسلحہ یہاں کام آئے یا نہ آئے مگر تم میرے ھوں زندہ نہیں بچو گے عمران۔ میں تمہیں ہلاک کر کے یہیں گور کر دوں گی"۔ شی تارا نے غصے اور نفرت سے ہنکارہ بھرتے ئے کہا۔

"موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے شی تارا۔ تم نے ڈاکٹر ایم ے صمدانی کو ہلاک کر کے میرے غضب کو للکارا ہے۔ میں نے اں تمہاری ہلاکت کا پورا بندوبست کر رکھا ہے۔ تم یہاں سے دہ بچ کر نہیں جا سکو گی"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے ھ میں پکڑے ہوئے آلے کا بٹن دبایا تو اچانک کمرے کی چھت سے ز رنگ کے محلول کی فوارے نما پھوار سی نکل کر شی تارا پر پڑی۔ تارا بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی مگر سبز محلول کی پھوار اس پر پڑ

چکی تھی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر تیزاب آگرا ہو
اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ سبز محلول کے قطرے
اس کے جسم کے جس حصے پر پڑے تھے وہاں سے یکلخت دھواں سا نکلا
تھا اور شی تارا کو اپنے جسم میں آگ سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔
"گرین ایسڈ۔ اوہ۔ تم نے مجھ پر گرین ایسڈ پھینکا ہے۔ اب
تمہاری موت بے حد دردناک ہو گی عمران۔ میں تمہیں تڑپا تڑپا کر
ماروں گی اور تمہیں ہلاک کر کے میں تمہارے اس قدر ٹکڑے کروں
گی کہ تمہاری لاش کو کوئی پہچان ہی نہ پائے گا"۔ شی تارا نے غصے کی
شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے چھلانگ لگائی اور سبز
محلول کی پھوار سے بچنے کے لئے سائیڈ پر موجود ایک میز پر چڑھ گئی۔
دوسرے ہی لمحے اس نے جسم کو موڑا اور پھر اچانک اس نے عمران پر
چھلانگ لگا دی۔ وہ کسی پرندے کی طرح اڑتی ہوئی عمران کی طرف
آئی تھی۔ اس نے سر کی ٹکر عمران کے سینے پر مارنی چاہی مگر عمران
تیزی سے ایڑیوں کے بل گھوما اور اس نے دونوں ہاتھوں کو اس انداز
میں حرکت دے کر شی تارا کے پہلو پر مارے کہ شی تارا فضا میں رول
ہوتے ہوئے اس میز پر جا گری جس پر سے اس نے عمران پر چھلانگ
لگائی تھی۔ میز سے ٹکرا کر وہ نیچے گری مگر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ
کھڑی ہوئی۔ اس کا چہرہ غصے اور نفرت سے سرخ ہو گیا تھا اور اس کی
آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔
"تو اب تم مجھ سے لڑنا چاہتی ہو"۔ عمران نے اس کے خطرناک

تیور دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔
"ہاں"۔ شی تارا نے کہا اور قدم بڑھاتی ہوئی عمران کے قریب آ
گئی۔ اس نے ریڈ ریز گن ایک طرف پھینک دی تھی۔ عمران کے
قریب آتے ہوئے اس نے اچانک ایک بار پھر عمران پر چھلانگ لگا
دی۔ عمران نے اس کے حملے سے بچنے کے لئے تیزی سے اپنے جسم کو
دائیں طرف موڑ لیا لیکن شی تارا بھی خطرناک فائٹر تھی۔ اس نے
درمیان میں ہی اپنے جسم کو ٹرن دیتے ہوئے اپنی دونوں ٹانگیں
عمران کے پیٹ میں مار دیں اور عمران کراہتا ہوا پشت کے بل فرش
پر گر گیا جبکہ شی تارا ضرب لگا کر مڑی اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے
الٹی قلابازی کھائی اور سیدھی کھڑی ہو گئی۔
عمران زمین پر سے جیسے ہی اٹھنے لگا شی تارا نے برق کی سی تیزی کا
مظاہرہ کرتے ہوئے جھک کر عمران کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور پھر
وہ پوری قوت سے اچھل کر عمران کی ٹانگوں کو اوپر کرتے ہوئے زور
دار جھٹکے سے عمران کے جسم پر آ گری۔ مارشل آرٹ کا انتہائی
خوفناک وار تھا جس سے عمران کی ریڑھ کی ہڈی یقیناً ٹوٹ سکتی تھی
مگر عمران اس خوفناک داؤ کو سمجھتا تھا۔ جیسے ہی شی تارا اس کی
ٹانگیں پکڑ کر اوپر اچھلی عمران نے بجلی کی سی تیزی کا مظاہرہ کرتے
ہوئے اپنا پہلو بدل لیا اور اس طرح شی تارا جو اس کے سینے پر گرنے
والی تھی عمران کے اچانک زاویہ بدل لینے کی وجہ سے اس کے پہلو پر
گری۔

عمران نے اس موقع کا فائدہ اٹھا کر اپنے جسم کو اوپر اٹھا کر ایک
زور دار جھٹکا دیا تو شی تارا کی گرفت سے اس کی ٹانگیں آزاد ہو گئیں۔
شی تارا نے جیسے ہی اٹھنے کی کوشش کی عمران نے زمین پر پڑے
پڑے اپنے جسم کو گھمایا اور اپنے گھٹنے شی تارا کی کمر پر مار دیئے۔ شی
تارا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اٹھتے اٹھتے ایک بار پھر گر پڑی۔
اس سے پہلے کہ شی تارا اٹھتی عمران اس سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا مگر
شی تارا بھی لڑائی بھڑائی کے پورے گر جانتی تھی۔ اس بار اس نے
اٹھنے کی بجائے اچانک زمین پر لیٹے لیٹے قلابازی کھائی اور دونوں پیر
جوڑ کر عمران کی ناف پر مار دیئے۔ عمران لڑکھڑا کر جیسے ہی پیچھے ہٹا
شی تارا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اٹھتے ہی گھوم کر رائیٹ لک
عمران کی گردن پر جما دی۔ اس بار عمران اس کے واؤ سے نہ بچ سکا
تھا۔ وہ اچھلا اور پھر دھماکے سے پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔
شی تارا نے ایک بار پھر عمران پر چھلانگ لگائی لیکن اس سے پہلے
کہ وہ عمران پر گرتی عمران نے دونوں ٹانگیں اٹھا کر اس کی کمر پر جما
دیں۔ شی تارا فضا میں اچھلی اور ایک دھماکے سے عمران کے قریب آ
گری۔ اس نے زمین پر گرتے ہی زور دار مکا عمران کے منہ پر مارنا
چاہا مگر عمران تیزی سے اٹھا اور اس نے زور دار ٹانگ شی تارا کے پہلو
پر جما دی۔ شی تارا کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ اس نے تڑپ
کر اٹھنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے عمران کی لات چلی اور وہ فضا میں
کئی فٹ اچھل کر زمین پر آ گری اور بری طرح سے تڑپنے لگی جیسے اس

کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔
"بس۔ یا ابھی اور لڑنے کا ارادہ ہے"۔ عمران نے اسے تڑپتے
دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے شی تارا نے جیکٹ کی جیب سے
کوئی چیز نکالی اور زور سے زمین پر مار دی۔ ایک دھماکہ سا ہوا اور
سیاہ دھواں سا نکلا مگر اسی لمحے وہ ہوا میں تحلیل ہو گیا۔
"تم یہاں ایٹم بم بھی چلا دو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا شی
تارا۔ پھر اس بلیک سموک بم کی کیا اوقات ہے۔ اس کا زہریلا
دھواں مجھ پر بے اثر ہے"۔ عمران نے ہنس کر کہا۔
"ہونہہ۔ موت کے اس کھیل میں، میں تمہیں شکست دوں گی
عمران۔ ہر قیمت پر اور ہر حال میں"۔ شی تارا نے زمین سے اٹھتے
ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔
"خوشی کی بات ہے۔ تالیاں بجاؤں تمہارے لئے"۔ عمران نے
کہا اور اس کی بات سن کر شی تارا کا چہرہ اور زیادہ سیاہ پڑ گیا۔ اس نے
جیکٹ کی خفیہ جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ
نکال لیا۔ اس نے اس آلے کا بٹن دبایا اور اسے عمران کی طرف
اچھال دیا جسے عمران نے فضا میں ہی دبوچ لیا تھا اور یوں الٹ پلٹ
کر اسے دیکھنے لگی جیسے بچہ کھلونے کو الٹ پلٹ کر دیکھتا ہے۔
"یہ الیکٹرو پاور پائیگن بم ہے عمران۔ میں نے اسے آن کر دیا ہے
اسے تم اب کسی بھی صورت میں ڈی فیوز نہیں کر سکتے۔ ابھی چند
لمحوں میں ایک خوفناک دھماکہ ہو گا اور پھر تمہاری یہ عمارت تنکوں

کی طرح بکھر جائے گی ۔اس عمارت کے ساتھ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کا کیا حشر ہو گا مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے"۔شی تارا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ۔اس بم کی تباہی کی زد سے تم بچ جاؤ گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔یہ بم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"۔شی تارا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ۔وہ کیسے"۔ عمران نے کہا۔

"ایسے"۔شی تارا نے کہا۔اس نے اچانک اپنی انگوٹھی کا نگینہ پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے انگوٹھی کے نگینے کو دبایا اسی لمحے اچانک ہر طرف تاریکی چھا گئی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس تاریکی کے ساتھ ہی اس کا جسم مفلوج ہو گیا ہو۔

اسی لمحے اسے شی تارا کا تیز اور انتہائی زہریلا قہقہہ سنائی دیا۔شی تارا کا یہ قہقہہ عمران کے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح اترتا ہوا محسوس ہوا تھا کیونکہ آخرکار وہ بازی جیت گئی تھی ۔اس نے عمران کے تمام سائنسی انتظامات کو اس ڈارک کر دینے والی انگوٹھی سے بے کار کر دیا تھا۔

عمران کا جسم ایک بار پھر مفلوج ہو گیا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک ایسا بم تھا جسے شی تارا نے آن کر دیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اس بم کو ناکارہ نہیں کیا جا سکتا اور اس مفلوج پن میں عمران اب

کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔اس کے ہاتھ میں موجود خوفناک اور تباہ کن بم کسی بھی لمحے پھٹ سکتا تھا اور اس بم کے پھٹتے ہی عمران کا کیا حشر ہونا تھا یہ عمران بخوبی سمجھتا تھا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران نے اس حویلی نما عمارت کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ عمران نے انہیں شی تارا اور اس کی پراسرار طاقت کے بارے میں پوری طرح سے بریف کر دیا تھا۔ شی تارا کی غائب ہونے والی صلاحیت کے بارے میں سن کر وہ سب حیران رہ گئے تھے۔ عمران نے انہیں بتایا تھا کہ شی تارا انتہائی مکار، چالاک اور خطرناک لیڈی ایجنٹ ہے اس لئے اس کو ٹریپ کرنے کے لئے اس نے وہاں سائنسی جال بچھا دیا تھا اور ان سب کو سائنسی اسلحہ دے دیا تھا۔

عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے شی تارا کو خود ہی پکڑنے کی کوشش کرے گا لیکن اگر بالفرض محال وہ اس کی گرفت سے نکل گئی تو وہ شی تارا کے جسم سے ایسا محلول لگا دے گا جس کی وجہ سے شی تارا غیبی حالت میں ہونے کے

باوجود انہیں نظر آ جائے گی اور وہ جیسے ہی انہیں وہاں سے نکلتی ہوئی دکھائی دے وہ اس پر اس سپیشل اسلحے سے حملہ کر دیں اور کسی بھی طرح اسے وہاں سے بچ نکلنے کا موقع نہ دیں۔

عمران کی ہدایات پر صفدر اور جولیا الیکٹرک راڈز ہاتھ میں لئے حویلی نما عمارت کے اندر موجود تھے جبکہ دوسرے ممبر حویلی کے باہر موجود تھے اور درختوں میں چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایسے درخت منتخب کر رکھے تھے جہاں سے وہ عمارت کے اندر اور باہر آسانی سے ظر رکھ سکتے تھے۔ عمران ڈاکٹر ارشد صمدانی کے میک اپ میں مارت کے اندر تھا اور کسی ایس ڈی ہنڈرڈ ٹرانسمیٹر پر کام کر رہا تھا۔ س نے کہا تھا کہ جیسے ہی شی تارا وہاں آئے گی عمران انہیں خود اشن دے دے گا۔

"عمران نے شی تارا کی جن پراسرار صلاحیتوں کے بارے میں تایا ہے تمہارا کیا خیال ہے وہ آسانی سے عمران یا ہماری گرفت میں جائے گی"۔ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ مسلسل حویلی ا عمارت کے لان میں چہل قدمی کر رہے تھے۔

"عمران صاحب نے یہاں سوچ سمجھ کر یہ سب انتظامات کئے ہیں ی تارا کی پراسرار صلاحیتیں اس کی سائنسی ایجادات ہیں اور سائنسی جادات کا توڑ کرنا بھلا عمران صاحب کے لئے کیا مشکل ہو سکتا ہے"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہے۔ لیکن پھر بھی نجانے کیا بات ہے مجھے عجیب سا خطرہ

محسوس ہو رہا ہے"۔ جولیا نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خطرہ۔ کیسا خطرہ"۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

"شی تارا یہاں غیبی حالت میں آئے گی۔ گو ہم نے سپیشل ایکس آر ڈی گلاسز آنکھوں پر لگا رکھے ہیں لیکن اس کے باوجود شی تارا ہمیں نظر نہیں آئے گی۔ ان گلاسز کی وجہ سے شی تارا ہمیں تب نظر آئے گی جب عمران اس کے نادیدہ جسم پر خاص محلول لگانے میں کامیاب ہو جائے گا اور ایسا تب ہی ہو گا جب شی تارا سیدھی عمران کے پاس جائے گی۔ اس نے غیبی حالت میں یہاں آکر ہمیں دیکھ لیا اور غیبی حالت میں ہم پر حملہ کر دیا تو اس سے ہم اپنا بچاؤ کیسے کریں گے۔ ہو سکتا ہے اس کے پاس مشین پسٹل ہو۔ ہمیں دیکھ کر وہ ہم پر فائر بھی کھول سکتی ہے"۔ جولیا نے ایک خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ رسک تو ہمیں بہرحال لینا ہی پڑے گا۔ عمران صاحب نے کہا تھا کہ انہوں نے جو جال بچھایا ہے شی تارا سیدھی ان کے بچھائے ہوئے جال میں آ پھنسے گی اور وہ ایس ڈی ہنڈرڈ کے حصول کے لئے ہم پر کوئی توجہ نہیں دے گی کیونکہ اس کا خیال ہو گا کہ وہ غیبی حالت میں ہماری نظروں میں آئے بغیر یہاں سے صاف بچ کر نکل سکتی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"پھر بھی ہمیں کوئی رسک نہیں لینا چاہئے۔ ہمیں کوئی ایسا بندوبست کر لینا چاہئے تاکہ جیسے ہی شی تارا یہاں آئے ہمیں اس کی آمد کا پتہ چل جائے"۔ جولیا نے کہا۔

"آپ کے خیال میں ہم ایسا کون سا انتظام کر سکتے ہیں جس سے
ں فوراً پتہ چل جائے کہ شی تارا یہاں آئی ہے یا نہیں"۔ صفدر
کہا۔

"عمران نے سپیشل روم میں گرین ریز پھیلا رکھی ہے۔ اگر وہ
ریز کی رینج بڑھا دے تو یہاں موجود روشنی کا رنگ تبدیل ہو
ئے گا اور پھر اس روشنی کا رنگ جیسے ہی گرین ہو گا ہمیں شی تارا کی
کا فوراً پتہ چل جائے گا"۔ جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے"۔ صفدر نے اثبات میں سر
تے ہوئے کہا۔

"تو پھر آؤ۔ عمران سے بات کرتے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ اندرونی عمارت کی طرف
ھے ہی تھے کہ اسی لمحے اچانک عمارت میں تیز سیٹی کی آواز گونج
ی۔ سیٹی کی آواز سن کر وہ دونوں بری طرح سے چونک پڑے۔

"سر کاشن۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے شی تارا آچکی ہے"۔ جولیا کے
سے بے اختیار نکلا۔

"ہاں"۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے اندرونی
رت میں آگئے۔

"ہمیں یہاں رک جانا چاہئے۔ اول تو اس غیبی مخلوق کو خود
ن ہی کور کر لے گا اور اگر وہ عمران کے ہاتھوں سے نکل گئی تو وہ
الہ اسی راہداری کی طرف آئے گی"۔ جولیا نے ایک راہداری کے

سرے پر رکتے ہوئے کہا۔

"آپ یہیں رکیں میں سپیشل روم کے دروازے کے پاس جاتا ہوں"۔ صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور صفدر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کے دروازے کے پاس آ گیا جس میں عمران ڈاکٹر ارشد صمدانی کے میک اپ میں موجود تھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ صفدر اس دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اس نے اندر سے سن گن لینے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ اندر کی آواز نہ باہر آ سکتی تھی اور نہ باہر کی آواز اندر جا سکتی تھی۔

صفدر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے الیکٹرک راڈ کے بٹن کو دبا کر اسے آن کر لیا تھا۔ اس الیکٹرک راڈ میں اس قدر پاور آ گئی تھی کہ اگر یہ کسی انسان کو چھو جاتا تو وہ چیخ کر کئی فٹ دور جا گرتا اور اس کے کئی لمحوں تک تمام احساسات فنا ہو سکتے تھے۔ راہداری کے دوسرے سرے پر جولیا بھی تیار کھڑی تھی۔ اس نے بی فائیو ٹرانسمیٹر پر عمارت سے باہر موجود اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی الرٹ کر دیا تھا۔

صفدر کو ابھی دروازے پر کھڑے کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اس نے اچانک دروازہ کھلتے اور کھلے ہوئے دروازے سے ایک سائے کو نکلتے دیکھا۔ سایہ سبز رنگ کا تھا اور اس پر سبز رنگ کے دھبے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ دھبے اس خاص محلول کے تھے جس کی وجہ سے سایہ مکمل طور پر سبز رنگ میں رنگ سا گیا تھا۔ دروازہ کھلنے

آواز سن کر صفدر یکلخت چوکس ہو گیا اور پھر اس نے جب ایک
ی کا سبز سایہ دروازے سے نکلتے دیکھا تو اس نے بجلی کی سی تیزی
ے الیکٹرک راڈز آگے کر کے اس سائے کو لگا دیا۔ راہداری میں
ے لڑکی کی تیز چیخ بلند ہوئی۔ سائے کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور
ایہ راہداری میں اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا۔ اس سے پہلے کہ سایہ
ھتا صفدر بھاگ کر اس کے قریب آ گیا۔ اس نے ایک بار پھر
یکٹرک راڈ کو اس سائے سے چھو دیا۔

سایہ تیز اور کربہہ آواز میں چیخ اٹھا۔ پھر اسی لمحے سبز سائے کی
نگیں حرکت میں آئیں اور صفدر کے ہاتھ سے الیکٹرک راڈ چھوٹ کر
ر جا گرا۔ اس سے پہلے کہ صفدر سنبھلتا لڑکی کا سایہ بجلی کی سی
زی سے حرکت میں آیا۔ صفدر نے سبز سائے پر چھلانگ لگا دی۔
شاید اسے چھاپنا چاہتا تھا مگر اسی لمحے سبز سایہ بجلی کی طرح تڑپا۔
ں نے لیٹے لیٹے ٹانگیں چلائیں اور صفدر دائیں پہلو پر ٹانگوں کی
رب کھا کر رول ہوتا ہوا دور جا گرا۔ لڑکی کے چیخنے کی آواز جولیا نے
ی سن لی تھی۔ اس نے بھی سبز سائے کو دیکھ لیا تھا۔ وہ تیزی سے
وڑتی ہوئی اس طرف آئی لیکن اتنی دیر میں سبز سایہ کھڑا ہو چکا تھا۔
ں سے پہلے کہ جولیا الیکٹرک راڈ سے سبز سائے پر حملہ کرتی سبز
ائے نے ایک اونچی چھلانگ لگائی اور جولیا کے اوپر سے ہوتا ہوا
وسری طرف جا گرا۔ اس نے زمین پر قدموں کے بل گر کر قلابازی
ھائی اور پھر اٹھ کر تیزی سے دوسری طرف دوڑتا چلا گیا۔ وہ بجلی کی

تیزی سے پلٹی مگر سبز سایہ دور چلا گیا تھا۔

"وہ شی تارا ہے جولیا۔ اسے پکڑو"۔ صفدر نے چیختے ہوئے کہا تو جولیا بجلی کی سی تیزی سے اس سبز سائے کے پیچھے لپک گئی۔ اس نے بی فائیو ٹرانسمیٹر پر باہر موجود اپنے ساتھیوں کو بتا دیا کہ شی تارا سبز سائے کے روپ میں باہر آ رہی ہے۔

شی تارا سبز سائے کے روپ میں سوئس نژاد لڑکی کے الیکٹرک راڈز سے بچنے کے لئے بھاگ پڑی تھی۔ وہ راہداری سے نکل کر عمارت کے دوسرے حصے میں گئی اور پھر نہایت تیزی سے عمارت سے باہر جانے والے راستے کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ ابھی وہ گیٹ کے قریب پہنچی ہی تھی کہ اسی لمحے گیٹ کھلا اور دو مسلح افراد تیزی سے اندر آ گئے۔ ان کے پاس مشین گنیں تھیں۔ سبز سائے کو دیکھ کر ان مسلح افراد نے گنیں سیدھی کیں اور یکلخت اس پر فائرنگ کر دی۔

وہ شی تارا کے پیروں پر فائرنگ کر رہے تھے لیکن شی تارا نے اپنے گرد جن ریز کا حصار بنا رکھا تھا اس کی وجہ سے مشین گنوں کی گولیاں اس سے ٹکرا ضرور رہی تھیں مگر اسے نقصان نہیں پہنچا رہی تھیں۔ شی تارا بھاگتی ہوئی ان مسلح افراد کے پاس آئی اور پھر بجلی سی چمکی۔ شی تارا نے ان دونوں پر اس قدر تیزی سے اور اس قدر خوفناک انداز میں حملہ کیا تھا کہ وہ دونوں مسلح افراد الٹ کر گر پڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے شی تارا دوڑتی ہوئی گیٹ کراس

کر کے باہر نکل گئی مگر اسی لمحے ایک درخت سے اس پر رسیوں کا بنا ہوا جال سا آ گرا۔

جال خاصا بڑا تھا۔ شی تارا اس جال میں بری طرح الجھ کر گر پڑی اور پھر وہ خود کو اس جال سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگی مگر اسی لمحے دوسرے درخت سے زرد رنگ کے پانی کی پھوار شی تارا پر آ کر پڑی۔ وہ پانی ایک لیس دار مادہ تھا۔ جیسے ہی شی تارا پر لیس دار مادہ گرا شی تارا کو چپچپاہٹ کا احساس ہوا اور پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے ہوا لگنے سے وہ مادہ خشک ہوتا جا رہا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اکڑتا جا رہا ہو۔ اس نے ہاتھ پیر ہلانے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ جال میں لپٹی اکڑی پڑی تھی جیسے وہ پتھر کا بت ہو۔ اس لیس دار مادے نے اس کا جسم واقعی پتھر کی طرح سخت اور ٹھوس کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

دانش منزل کے میٹنگ روم میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبر موجود تھے اور آپس میں اس کیس پر بات چیت کر رہے تھے عمران حسب عادت کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اور آنکھیں بند کئے جیسے گہری نیند سو رہا تھا اور اس کے خراٹے ہال میں گونج رہے تھے ۔ جولیا، صفدر اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے عمران کو جگانے اور اس سے پوچھنے کی بہت کوشش کی تھی مگر عمران کے کانوں پر جوں تک نہ رینگ رہی تھی ۔ وہ یوں سو رہا تھا جیسے وہ یہاں صرف سونے کے لئے آیا ہو۔

اسے اس طرح سوتے دیکھ کر اس کے ساتھی برے برے منہ بنا رہے تھے اور پھر انہوں نے عمران کو نظرانداز کر کے ایک دوسرے سے باتیں کرنا شروع کر دی تھیں ۔ اسی لمحے جولیا کے سامنے پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا تو وہ سب خاموش ہو گئے ۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکل رہی تھیں ۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ممبرز " ۔ بٹن آن ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز ہال میں ابھری۔

" یس چیف " ۔ جولیا نے جواباً کہا۔

" تم سب کو میں نے یہاں کیس کی تفصیلات بتانے کے لئے جمع کیا ہے ۔ کیا تم سب متوجہ ہو " ۔ ایکسٹو نے کہا۔

" یس چیف ۔ ہم پوری طرح سے متوجہ ہیں " ۔ جولیا نے ہونٹ بھینچ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بدستور آنکھیں بند کئے خراٹے نشر کر رہا تھا۔

" اس بار زیرو لینڈ نے پاکیشیا میں ڈبل مشن پر کام کرنے کے لئے اپنے دو خطرناک اور انتہائی باصلاحیت ایجنٹوں کو بھیجا تھا جن میں ایک سیکرٹ ہینڈز کا ٹام ہاک تھا اور دوسری لیڈی ایجنٹ شی تارا ۔ ٹام ہاک کو سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کی رہائی کا ٹاسک دیا گیا تھا جبکہ شی تارا جو زیرو لینڈ کی سیاہ ناگن کہلاتی ہے پاکیشیا سے ایک ایسا آلہ حاصل کرنے کے لئے آئی تھی جس کا کوڈ نام ایس ڈی ہنڈرڈ ہے ۔ ایس ڈی ہنڈرڈ ایک سائنسی آلہ ہے جس پر ہمارے ملک کا ایک بہترین سائنس دان کام کر رہا تھا۔ وہ سائنس دان ایس ڈی ہنڈرڈ نامی آلے کو ٹرانسمیٹر میں ایڈجسٹ کر کے اس قابل بنا رہا تھا جس سے ہمیں زیرو لینڈ کی صحیح صحیح لوکیشن معلوم ہو سکتی تھی۔

ٹام ہاک نے پاکیشیا میں آکر سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کی تلاش میں بھاگ دوڑ شروع کر دی۔ اس نے تمام جیل خانے اور ان تمام جگہوں کو کھنگال لیا جہاں اس کے خیال کے مطابق ان تینوں کو رکھا جا سکتا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے وزیر جیل خانہ جات سے لے کر ہوم سیکرٹری تک کے لوگوں کو بھی خرید لیا تھا مگر اسے کسی طور پر اس بات کا علم نہیں ہو رہا تھا کہ سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو کہاں قید کیا گیا ہے۔ پھر ٹام ہاک کو سرسلطان کی ٹپ ملی کہ وہ سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو عالمی عدالت میں لے جانے کے معاملے میں پیش پیش ہیں۔ ٹام ہاک فوری طور پر سرسلطان کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ اس نے سرسلطان کی رہائش گاہ کے تمام محافظوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے اہل خانہ کو یرغمال بنا لیا۔

وہ سرسلطان سے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا جس پر سرسلطان نے اس خطرناک انسان کے ظلم اور تشدد سے بچنے کے لئے اسے جوزف اور رانا ہاؤس کا پتہ بتا دیا ان کا خیال تھا کہ یہ مجرم رانا ہاؤس میں جا کر جب جوزف پر حملہ کرے گا تو اسے جوزف اور عمران خود ہی سنبھال لیں گے۔ ٹام ہاک نے جاتے جاتے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں گولیاں مار دیں۔ وہ سرسلطان کو اپنی طرف سے ہلاک کر گیا تھا لیکن سرسلطان نے بروقت مجھے کال کر کے حقیقت بتا دی جس پر میں نے فوری طور پر

انہیں ہسپتال پہنچانے کا بندوبست کر دیا۔ جس کی وجہ سے ان کی جان بچ گئی۔

ادھر عمران ہوٹل التاج میں بیٹھا تھا کہ شی تارا، مادام ماشاری بن کر اس کے پاس پہنچ گئی اور پھر وہ عمران کو ہوٹل سے دن دہاڑے اغوا کر کے لے گئی۔ اس کے لئے اس نے ایک سائنسی ایجاد کا سہارا لیا تھا جس کی وجہ سے وہاں ہر طرف گہری تاریکی چھا گئی تھی اور اس تاریکی میں عمران مفلوج ہو گیا تھا۔ شی تارا نے یہاں ایک عارضی ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا۔ اس نے عمران کو وہاں لے جا کر اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور اس سے کہا کہ وہ اس سے ایس ڈی ہنڈرڈ حاصل کرنے کے لئے آئی ہے۔ عمران اور شی تارا میں تلخ کلامی ہوئی جس پر شی تارا طیش میں آگئی اور اس نے عمران سے کہا کہ وہ جانتی ہے کہ ایس ڈی ہنڈرڈ کا موجد کوئی ڈاکٹر صمدانی ہے۔

اتفاق سے پاکیشیا کی مختلف لیبارٹریوں میں چار ایسے سائنس دان کام کرتے تھے جن میں ایک ڈاکٹر ایم اے صمدانی، دوسرا ڈاکٹر ارشد صمدانی، تیسرا ڈاکٹر اسلم صمدانی اور چوتھے سائنس دان کا نام ڈاکٹر آصف صمدانی تھا۔ شی تارا کے پاس حتمی ثبوت تھے کہ انہی چار سائنس دانوں میں سے کوئی ایک سائنس دان ہے جو ایس ڈی ہنڈرڈ پر کام کر رہا ہے۔ اس نے عمران کو چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ وہ پاکیشیا میں موت کا ایسا کھیل کھیلے گی جس سے وہ باری باری ان چاروں سائنس دانوں کو ہلاک کر دے گی چاہے انہیں کہیں بھی لے

جا کر کیوں نہ چھپا دیا جائے یا ان کی حفاظت کا کوئی بھی بندوبست
کیوں نہ کر لیا جائے ۔ اس کے پاس ایک ایسی پراسرار صلاحیت تھی
جس کو استعمال کر کے وہ نہ صرف ان چاروں سائنس دانوں تک
پہنچ سکتی تھی بلکہ انہیں ہلاک بھی کر سکتی تھی ۔ اس نے چونکہ عمران
کو اپنا نام مادام ماشاری بتایا تھا اس لئے عمران اسے فوری طور پر
پہچان نہ سکا تھا کہ وہ زیرو لینڈ کی سیاہ ناگن شی تارا ہے کیونکہ اس
سے پہلے عمران کا اس سے کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا تھا۔

شی تارا نے عمران کی بے ہوشی کے دوران اس کے جسم میں
ایک مائیکرو پن انجیکٹ کر دی تھی جس کی وجہ سے وہ عمران پر اور
اس کی ہر حرکت پر آسانی سے نظر رکھ سکتی تھی ۔ ایسی ہی مائیکرو
پنیں اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ان چاروں سائنس دانوں
کے جسموں میں بھی انجیکٹ کرا دی تھیں تاکہ ہم ان سائنس دانوں
کو جہاں بھی لے جائیں ان کا کوئی بھی میک اپ کر دیں وہ ان تک
آسانی سے پہنچ سکے۔

شی تارا نے عمران کو چیلنج کر کے آزاد کر دیا اور ٹام ہاک جوزف
سے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کے بارے میں جاننے کے لئے
رانا ہاؤس پہنچ گیا ۔ اس نے جوزف کو اذیت دینے کے لئے اسے
باندھ کر اس کی دونوں کلائیوں پر کٹ لگا دیئے تاکہ اس کے جسم
سے اس کا خون آہستہ آہستہ نکل جائے اور اس کی قوت مدافعت ختم
ہو جائے اور وہ اس سے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کے بارے

میں پوچھ گچھ کر سکے ۔ ایسی سچوئیشن میں عمران وہاں جا پہنچا جس نے
جوزف کی تشویش ناک حالت دیکھی تو وہ ٹام ہاک اور اس کے
ساتھیوں پر موت بن کر جھپٹ پڑا۔

ٹام ہاک اور اس کے سارے ساتھی عمران کے ہاتھوں مارے گئے
عمران کو اصل فکر شی تارا کی تھی جس کے پاس کوئی پراسرار طاقت
تھی ۔ وہ اس کی پراسرار طاقت کے بارے میں پتہ لگانا چاہتا تھا ۔ اس
کے لئے وہ ان پہاڑیوں میں موجود خفیہ ٹھکانے پر چلا گیا جہاں اس
نے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو خصوصی طور پر قید کر رکھا
تھا ۔ عمران نہیں جانتا تھا کہ اس کے جسم میں ایک ایسی مائیکرو پن
ہے جس کی وجہ سے شی تارا اسے مسلسل مانیٹر کر رہی تھی۔

بہرحال عمران نے خفیہ قید خانے میں جا کر کرنل بلیک سے
بات کی تو اسے معلوم ہو گیا کہ مادام ماشاری اصل میں زیرو لینڈ کی
سیاہ ناگن شی تارا ہے ۔ شی تارا کے بارے میں عمران جانتا تھا کہ وہ
کون ہے اور کس کی بیٹی ہے ۔ شی تارا کا باپ ڈاکٹر ولیم ہائپر کراس
لینڈ کا ایک بہت بڑا سائنس دان تھا اور عمران کچھ عرصہ اس کا شاگرد
بھی رہ چکا تھا ۔ ان دنوں ڈاکٹر ولیم ہائپر ایک ایسا سائنسی آلہ بنانے
کے چکر میں تھا جس سے وہ خود کو دوسرے انسانوں کی نظروں سے
غائب کر سکے ۔ اس خصوصی سسٹم کا نام اس نے ہائپر سسٹم رکھا تھا
اس سسٹم میں اس نے کامیابی حاصل کر لی تھی اور اس سسٹم کو
اس نے اپنی بیٹی شی تارا کے بازو میں ایڈجسٹ کر رکھا تھا۔

چونکہ اس کی بیٹی بچپن سے ہی ایک بازو سے معذور تھی اس لئے ڈاکٹر ولیم ہائپر نے ہائپر سسٹم تیار کر کے شی تارا کے بازو میں لگا دیا تھا اس پر ابھی بہت کام باقی تھا کہ ایسے میں ڈاکٹر ولیم ہائپر اور اس کی بیٹی شی تارا کو زیرو لینڈ والوں نے اغوا کر لیا۔ ڈاکٹر ولیم ہائپر فطرتاً دولت پرست تھا۔ زیرو لینڈ والوں نے جب اسے بڑی بڑی آفرز کیں تو اس نے اپنی وفاداری زیرو لینڈ کے لئے وقف کر دی۔

شی تارا کا نام ذہن میں آتے ہی عمران کو ہائپر سسٹم کا بھی پتہ چل گیا جس کی مدد سے شی تارا خود کو غائب کر سکتی تھی۔ وہ سب کچھ دیکھ سکتی تھی مگر ہائپر سسٹم سے نکلنے والی ریز کی وجہ سے کوئی اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس ہائپر سسٹم کی مدد سے وہ ڈاکٹر ایم اے صمدانی تک پہنچی تھی اور اس نے نہایت آسانی سے اسے ہلاک کر دیا تھا۔ عمران کے جسم میں چونکہ مائیکرو پن تھی اور اس پن سے ایک خصوصی ریز نکلتی تھی جس سے شی تارا آسانی سے عمران کو مانیٹر کر رہی تھی۔ اس دوران میں نے عمران کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں واچ ٹرانسمیٹر کال کیا تو اس ریز اور مائیکرو پن سے نکلنے والی ریز آپس میں ٹکرا گئیں اور ان ریز کے آپس میں ٹکرانے سے ایک سائنسی عمل کے ذریعے عمران کے ذہن پر اس قدر دباؤ پڑ گیا کہ عمران وہیں بے ہوش ہو گیا جسے میں نے فوری طور پر وہاں سے نکال کر فاروقی ہسپتال میں پہنچا دیا لیکن عمران دو روز تک اسی بے ہوشی کے عالم میں پڑا رہا۔

مائیکرو پن سے نکلنے والی ریز اس وقت کام کرتی ہے جب انسانی جسم بیدار ہو اور مسلسل حرکت میں ہو۔ عمران چونکہ بے ہوش ہو چکا تھا اس لئے شی تارا اسے مانیٹر کرنے سے معذور ہو گئی تھی اور اس نے عمران کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک کر دیا مگر پھر اچانک عمران کو ہوش آ گیا۔ بے ہوش رہنے کی وجہ سے اس کے جسم میں موجود مائیکرو پن کی تحریک رک گئی تھی اور وہ عمران کی گردن کی ایک رگ میں پھنس گئی تھی جس کی وجہ سے عمران کی وہ رگ سوج گئی اور ڈاکٹر فاروقی نے اس سوجی ہوئی رگ کا سر سونک ایکسرے کیا تو انہیں وہ مائیکرو پن نظر آ گئی جسے انہوں نے معمولی سے آپریشن کے بعد اس رگ سے نکال لیا اور اس مائیکرو پن کے نکلنے کے بعد آخر کار عمران کو ہوش آ گیا۔

عمران چونکہ شی تارا اور اس کی پراسرار صلاحیت کی اصلیت جان چکا تھا اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ شی تارا نے اپنی پراسرار صلاحیت کی وجہ سے ڈاکٹر ایم اے صمدانی کو ہلاک کر دیا ہے تو عمران نے دوسرے سائنس دانوں کو بچانے اور شی تارا کو پکڑنے کے لئے ففتھ پوائنٹ پر اس کا شکار کھیلنے کا پروگرام بنا لیا۔

مائیکرو پن پر لیبارٹری میں جا کر عمران نے کام کیا اور پھر اس نے سب سے پہلے تینوں سائنس دانوں کے جسموں سے مائیکرو پنیں نکالیں اور پھر اپنی ترمیم شدہ مائیکرو پن کو اپنے جسم میں لگا کر وہ ڈاکٹر ارشد صمدانی کے میک اپ میں ففتھ پوائنٹ پر پہنچ گیا اور وہاں

موجود نقلی ٹرانسمیٹروں اور نقلی ایس ڈی ہنڈرڈ پر کام کرنے لگا۔ ففتھ پوائنٹ پر آپ کے ساتھ عمران نے شی تارا کو پکڑنے کی پوری تیاری کر رکھی تھی۔ عمران کو یقین تھا کہ شی تارا جب بھی مانیٹر آن کرے گی اور اسے ایک سائنس دان ایس ڈی ہنڈرڈ پر کام کرتا نظر آئے گا تو وہ سب کام چھوڑ کر ایس ڈی ہنڈرڈ حاصل کرنے کے لئے دوڑ پڑے گی اور پھر یہی ہوا۔

شی تارا ایس ڈی ہنڈرڈ حاصل کرنے ففتھ پوائنٹ میں آ گئی جہاں عمران نے اس کو ظاہر کرنے کے لئے خصوصی انتظامات کر رکھے تھے۔ عمران کی شی تارا سے زبردست فائٹ ہوئی اور پھر شی تارا نے عمران کی جانب ایک خطرناک بم آن کر کے پھینکا اور اپنی ڈارک کر دینے والی انگوٹھی کی وجہ سے عمران کو مفلوج کر کے وہاں سے نکل گئی۔ مگر وہاں آپ سب نے شی تارا کو پکڑنے کا پورا انتظام کر رکھا تھا۔ شی تارا عمران کے سلفر اور فاسفورس کے بنائے ہوئے ایک خاص کیمیکل کی وجہ سے گرین شیڈو بن کر ظاہر ہو گئی تھی جس کی وجہ سے آپ نے اسے پکڑنے کی کوشش کی اور وہ آخر کار عمران کے بنائے ہوئے سلوشن جیسے کیمیکل کی وجہ سے بے دست و پا ہو گئی اور آخر کار اسے گرفتار کر لیا گیا۔

شی تارا عمران کے ہاتھ میں خطرناک بم آن کر کے جیسے ہی باہر نکلی تھی عمران کا مفلوج شدہ جسم حرکت میں آگیا تھا اور عمران چونکہ اس تباہ کن بم کی ساخت کو اچھی طرح سے جانتا تھا اس لئے اس نے

حرکت میں آتے ہی اس بم کو جو دو پارٹس پر مشتمل تھا، کے دونوں پارٹس الگ الگ کر دیئے تھے جس سے بم اسی وقت ناکارہ ہو گیا تھا اس طرح عمران یقینی موت سے بچ گیا۔ پھر شی تارا کو عمران آپ کے ساتھ سپیشل لیبارٹری میں لے گیا جہاں اس نے شی تارا کا ہائپر سسٹم والا بازو الگ کر دیا اور اس کے جسم سے سلوشن صاف کر دیا اب شی تارا ہماری قید میں ہے۔

بہرحال شی تارا تو ہماری قید میں آ گئی ہے مگر اس کے چند ساتھیوں نے ان پہاڑیوں میں جا کر جہاں سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک قید تھے سائنسی اسلحے سے حملہ کر دیا تھا۔ وہ سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو وہاں سے آزاد کرانا چاہتے تھے مگر وہ اس خفیہ ٹھکانے پر عمران کے سائنسی اسلحے کا شکار ہو گئے۔ ان کے پاس ایک سائنسی آلہ تھا جو یکلخت خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا جس کی وجہ سے وہ پہاڑی اڑ گئی۔ خوفناک دھماکے نے نہ صرف سرنگوں میں موجود تمام سائنسی نظام کو جام کر دیا تھا بلکہ اس دھماکے کی وجہ سے وہاں موجود مشینیں بھی ناکارہ ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک ہزاروں من مٹی تلے دفن ہو گئے۔ اس علاقے سے قریب چونکہ ایک فوجی چھاؤنی تھی اس لئے دھماکہ ہوتے ہی بے شمار فوجی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے ملبہ ہٹایا اور سنگ ہی اور تھریسیا کو شدید زخمی حالت میں وہاں سے نکال لیا۔ البتہ کرنل بلیک ہلاک ہو گیا تھا۔ اب سنگ ہی اور تھریسیا ایک سپیشل ہسپتال میں

ہیں ان کی حالت انتہائی مخدوش ہے"۔ ایکسٹو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ جولیا اور سیکرٹ سروس کے ممبر خاموشی سے ایکسٹو سے تفصیلات سن رہے تھے۔

" کوئی سوال "۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی آواز ابھری۔

" یس چیف "۔ جولیا نے کہا۔

" یس ۔ پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے "۔ ایکسٹو نے کہا۔

" چیف ۔ شی تارا کو کیسے معلوم ہوا کہ پاکیشیا میں ایس ڈی ہنڈرڈ پر کام ہو رہا ہے اور ہم اسے خاص طور پر زیرو لینڈ کی تلاش کے لئے بنا رہے ہیں "۔ جولیا نے پوچھا۔

" ڈاکٹر ارشد ایس ڈی ہنڈرڈ پر تقریباً اپنا کام مکمل کر چکے ہیں ۔ انہوں نے تجرباتی طور پر اس سسٹم کو زیرو لینڈ کے ایک ٹرانسمیٹر میں ایڈجسٹ کیا تھا۔ اتفاق سے ان کی کال زیرو لینڈ والوں کو مل گئی تھی ۔ ان کے سپر کمپیوٹرائزڈ سسٹم نے فوراً اس کال کو ٹریس کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا جس کی وجہ سے ایس ڈی ہنڈرڈ کی حقیقت ان پر ظاہر ہو گئی تھی "۔ ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" چیف ۔ عمران کو کیسے یقین تھا کہ شی تارا ایس ڈی ہنڈرڈ کے لئے لازماً ففتھ پوائنٹ پر آئے گی ۔ شی تارا نے جس طرح کھلے عام اعلان کر رکھا تھا کہ جب تک ایس ڈی ہنڈرڈ، سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کو اس کے حوالے نہ کیا گیا تو وہ پاکیشیا میں موت کا کھیل کھیلتی رہے گی اور وہ اپنے اعلان کے مطابق ان سائنس دانوں

کو ضرور ہلاک کرے گی "۔ جولیا نے کہا۔

" اس کے لئے زیادہ اہمیت ایس ڈی ہنڈرڈ کی تھی ۔ اس نے عمران کو ڈاکٹر ارشد صمدانی کے روپ میں ایس ڈی ہنڈرڈ پر کام کرتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے پہلے ایس ڈی ہنڈرڈ کو حاصل کرنے کا پروگرام بنایا اور اس کے بعد وہ اپنے دوسرے پروگرام پر عمل کرنا چاہتی تھی "۔ ایکسٹو نے کہا۔ اسی طرح باری باری سیکرٹ سروس کے ممبر ایکسٹو سے مختلف سوالات کرتے رہے جس کا ایکسٹو انہیں تفصیل سے جواب دیتا رہا ۔یہاں تک کہ ان کے پاس جیسے سارے سوال ختم ہو گئے اور وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

" اور کوئی سوال "۔ ایکسٹو نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس چیف ۔ میرا ایک سوال باقی ہے "۔ عمران نے اچانک آنکھیں کھول کر کہا تو جولیا اور اس کے ساتھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔ اس کیس کی ساری حقیقت انہیں معلوم ہو گئی تھی ۔ پھر عمران کس سوال کی بات کر رہا تھا۔

" بولو ۔ کیا سوال ہے "۔ ایکسٹو نے کہا۔

" چیف ۔ اس کیس پر سب سے زیادہ میں نے کام کیا ہے میری ہی وجہ سے ٹام ہاک جیسا خطرناک مجرم ہلاک ہوا ہے اور شی تارا جیسی زہریلی سیاہ ناگن گرفتار ہوئی ہے ۔ میں نے ہی پاکیشیا کے تین بڑے اور عظیم سائنس دانوں کو شی تارا کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بچایا ہے ۔ آپ ہر کیس کے اختتام پر مجھے ایک چھوٹا سا چیک دے

دیتے ہیں جب دیکھ کر میرا باورچی سلیمان ناک بھوں چڑھا دیتا ہے۔ کیا اس کیس کے سلسلے میں آپ مجھے بڑا بلکہ بہت بڑا چیک دے سکتے ہیں جب دیکھ کر سلیمان ناک بھوں نہ چڑھا سکے"۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر سیکرٹ سروس کے ممبران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"شی تارا تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران کی ذہانت اور ان کی تیز رفتاری کی وجہ سے قابو میں آئی تھی اس لئے چیک حاصل کرنے کا حق تم نے ختم کر دیا ہے"۔ ایکسٹو نے کہا تو عمران کا منہ لٹک گیا جبکہ ایکسٹو کی بات سن کر سیکرٹ سروس کے ممبران کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

"مگر چیف"۔ عمران نے مایوسی سے کہنا چاہا۔

"فکر مت کرو۔ تمہیں چیک دیا جائے گا مگر اس چیک پر رقم اس قدر ہو گی کہ تم اپنے ملازم کو ایک ماہ کی تنخواہ آسانی سے دے سکو گے"۔ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔

"بس ایک ماہ کی تنخواہ۔ پھر اس بار سلیمان ناک بھوں ہی نہیں چڑھائے گا بلکہ اس چیک کے ساتھ میرا بھی سر پھاڑ دے گا"۔ عمران نے رونی صورت بنا کر کہا اور اس کی بات سن کر سیکرٹ سروس کے ممبر بے اختیار ہنس پڑے۔ انہیں ہنستا دیکھ کر عمران برے برے منہ بنانے لگا جیسے اس نے کونین کی کڑوی گولیاں چبا لی ہوں۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی ہنگامہ خیز ایڈونچر

وائٹ کوبرا

مصنف ظہیر احمد

ہیون ویلی — جہاں موت کا انتہائی لرزہ خیز اور بھیانک کھیل کھیلا جا رہا تھا۔

ہیون ویلی — جہاں ہونے والے خونیں مناظر کی فلم بنا لی گئی۔ وہ فلم کہاں تھی؟

ہیون ویلی — جہاں مسلمانوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کے ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے۔

کوبرا فورس — جس کا سربراہ ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف وائٹ کوبرا تھا۔

وائٹ کوبرا — جس کے اختیارات کافرستان کی تمام فورسز سے زیادہ تھے۔

وائٹ کوبرا — جسے کافرستانی صدر اور وزیراعظم نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہلاکت کا سپیشل ٹاسک دے دیا۔

وائٹ کوبرا — جس نے اپنی فورسز کو کافرستانی سرحدوں پر تعینات کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے تمام راستے سیلڈ کر دیئے۔

بلیک فورس — جس نے ہیون ویلی پر مکمل کنٹرول کر رکھا تھا۔

کراسٹی — جو اپنی مدد آپ کے تحت ہیون ویلی کے لیڈر کو آزاد کرانے کافرستان پہنچ گئی۔

کراسٹی — جس نے ہیون ویلی کے تحریک آزادی کے لیڈر کو اغوا کر لیا۔